رجعت

(حکومت خاندانِ رسالتؑ)

آقائی محمد ہادی شیرازی

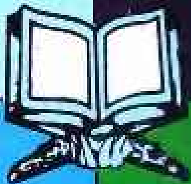

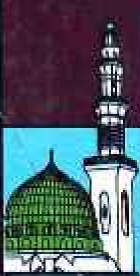

ولی العصرؑ ٹرسٹ

Rs. 3601

Acc No. 10.885 Date 30/3/09

Section.................... Status..........

D.D. Class..............................

NAJAFI BOOK LIBRARY

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

احمد بک ڈپو
مین لنک امام بارگاہ شاہ کربلا
رضویہ سوسائٹی کراچی ۱۸

رجعت

(حکومت خاندانِ رسالت)

○

مؤلف

محمد خادمی شیرازی

مترجم

حافظ اقبال حسین جاوید

○

ترتیب و پیشکش

سید محمد مشیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ ○ رتہ متہ ضلع جھنگ

جملہ حقوق دائمی بحق سید محمد شبیر عباس محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ رجعت (حکومت خاندان رسالت)

مصنف: ـــــــ محمد خادی شیرازی

مترجم: ـــــــ حافظ اقبال حسین جاوید

تعداد: ـــــــ ایک ہزار

اشاعت: ـــــــ بار اول

تاریخ اشاعت: ـــــــ ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ

مطبع: ـــــــ

قیمت: ـــــــ

ناشر: ـــــــ ولی العصر ٹرسٹ رنگ متہ ضلع جھنگ

کتابت: ـــــــ دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ (گوجرانوالہ)

سٹاکسٹ

۱۔ ۹ ورشیر شاہ بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور

۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ لاہور

انتساب

ولی العصر ہادی آخر الزمان حضرت امام حجت

ابن الحسن العسکری عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی

خدمت عالیہ میں بطور ہدیہ پیش کرنے کی سعادت

حاصل کرتا ہوں

(اگر قبول افتد زہے عز و شرف)

خاکپائے امام العصرؑ

سید محمد شبیر عباس

عرضِ ناشر

یہ بات اہل دانش و فکر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ پاکستان میں اردو دان حضرات "رجعت" جیسے اہم موضوع سے ناآشنا ہیں۔ کیونکہ شروع سے لے کر آج تک اس علمی عنوان کو پس پشت ڈالا جاتا رہا ہے۔ الحمد اللہ ادارہ ولی العصر ٹرسٹ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ اس عظیم موضوع کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دے۔ لہٰذا ہم اس خدمت پہ فخر محسوس کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند قدوس ہماری اس کاوش کو اپنے بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کا اجر عظیم میرے والدین کے نامۂ اعمال میں درج فرمائے (آمین)

خاکپائے اہل بیتؑ

سید محمد شبر عباس

فہرست مطالب

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	یوم اللہ ۔ رجعت ا مقدمہ ۔۔۔۔۔	۱۔
	رجعت کیا ہے۔	۲۔
	فرمان رجعت۔	۳۔
	رجعت از نظر قرآنِ کریم۔	۴۔
	رجعت گزشتہ اقوام کے درمیان۔	۵۔
	امت مسلمہ میں رجعت۔	۶۔
	رجعت از نظر روایات۔	۷۔
	تواترا حادیث رجعت۔	۸۔
	اجماع علمائے شیعہ رجعت کے بارے میں۔	۹۔
	ادعیہ وزیارات میں رجعت	۱۰۔
	کون سے لوگ رجعت میں لوٹ کر آئیں گے۔	۱۱۔
	کیا رجعت اختیاری ہے۔	۱۲۔
	رجعت پیامبرانؑ۔	۱۳۔

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۔	رجعت حضرت اسماعیلؑ۔	
۱۵۔	رجعت حضرت عیسیٰؑ۔	
۱۶۔	رجعت حضرت خضرؑ۔	
۱۷۔	رجعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔	
۱۸۔	رجعت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام۔	
۱۹۔	رجعت حضرت امام حسین علیہ السلام۔	
۲۰۔	رجعت تمام آئمہ معصومینؑ۔	
۲۱۔	رجعت بعض اصحاب حضرت رسول اکرمؐ۔	
۲۲۔	بعض شبہات کے جوابات	
۲۳۔	کتاب نامہ رجعت۔ منابع، مدارک کتاب	

رجعت یوم اللہ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْ دَوْلَةٍ كَرِيْمَةٍ تُعِزُّ بِهَا الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ، وَتُذِلُّ بِهَا النِّفَاقَ وَ اَهْلَهٗ ، وَ تَجْعَلُنَا فِيْهَا مِنَ الدُّعَاةِ اِلٰى طَاعَتِكَ وَالْقَادَةِ اِلٰى سَبِيْلِكَ، وَتَرْزُقُنَا بِهَا كَرَامَةَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ،

اے ہمارے پروردگار ہم ایک صلح آشتی کی حکومت کی انتظار میں ہیں کہ اس کے سائے میں اسلام اور اہل اسلام کو عزت دے۔ نفاق اور اہل نفاق کو ذلیل وخوار فرما۔ ہم کو اس دورِ حکومت میں اپنی اطاعت کی طرف بلانے والوں میں اور اپنی راہ کی طرف بلانے والوں میں قرار دے۔ دنیا و آخرت میں بھی کرامت عطا فرما۔

(از دعائے افتتاح)

خاندانِ عصمت وطہارت کی پاکیزہ حکومت جس کی آرزو ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ جس کے لیے ماہ رمضان المبارک کی بابرکت راتوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں سوال کرتے ہیں اس کا آغاز بقیۃ اللہ (مہدیؑ آخر الزمان) روحی لہ الفداء سے ہوگا، اور تمام بزرگوار پوری دنیا میں حکومت کریں گے۔ چودہ سو سال سے بے قرار دل، حکومت حقہ کے لیے اپنی دعاؤں، مناجات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے رہے ہیں۔

اس پاکیزہ حکومت کے انتظار میں لمحے اور گھڑیاں شمار کیں قبل اس کے کہ اس حکومت کو دیکھیں، اس دنیا سے خود رخصت ہو گئے۔

خداوند منان نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق لوگوں کو اس حکومت الٰہیہ کے استقرار کے لیے انتظار میں رکھا ہے پورے جہاں میں صرف ایک حکومت ہوگی۔ باعظمت حکومت کی برکات سے آئمہ معصومین کامیاب و کامران ہوں گے۔

جب خالص مؤمنین حق تعالیٰ کے لطف و عنایت کا مشاہدہ کرنے کیلیے اور حکومت حق کے سائے میں زندگی کی لذت درک کرنے کے لیے لوٹیں گے۔

اور منکرین بھی لوٹائے جائیں گے تاکہ روز قیامت سے پہلے اپنے افعال قبیحہ کی سزا و جزا حاصل کریں۔ تاکہ مظلومین کے لیے سرمایہ سرور اور اطمینان ہو مسرت سے سرشار ہوں۔

سچے اور پکے مؤمنین اور پکے منافقین و ملحدین کا قیامت سے پہلے اس دنیا میں لوٹ کر آنے کا نام رجعت ہے۔

رجعت کا عقیدہ رکھنا مذہب شیعہ کے ناقابل تردید عقائد میں سے ہے اس عقیدہ کی بنیاد، آیات قرآن اور احادیث رسولِ اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایات ہیں۔

اسی کتاب میں ستر آیات، قرآن کریم سے پیش کی گئی ہیں جن سے قاری

کتاب آشنا ہو گا اُن کی تفسیر آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول اخبارات کے ساتھ (رجعت) کو یوم اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اہل بیتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر روایات ملتی ہیں کہ کسی شخص کو تردید کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

آیۃ اللہ شیخ حرّ عاملی، مصنف کتاب (وسائل الشیعہ) فرماتے ہیں۔

رجعت کے بارے میں احادیث متواترہ موجود ہیں جن میں ہرگز تاویل کی گنجائش نہیں ہے[1]

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔ جلد ۵۳/ص ۱۲۳

اگر رجعت کے موضوع پر احادیثِ متواترہ نہ ہوتیں تو کسی مقام پر بھی تواتر کا ادعا کوئی شخص کرنے کی جرأت نہ کرتا۔

علامہ شیخ مجتبیٰ قزوینی۔ اخبارِ متواترہ کی اقسام کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

رجعت کے عنوان میں انصاف سے کام لیا جائے تو تواتر کی مقدار سے بھی زیادہ احادیث موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص تواترِ اجمالی کا بھی قائل نہ ہو تو یہ بات صاحبانِ عقل و علم سے بعید ہے۔

(بیان الفرقان جلد ۵ ص ۲۷۵)

علامہ امین الاسلام طبرسی فرماتے ہیں:

تمام علمائے شیعہ کا "رجعت" کے بارے میں اجماع ہے اور فرامینِ آئمہ معصومینؑ

[1] الایقاظ/ص ۱۲۰

اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس بنا پر ہرگز تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

(مجمع البیان جلد، ص ۲۳۵)

آیت اللہ شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ احادیث تواتر ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔
رجعت کا ثبوت مذہب شیعہ کے ضروریات میں سے ہے۔

(الایقاظ ص، ۶۰)

شیخ مفید علیہ الرحمہ عقیدہ رجعت کے بارے میں کہتے ہیں کہ تمام شیعانِ علیؑ کا رجعت کے بارے میں اتفاق ہے۔

(اندیشہ ہائے کلامی شیخ مفید ص ۳۵۵)

اگر علمائے شیعہ کے اقوال اس موضوع پر لکھنے شروع کردیں تو بہت طول ہوجائے گا فقط اتنا کہنا کافی ہے "رجعت" ان دلائلِ یقین دہندہ کے ساتھ مذہب شیعہ کے ساتھ مختص ہے۔ دیگر مذاہب اسلام اس سے بے بہرہ ہیں۔ رجعت کے عقیدہ سے فرار اختیار کیا ہے۔

اس بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ "سفیان ثوری" جابر ابن یزید جعفی کے بارے میں کہتا ہے لوگوں نے جابر سے روایت نقل کی ہے مگر جس وقت اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار کیا اس کے بعد کسی نے اس سے حدیث نقل نہیں کی۔ پوچھا کس چیز کا اظہار کیا۔ فرمایا رجعت کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔

(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۲۰)

حالانکہ خود سفیان ثوری کہتا ہے؛
جابر سچا آدمی تھا اور احادیث کے نقل کرنے میں اس جابر سے زیادہ پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔

معجم رجال الحدیث جلد ۴ ص ۲۳

باوجود اس کے کہ جابر ابن یزید جعفی ان صفاتِ حمیدہ کا مالک تھا۔ راست گو تھا لیکن چونکہ رجعت پر اعتقاد رکھتا تھا اس لیے اُس سے روایت نقل نہیں کی۔

(تعصب میں)

ابو حنیفہ نے کہا ہے یہاں تک کہ "میں نے جابر سے زیادہ جھوٹا آدمی کوئی نہیں دیکھا[1]

جابر کی سچائی، دوست اور دشمن کے نزدیک مسلّم تھی امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے بارے میں صحیح روایات میں اس کی راست گوئی پر تائید فرمائی ہے)

(معجم رجال الحدیث جلد ۴ ص ۲۵)

عقیدۂ رجعت سوائے اس کے اور چیز کچھ نہیں کہ جن دلوں میں نفاق ہے اُن کے لیے قابل تحمل نہیں۔ لہذا جب جابر رجعت کے بارے میں بات کرتا تھا تو دل میں نفاق رکھنے والے (گھر سے) اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

سفیان بن عیینہ کہتا ہے! کہ ہم جابر جعفی کے گھر بیٹھے تھے اس نے ایسی بات کہی کہ ہم اُس کے گھر سے باہر چلے گئے اس لیے کہ ہم ڈر گئے تھے کہیں چھت ہمارے اوپر نہ گر پڑے[2]

(بیمار دل) مرضِ نفاق رکھنے والے "رجعت" کا نام سُن کر اس قدر ڈرتے ہیں اگر وہ دن "رجعت" انہیں دیکھنا پڑا تو پھر ان کی کیا حالت ہوگی۔

اگر دیکھیں کہ سامرہ میں پوشیدہ ہونے والا ظہور فرما چکا ہے۔ اور حکومت حق

---

[1] حیات الحیوٰن جلد ا صفحہ ۲۶۶

[2] حیات الحیوٰن جلد ا صفحہ ۵۹ م

کے وارث کے پاس فدک کے غاصبوں اور محسن کے قاتلوں کے خلاف مقدمہ دائر ہوگیا ہے تو ان کی کیا حالت ہوگی۔

جو کچھ غیر امامیہ کے تصور میں ہے اس کے برخلاف مسئلہ رجعت بہت طویل سابقہ رکھتا ہے اس باعظمت دن کی یاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں عنوان کے طور پر قرار دیا اس طرح کہ سورہ ابراہیم آیت ۵ میں (اَيَّامُ اللّٰهِ) کی تفسیر میں تین روز بیان ہوئے ہیں۔

۱. جس دن مہدی آخرالزمانؑ ظہور فرمائیں گے۔

۲. باعظمت دن "رجعت"

۳. روز جزار۔

خصال ص ۱۰۸ معانی الاخبار ص ۳۶۶

روزِ قیام حضرت بقیۃ اللہ روحی لہ الفداء جو کہ حکومتِ جہان کی عدالت و آزادی پر بنیاد رکھیں گے۔ حق یہی ہے کہ اُسے (یَوْمُ اللّٰهِ) کے نام سے پکارا جائے۔ (یَوْمُ اللّٰهِ) دوسرا دن روز رجعت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء دنیا میں لوٹ کر آئیں گے۔ اور پورے جہاں پر حکومت کریں گے۔

روز رجعت یوم اللہ میں سید الشہداءؑ لوٹ کر آئیں گے و چالیس ہزار سال دنیا میں حکومت کریں گے۔

(تفسیر برہان جلد ۲ ص ۴۰۸)

رجعت (یَوْمُ اللّٰهِ) میں تاریخ کے بزرگ ترین مظلوم، حضرت علیؑ امیرالمومنین لوٹ کر آئیں گے۔ چالیس ہزار سال دنیا پر حکومت کریں گے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۴)

روزِ رجعت جو خاندانِ عصمت وطہارت کی حکومت اور حق کی حکومت کا دن ہے بعنوان (یَوْمُ اللّٰہ) مختص کردیا ہے۔

مؤلف نے پر ارزش کتاب (یا مہدی عج) کے بعد دوسری کتاب کو (یوم اللہ) قیام کے ساتھ مختص کیا اور کتاب (فروغ بے نہایت) کو لکھا اس میں بعد از ظہورِ امامؑ جس حد تک ممکن تھا اُس وقت کے حالات کو لکھا ہے۔

تیسری کتاب بنام (یوم اللہ رجعت) مختص کی ہے جہاں تک حالات اجازت دیتے تھے اہل بیت رسولؐ کی باعظمت حکومت (روزِ رجعت) جس شکل وصورت میں ہوگی اس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

خداوند متعال سے التجا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو امام مہدی علیہ السلام کے بہترین ساتھیوں میں قرار دے۔ جب وہ ظہور فرمائیں اور حکومت عدل کا قیام ہو۔ اور خاندانِ عصمت وطہارت کے بہترین مددگاروں میں قرار دے جب وہ یوم اللہ رجعت میں تشریف فرما ہوں۔

انشاء اللہ!

حوزہ علمیہ قم

علی اکبر مہدی پور

ؤ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَرْغَبُ	اے اللہ ہم ایک پُرشکوہ مسند حکومت کی
اِلَیْکَ فِیْ دَوْلَۃٍ کَرِیْمَۃٍ	التجا کرتے ہیں جس کے سائے میں اسلام
تُعِزُّ بِھَا الْاِسْلَامَ وَ	اور اہل اسلام کو عزت دے۔
اَھْلَہٗ وَتُذِلُّ بِھَا	نفاق اور اہل نفاق کو ذلیل و

النِّفَاقَ وَاَهْلَهُ وَتَجْعَلُنَا	خوار فرما۔
فِيهَا مِنَ الدُّعَاةِ	ہم کو اُس صلح و آشتی کی حکومت
اِلَى طَاعَتِكَ وَالْقَادَةِ	میں اپنی اطاعت کی طرف بلانے
اِلَى سَبِيلِكَ وَتَرْزُقُنَا	والوں اور راہ حق کی طرف بلانے
بِهَا كَرَامَةَ الدُّنْيَا	والوں میں قرار دے۔
وَالْاٰخِرَةِ۔	اور دنیا و آخرت میں ہمیں کرامت
	عطا فرما۔

رجعت کیا ہے ؟

رجعت، لغت میں واپس لوٹنے کو کہتے ہیں۔

رجعت، اصطلاح میں بعض خالص، پکے مومنوں کا اور بعض خاص پکے منافقین فاسق و فاجر، دشمنان اہل بیتؑ رسولؐ کا قیام قیامت سے پہلے اس دنیا میں لوٹ کر آنا۔

بعض مومنین جن کے دل میں تمام زندگی یہ آرزو رہی کہ مہدی علیہ السلام کی حکومت جہانی کو دیکھیں۔ ان کو بھی دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ ولی اللہ اعظم کی حکومت کو دیکھ کر اپنی دلی آرزو پوری کریں اور بعض منافقین، فاسقین جو ساری زندگی دنیا میں فقط حق کے مقابلہ میں صف آرا رہے تاکہ لوگ حق تک رسائی حاصل نہ کریں۔ ان کو بھی لوٹایا جائے گا تاکہ اپنے کیے ہوئے برے اعمال کی سزا بھگت سکیں۔

پوری تشریح کے ساتھ بیان کریں گے کہ رجعت، مخصوص خالص مومنین و منافقین کے لیے ہے۔

حضرت علیؑ امیر المؤمنینؑ اور سالار شہیدان حضرت امام حسینؑ کی بازگشت رجعت کے زمانہ میں یقینی ہے۔ اُن کے علاوہ باقی ائمہ معصومینؑ کے بارے میں روایات میں اشارات

موجود ہیں ان میں بھی بحث کریں گے۔

مرحوم دہخدا کی یادداشت میں ظہور امام مہدیؑ آخر الزمان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بھی "رجعت" میں شمار کیا ہے۔

لغت نامہ دہخدا حرف را ص ۲۹۵

لغوی اعتبار سے درست ہے لیکن اصطلاحی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

اس لیے کہ علماء شیعہ کے کلام میں مرنے کے بعد پلٹنے کا نام "رجعت" ہے۔

اور حضرت امام مہدیؑ آخر الزمان ارواحنا لہ الفداء پردۂ غیبت میں ہیں۔ وہ پردۂ غیبت سے ظاہر ہوں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظہور بقیۃ اللہ امام مہدیؑ آخر زمان کے بعد آسمان سے نازل ہوں گے۔ عدالتِ اجتماعی کو دنیا میں نافذ کرنے کے لیے امام مہدیؑ کے یار و مددگار ہوں گے۔ اس بنا پر امام زمان علیہ السلام کے بارے لفظ ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لفظ نزول استعمال ہوتا ہے۔ لہذا ان دونوں حضرات کے لیے اصطلاحی معنی کے اعتبار سے "رجعت" کا لفظ موزوں نہیں ہے۔

فرمان رجعت

رجعت کا فرمان بھی، ظہور کے فرمان کی طرح خداوند تعالیٰ کی طرف سے موجود ہے۔ کہ خالص مومنین جو سالہا سال اس جہان میں زندگی گزار کر چلے گئے ہیں قیامت سے پہلے اس دنیا میں پلٹ کر آئیں گے۔ تا کہ خداوند کریم کی قدرت کا جلوہ حکومت حقہ کے زمانے میں حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے ذریعے دیکھیں۔

امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی حکومت کے دور میں اہل بیتِ رسولؐ اکرم کے خالص دوست دنیا میں پلٹ کر آئیں گے تا کہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کریں کہ اُن کے دشمنوں سے کس طرح انتقام لیا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے محسنِ شہید ابن فاطمہؑ کے لیے عمر بھر گریہ و زاری کی وہ قدرت الٰہی کی طرف سے لیے جانے والے انتقام پر شاہد ہوں۔ کہ دشمنانِ حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے خون محسنؑ کا کیسے انتقام لیا جاتا ہے اور اسی طرح تاریخ دنیا میں جتنا ناحق خون گرایا گیا۔ اس کا بدلہ ان ظالموں ستم گاروں سے لیا جائے گا۔

ہابیل کے ماننے والے ہابیل کا انتقام لینے کے موقع پر موجود ہو کر دیکھیں کہ قابیل اور قابیل کے ماننے والوں سے اللہ تعالیٰ کس طرح انتقام لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام خالص مومنین جو مظلومانہ زندگی بسر کر کے دنیا سے چلے گئے تھے وہ دنیا میں لوٹیں گے تاکہ اُن کا انتقام اور ان کا حق منافقوں، ظالموں، تجاوز گردوں سے لیا جائے۔

"رجعت" کے متعلق خداوند کریم کا فرمان ہے: کہ خدا ہی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے جو مردہ لوگوں کو جن کی ہڈیاں اور گوشت گل سڑ چکا ہوگا ایک نئی زندگی عطا کرے گا اور دنیا میں لوٹائے گا تاکہ اس شکوہ مند جہان کا نظارہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کون سی طاقت ہے جو اُن مردوں کو نئی زندگی عطا کرے۔

"رجعت" تمام روئے زمین پر بدلہ کے لیے عدل و انصاف ظاہر ہوگا۔ ہزاروں انسان جو زیرِ زمین دفن ہو چکے ہیں۔ صرف ایک فرمان الٰہی سے انہیں زندگی مل جائے گی عدالت الٰہی میں مقدمہ کے لیے عمومی طور پر شریک ہوں گے تاکہ مظلوم کا حق بدلہ جب ظالم سے لیا جائے تو اس وقت وہ خود بھی عینی گواہ بن کر موجود ہوں۔

جب قادرِ مطلق کا زمانہ دیکھیں تو اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی کو چون چراں کی گنجائش نہیں رہتی اسلیے قادرِ مطلق نے اس جہان کو عدم سے وجود ہستی بخشا اور روزِ محشر تمام مخلوق جہان کو اپنی بارگاہ میں اکٹھا حاضر کرے گا۔ جو اتنی قدرت کاملہ کا مالک ہے اس کے لیے کونسی چیز مانع ہے۔ اگر وہ انتقال کردہ لوگوں میں سے بعض کو اس دنیا میں لوٹاتے تاکہ اپنی دیرینہ خواہش کو پورا ہوتا دیکھیں اور حکومتِ حقہ کی لذت سے بہرہ مند ہوں۔ صحیح حکومتِ اسلامی کے سائے میں کچھ مدت زندگی بسر کریں۔ اور بعض خون آشام ستم گاروں کو دنیا میں لوٹائے تاکہ محرومین کا حق ان سے لیا جائے نیز دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو اور تو اس کے لیے مشکل نہیں ہے! مشعلِ ہدایت، صدائے عدالت، حضرت علیؑ امیر مومنان دنیا میں واپس لوٹائے جائیں گے تاکہ اُن کی قدر و منزلت سے آشنائی ہو جائے۔

سید الشہداء کشتی نجات کے سالار حضرت امام حسینؑ کو لوٹایا جائے گا۔ تخت حکومت الہیہ پر تکیہ نشین ہوں گے تاکہ کربلا میں خون ناحق گرانے والوں، اُحد و بدر کے مقتولوں غیبت کبریٰ تک بے گناہ مقتولوں کا بدلہ انتقام لیتے وقت، عینی شاہدین کر قدرتِ الٰہیہ کا انصاف ملاحظہ فرمائیں۔

قادرِ مطلق، خالق کائنات کا فرمانِ رجعت صادر ہوگا تو وہ تمام لوگ جن کے بارے میں قلمِ قضا سے لوحِ تقدیر پر لکھا گیا ہے کہ اس دنیا میں پلٹ کر لوٹیں گے اور مصلح غیبی کی حکومت پوری دنیا پر مشاہدہ کریں گے۔

اب دلائل رجعت کے بارے میں قرآن پاک سے پیش کیے جائیں گے۔

فرمانِ امام مہدیؑ آخر الزمان:

فَاِنَّا یُحِیْطُ عِلْمُنَا	ہمارا علم تمہارے تمام حالات
بِاَنْبَآئِکُمْ وَ	کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔
لَا یَعْزُبُ عَنَّا	تمہارے احوال سے کوئی چیز
شَیْءٌ مِنْ اَخْبَارِکُمْ	ہمارے لیے پوشیدہ نہیں
	ہے۔

رجعت

از نظر قرآن کریم

رجعت کے عنوان پر آئمہ معصومین علیہم سے بہت سی آیات کریمہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اُن آیات مبارکہ کی تحقیق میں رجعت کا واقع ہونا گزشتگان کے درمیان اور آئندہ کا امکان آئندہ صفحات میں ثابت کیا جاتے گا۔ گزشتگان کے بارے میں مفصل بحث علیحدہ کریں گے۔

یہاں فقط ان آیاتِ مقدسہ کے بارے میں گفتگو کریں گے کہ جن میں اہل بیت عصمت وطہارت سے منقول شدہ احادیث کے ذریعہ ظہور امام مہدیؑ کے بعد خالص مومنین اور مشرکین کے گروہ کے "رجعت" کے بارے میں تفسیر کی گئی ہے۔

۱- اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۔ وہ لوگ جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔

(سورہ بقرہ آیت ۳)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ غیب تین دن ہیں۔

۱۔ رجعت۔

۲۔ قیامت کا دن۔

۳۔ قائم آلِ محمدؐ حضرت امام مہدیؑ آخر الزمان کے قیام کا دن۔
ان ایام کو آلِ محمدؐ کے ایام کہا گیا ہے۔

الزام الناصب جلد ۲/ص ۳۴۰

۲۔ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ	اس وقت کو یاد کرو جب
النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ	اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ	عہد لیا جب تم کو کتاب وحکمت
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ	عطا کی پھر جب تمہارے پاس
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ	تمہاری تصدیق کرنے والا پیامبر
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ	آئے ضرور اس پر ایمان لانا۔
(آل عمران ، ۸۱)	اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

امام صادقؑ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا یعنی رسولِ اکرمؐ پر ایمان لے آئیں اور حضرت علیؑ امیر المومنینؑ کی مدد کریں۔

ابن ابی شیبہ نے سوال کیا: امیر المومنینؑ کی مدد کریں۔ امام صادقؑ نے فرمایا: جی ہاں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک تمام نبیوں کو نہیں بھیجا مگر اُن کو رجعت میں لوٹائے گا تاکہ حضرت علی علیہ السلام کے برابر شمشیر زنی کریں۔[۱]

---

[۱] تفسیر عیاشی، تفسیر برہان، نور الثقلین اسی آیت کے ضمن میں۔

چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ابھی تک اس آیت کی تفسیر مکمل نہیں ہوئی۔

سلام ابن مستنیر نے پوچھا؛ میری جان آپ پر فدا ہو کب متحقق ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا:۔

جب اللہ تعالیٰ تمام پیمبرونؑ اور مومنین کو حضرت علی علیہ السلام کے اردگرد جمع کرے گا اور پرچم رسول اکرمؐ (لواء حمد) حضرت علیؑ کو دیا جائے گا۔ اس روز حضرت علی علیہ السلام تمام مخلوقِ خدا کے سردار ہوں گے۔ اور تمام مخلوقِ خدا اُن کے پرچم کے نیچے ہوگی اور حضرت علیؑ ان پر حاکم و سردار ہوں گے (یہ اس آیت کریمہ کی تاویل ہے) اس آیت کی تفسیر میں بعض جگہ یوں ہے کہ اس روز حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں پرچم دیں گے اور وہ تمام مخلوق کے امیر و سردار ہوں گے۔ [۱]

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں ایک مفصل خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے تمام نبیوں سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور اس کے خلیفہ (جانشین) کی مدد کریں۔

پھر فرمایا؛

ابھی تک کسی نبی خدا نے میری مدد نہیں کی لیکن تمام انبیاء میری مدد کریں گے یہ اس وقت ہوگا جب شرق و غرب، پوری دنیا پہ میری حکومت ہوگی۔ خداوند محیی و ممیت تمام انبیاءؑ کو حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ تک زندہ کریگا

[۱] بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۔۔

اور تمام میرے جتنی شمشیر زنی کریں گے۔ جن و انس سے ظالموں، ستم کاروں کی گردنیں اڑائیں گے۔

بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۷۰

ایک دوسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اس آیت مقدسہ کا فرمان مقدس زمانۂ رجعت میں متحقق ہوگا۔

اس حدیث کو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تفسیر نعمانی سے نقل کیا ہے اور اس کو محمد ابن ابراہیم نعمانی سمجھا ہے۔

(بحار الانوار جلد ا ص ۱۵)

لیکن علامہ شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے اس کو سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سے نسبت دی ہے۔

الایقاظ من الہجعہ ص ۳۷۷

(۳) اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

کیا یہ لوگ خدا کے دین کے سوا (اور کوئی دین) ڈھونڈتے حالانکہ جو (فرشتے) آسمانوں میں ہیں اور جو (لوگ) زمین میں ہیں سب نے خوشی خوشی یا زبردستی اس کے سامنے گردنیں جھکا دی ہیں اور آخر میں سب اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

(آل عمران آیت ۸۳)

صالح ابن میثم تمار نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی۔ امام عالی مقام نے فرمایا:

یہ آیت مبارکہ اس وقت عملی جامہ پہنے گی جب حضرت علی علیہ السلام آواز دیں گے کریں تمام لوگوں سے اس آیت:

"وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔"

کے ساتھ شائستہ تر ہوں [۴]

اس آیت کے بارے میں وضاحت اس کے اپنے مقام پر کی جائے گی۔

بہت سی احادیث میں تصریح ہوئی ہے کہ مذکورہ بالا آیت ظہور امام زمان کے بعد متحقق ہو گی۔

۴۔ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۔

اگر تم خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا (اپنی موت سے) مر جاؤ (تو بیشک) خدا کی بخشش اور رحمت اس (مال و دولت) سے جس کو تم جمع کرتے ہو ضرور بہتر ہے۔

(آل عمران آیت ۱۵۷)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں حضرت جابر سے پوچھا۔

---

[۴] تفسیر عیاشی و نور الثقلین۔

[۵] نحل آیت ۳۸۔

اے جابر تجھے (سبیل اللہ) کا معنی معلوم ہے؟

جابر نے عرض کیا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا مگر حضور ارشاد فرمادیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

(سبیل اللہ) راہ خدا علیؑ اور اولاد علیؑ کی راہ ہے۔ جس کے دل میں ان کی محبت ہو اور مارا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا گیا اور جس کسی کے دل میں ان کی محبت ہو اور وہ فوت ہوجائے وہ راہ خدا میں فوت ہوا۔ اس امت کے ہر فرد کے لیے موت کے سوا کوئی چارہ نہیں ان کے محبوں میں سے جو بھی مارا جائے ایک دفعہ پھیر دنیا میں لوٹے گا تاکہ فوت ہو اور جو بھی ان سے فوت ہو جائے ایک بار اس دنیا میں واپس آئے گا تاکہ قتل کیا جائے۔ تفسیر عیاشی و برہان۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر مومن کے لیے ایک بار قتل ہونا اور فوت ہونا مقدر میں ہے جو بھی فوت ہو گا، ایک دفعہ دنیا میں آئے گا تاکہ شہید کیا جائے جو بھی شہید ہو گا اس دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ اُسے موت آئے یہ قدرت خدا ہے اس کا انکار مت کرو۔

(تفسیر برہان وعیاشی)

حضرت امام رضا علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہر مومن جو بستر کی موت مرے گا زمانہ رجعت میں شہید ہو گا اور جو کوئی مومن شہید ہو گا زمانہ رجعت میں بستر کی موت مرے گا[۱]

اس موضوع پر اور بھی احادیث موجود ہیں جو آئندہ آیت کے ضمن میں پیش کرے

---

[۱] بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۶

جائیں گی۔

۵۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا

(آل عمران آیت ۱۸۵)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت مقدسہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی قتل ہوا ہے۔ اس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ پھر فرمایا جو قتل کیا جائے، چاہیئے کہ وہ لوٹایا جائے تاکہ موت کا ذائقہ چکھے۔

تفسیر عیاشی، تفسیر صافی۔

تیرھویں آیت کریمہ (اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی) کے ضمن میں مزید اس موضوع پر گفتگو کریں گے۔

۶۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔ اور رجب عیسیٰؑ، مہدیٔ موعود کے ظہور کے وقت آسمان سے اتریں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو ان کے فوت ہونے سے قبل ایمان نہ لائے۔

(النسآء: ۱۵۹)

لفظ (مَوْتِہٖ) میں جو ضمیر (ہ) ہے اس میں دو احتمال ہیں۔

۱۔ اہل کتاب کی طرف لوٹتی ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔

اگر پہلا احتمال ہو تو آیت کریمہ کا معنی یوں ہوگا۔

اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰؑ پر

ایمان نہ لائے۔

دوسرا احتمال ہو تو معنی آیت کریمہ یوں ہوگا۔ اہل کتاب میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پہ ایمان نہ لائے۔

جن بعض اہل سنت کے مفسرین نے پہلا احتمال بنا کر ترجمہ کیا وہ عجیب وغریب توجیہات کرنے میں مجبور ہوئے ہیں۔

لیکن دوسرے احتمال کی بنا پہ آیت کریمہ کا معنی بالکل واضح ہے چونکہ تمام مسلمانوں کا یقین ہے اور عقیدۂ قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جب ظہور ہوگا اس وقت حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نزول ہوگا اور امام آخر الزمان کے اصحاب وانصار میں شامل ہوں گے۔

شہر ابن آشوب سے روایت ہے۔ ایک دن حجاج نے مجھے کہا۔ قرآن مقدس میں ایک آیت مجیدہ ہے۔ اس نے مجھے کمزور بنا دیا۔ میں نے پوچھا وہ کون سی آیت مجیدہ ہے: حجاج نے کہا:

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ

یہ آیت مجیدہ سریحا کہہ رہی ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا مگر اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا۔ حالانکہ میں نے یہودیوں و نصرانیوں کو دیکھا ہے کہ ان کو ڈرانے دھمکانے کے باوجود انہوں نے زبان کو حرکت نہیں دی اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کا اعتراف نہیں کیا!

میں نے کہا!

آیت مجیدہ کا معنی اس طرح نہیں ہے جس طرح تو نے خیال کیا ہے۔ حجاج نے پوچھا وہ کیسے شہر ابن آشوب کہتا ہے!

میں نے کہا!

روز قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اس وقت روئے زمین پر کوئی یہودی اور نصرانی باقی نہ رہے گا مگر وہ ایمان لے آئے اور وہ حضرت امام مہدی آخرالزمان کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

حجاج نے کہا!

وائے ہو تجھ پر تو نے یہ معنی کہاں سے اخذ کیا ہے؟ میں نے کہا محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام نے اس آیت مجیدہ کے بارے میں یوں فرمایا ہے۔

حجاج نے کہا!

خدا کی قسم علم و معرفت کے چشمہ سے تو نے علم حاصل کیا ہے [1]

یہ حدیث اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے اور حدیث و تفسیر کی بہت سی کتابوں میں اس فرمانِ خدا کے بارے میں تصریح موجود ہے کہ ضمیر (موتہ) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مربوط ہے۔

تفسیر فخر الدین رازی جلد ۳ ص ۵۰۵

تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۲۴۱

یہاں اس بات کی طرف توجہ رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول رجعت کے مصادیق سے شمار نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ (رجعت) اس شخص کے بارے میں ہے جو دنیا سے

---

[1] مجمع البیان جلد ۳ ص ۱۳۷ ۔ تفسیر برہان جلد ۱ ص ۴۲۶۔
تفسیر صافی جلد ۱ ص ۴۰۸ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۵۸

انتقال کر جائے۔ اور قیامت سے پہلے پھر دنیا میں لوٹ کر آئے۔

بعض علماء نے جو اہلِ سنت سے تعلق رکھتے ہیں ظاہر آیت سے استفادہ کیا ہے کہ

یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ [1]	حضرت عیسیٰ کا روح قبض ہوا ہے اور پھر آسمان کیطرف اٹھائے گئے ہیں اور مہدیٔ آخر الزمان کے ظہور کے بعد رجعت فرمائیں گے۔

(تفسیر المنار جلد ۳ ص ۳۱۶)

ہم اس آیت کریمہ کو آیاتِ رجعت میں ذکر کر چکے ہیں ورنہ قرآنِ کریم نے واضح طور پر کہا ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔	اور نہ اس کو قتل کیا ہے اور نہ اُس کو سولی چڑھایا ہے۔ بلکہ معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔

(النساء آیت ۱۵۷)

رجعتِ حضرت عیسیٰ کے بارے میں اس عنوان میں بحث ہو گی۔"

۷۔ اُذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ، اِذْ جَعَلَ	جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں اُن کو یاد کرو اس لیے کہ اس نے

---

[1] آل عمران آیت ۵۵

فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ وَ	تمہی لوگوں سے کئی پیغمبر بنائے
جَعَلَكُمۡ مُّلُوۡكًا وَّ اٰتٰكُمۡ	اور تم ہی لوگوں کو بادشاہ (بھی)
مَّا لَمۡ يُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ	بنایا اور تمہیں وہ دیا جو ساری
الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (المائدہ ، ۲۰)	خدائی میں کسی ایک کو بھی نہ دیا۔

سلیمان دیلمی کہتا ہے :

میں نے اس آیت مبارکہ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ امامؑ نے فرمایا: آیت مبارکہ میں (انبیآء) سے مراد حضرت رسول اکرمؐ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد ہے۔ (مُلُوکًا) سے مراد معصوم امام ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے؛

آپ کو بادشاہی کب ملی ہے؟ امام عالی مقام نے فرمایا؛
جنّت کی حکمرانی اور زمانۂ رجعت میں حکمرانی ہمارے لیے ہے۔

۸۔ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ بَعۡضُ	جس دن تمہارے پروردگار
اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ	کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو جو
نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ	شخص پہلے سے ایمان نہیں لایا
تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ	ہو گا یا اپنے مومن ہونے کی
قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ	حالت میں کوئی نیک کام نہیں کیا
فِىۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا ۝	ہو گا تو اب اس کا ایمان اس کو
(الانعام: ۱۵۸)	کچھ بھی مفید نہ ہو گا۔

جب اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیاں جیسے سورج کا مغرب سے نکلنا اور مکہ سے

دابۃ الارض کا ظاہر ہونا وغیرہ متحقق ہو گا۔ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ توبہ قبول نہیں ہو گی جس کسی نے اس سے پہلے ایمان کا اظہار نہیں کیا ہو گا۔ اس کے بعد ایمان لانا کوئی نفع نہیں پہنچائے گا۔[1]

امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا اس کے بعد اگر کوئی شخص ایمان لائے تو اُسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔[2]

امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے مغرب سے سورج کا طلوع کرنا، دابہ کا خروج اور دجّال کا ظاہر ہونا۔

جو انسان گناہ گار ہے ان کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان لائے تو فائدہ ہے ان کے بعد ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تفسیر عیاشی، نور الثقلین، تفسیر برہان جلد ا ص ۵۶۵

بعد میں مفصل بحث کریں گے کہ دابہ کے خروج سے مراد، رجعت امیر المومنینؑ ہے۔

زیارت ناحیہ مقدسہ سے، (زیارت آل یاسین) کے فقرات میں سے ایک فقرہ ہے۔

وَ اَنَّ رَجْعَتَکُمْ	میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی
حَقٌّ لَا شَکَّ فِیْهَا	رجعت (ائمہ ہدیٰ کو خطاب ہے)

---

[1] مجمع البیان جلد ۵/ص ۳۸۸۔

[2] تفسیر برہان جلد ا ص ۵۶۶۔ صافی نور الثقلین

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ۔	حق ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ اور وہ، وہ دن ہے کہ اس سے پہلے اگر کوئی ایمان نہیں لایا تو بعد میں کسی کو ایمان کا اظہار سودمند نہیں ہوگا۔

(احتجاج طبرسی جلد۲ص ۴۹۴۔ کلمۃ الامام المہدی ص ۴۴۶۔

بحارالانوار جلد۴۹ص ۳۸۔

اس آیت کریمہ کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اُن لوگوں کو خطاب ہے جن کو دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ ان سے انتقام لیا جائے اس لیے کہ یہ مسلم ہے کہ اس وقت توبہ بالکل قبول نہ ہوگی اور کسی قسم کا عذر قبول نہیں ہوگا۔

(بحارالانوار جلد۵۳ص ۱۲۳)

۹۔ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ [1]	اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کے سفر پر جاتے ہوئے ایک خطبہ میں فرمایا:

[1] اعراف آیت ۹۶۔

اس میں امام مہدیؑ آخرالزمان کے ظہور اور اپنی رجعت کے بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے آخر میں بیماریوں، گرفتاریوں کے ختم ہونے اور میوہ جات کی فراوانی اور آسمان سے برکتوں کے نزول کے متعلق فرمایا ؛ آیت شریفہ (وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی ۔۔۔۔۔۔ اٰمَنُوْا) کے یہی معانی ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۶۳)

---

۱۰ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث (مالک) بنائے۔ اور خاتمہ بخیر تو فقط پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

(اعراف آیت ۱۲۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ملتا ہے کہ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرمایا۔ میں اور میری اولاد وہ ہیں کہ زمین کو ہمارے لیے ارث قرار دیا ہے۔ پرہیزگار ہم ہیں اور تمام زمین ہماری ملکیت ہے

(تفسیر برہان، صافی، عیاشی)

ابھی تک اللہ تعالے کا یہ وعدہ پورا نہیں ہوا لیکن بہت جلدی زمانہ رجعت میں یہ وعدہ پورا ہوگا اور تمام زمین پر حضرت علیؑ امیرالمومنین اور اُن کی پاکیزہ اولاد کی حکومت ہوگی۔

خود امام عالی مقام نے فرمایا :

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ میری اہل و اولاد کو میرے اردگرد جمع فرمائے گا۔ جیسے

حضرت یعقوبؑ کی آل و اولاد کو ان کے پاس اکٹھا کیا۔ حالانکہ ایک مدت تک ان کے درمیان جدائی تھی۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۸)

کب فاطمۃ الزہراؑ کے یوسف کا ظہور ہو گا پدر بزرگوار کی منتظر آنکھوں کی کب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوں گی۔ دیدۂ داغ ہجر افراد کی انتظار کب ختم ہوگی۔

۱۱۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى أُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ؕ

اور (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور حق ہی حق (معاملات میں) (انصاف بھی کرتے ہیں۔

روایات کے مطابق یہ ایک پندرہ آدمیوں کا گروہ ہے جنہوں نے اسلام کو قبول کیا امام مہدی آخرالزمان کے ظہور کے بعد زمانہ رجعت میں دنیا میں لوٹیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل انبیاء اکرام کو قتل کرتے تھے اُن میں سے ایک گروہ اس قبیح فعل پہ ناراحت ہوتا تھا بالآخر وہاں سے ہجرت کی ڈیڑھ سال چلتے رہے دیوار چین تک پہنچے جب آئین اسلام انہیں پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کیا خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

(مجمع البیان جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۸۹)

سلہ اعراف آیت ۱۵۹

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کے اور چینیوں کے درمیان ایک جلانے والا صحرا ہے۔ جو ان کے مابین حائل ہے۔ اُن دونوں میں سے کوئی ایک بھی ایک دوسرے کے نزدیک جانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ رات کو بارش اور دن کو سورج ہوتا ہے۔ کاشتکاری کرتے ہیں اور دین حق پر عمل پیرا ہیں۔ ہم اُن تک نہیں جا سکتے اور وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۲۴۴۔)

روایات کے مطابق ان میں سے پندرہ افراد رجعت کے زمانہ میں اس دنیا میں لوٹیں گے۔

مفضل ابن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ:
قائم آل محمد حضرت امام مہدی آخر الزماں کے ساتھ ستائیس آدمی عقب کوفہ سے پندرہ (۱۵) اشخاص قوم حضرت موسیٰ سے جو حق کی ہدایت کرتے تھے اور عدل و انصاف سے کام لیتے تھے۔ سات (۷) آدمی اصحاب کہف سے ان کے علاوہ حضرت یوشع ابن نون (حضرت موسیٰ کے وصی) حضرت سلمان، حضرت ابو دجانہ، حضرت مقداد، مالک اشتر۔ یہ تمام بقیۃ اللہ کے مددگاروں اور فرمانرواؤں میں سے ہوں گے [1]

بعض روایات میں حضرت (مقداد) (۳) کی جگہ (مومن آل فرعون) کا نام ذکر کیا گیا ہے (اثبات الہدیٰ جلد ۷، ص ۹۸۔ عیاشی پر ہان۔

---

[1] ارشاد مفید ص ۳۶۵، بحار الانوار جلد ۵۳ / ص ۹۰۔

روضۃ الواعظین ص ۲۲۸

۱۲۲- هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

(التوبہ: ۳۳)

ترجمہ: (وہ خدا ہے) جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ مبعوث کر کے بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین برا مانا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے بغیر شک و شبہ کے ایک دن یہ وعدہ خدا پورا ہوگا اس لیے کہ خدا نے قول کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ وعدہ رجعت کے زمانہ میں متحقق ہوگا

(تفسیر عیاشی، یہاں)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کی رجعت کے بارے یوں فرماتے ہیں۔

خداوند کریم نے تمام جہان پر کی حکومت جہان کی حقیقت سے لے کر جہان خاک کی انتہا تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ اور اس وعدہ قرآنی کو عملی جامہ پہنانے کا کہ دین اسلام کو تمام جہان کے ادیان پر غلبہ عطا کرے گا اگرچہ مشرکین کو ناگوار گزرے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۰)

۱۲- إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ
وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ
لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا
عَلَيْهِ حَقًّا فِي
التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ
أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ
مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي
بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَ
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ ۝
(التوبة: ۱۱۱)

اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے
مومنین سے ان کی جانیں اور اُن
کے مال اس بات پر خرید لیے
ہیں کہ (ان کی قیمت) اُن کے لیے
بہشت ہے (اسی وجہ سے) یہ
لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو
(کفار کو) مارتے ہیں اور خود (بھی)
مارے جاتے ہیں (یہ) پکا وعدہ
ہے جس کا پورا کرنا خدا پر لازم
ہے اور (ایسا پکا کہ) توریت
اور انجیل اور قرآن (سب) میں
(لکھا ہوا) ہے اور اپنے عہد کا پورا
کرنے والا خدا سے بڑھ کر اور
کون ہے تم تو اپنی خرید و فروخت
سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں
مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

حضرت امام زین العابدین مکہ معظمہ جا رہے تھے کہ راستے میں عباد البصری سے ملاقات ہوئی عباد البصری نے کہا۔ جہاد کو جس میں زحمت و مشقت اور رنج و الم ہے اُسے چھوڑ کر حج کی طرف چل پڑے ہو اس لیے کہ اس میں آرام و آسائش ہے حالانکہ خداوند کریم فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی (الخ) امام علی زین العابدین نے فرمایا آخر تک پڑھو اس نے

پڑھنا شروع رکھا:

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ	(یہ لوگ) توبہ کرنے والے
الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ	عبادت گزار (خدا کی) حمد وثنا
الرَّاکِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ	کرنے والے (اس کی راہ میں)
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ	کرنیوالے نیک کام کا حکم کرنے
الْمُنْکَرِ وَالْحَافِظُوْنَ	والے اور بُرے کام سے
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ	روکنے والے اور خدا کی (مقرر
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○	کی ہوئی) حدوں کی حفاظت کرنے
	والے ہیں اور (اے رسولؐ)
(التوبہ : ۱۱۲)	ان مومنین کو (بہشت کی) خوشخبری
	دے دو۔

حضرت علی امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سپاہیوں میں، مجاہدوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں اور ان اوصاف کے ساتھ جہاد کیا جائے تو خانہ خدا کے حج سے افضل ہے۔

(تفسیر صافی، مجمع البیان، برہان، نور الثقلین)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر ایسے اوصاف رکھنے والوں کو کہیں دیکھیں، تو وہ لوگ وہی ہیں کہ خداوند کریم نے اُن کا مال ان کی جان بہشت کے بدلے خریدی ہے۔ یعنی (زمانۂ رجعت میں)[1]

[1] تفسیر صافی، عیاشی (برہان، نور الثقلین)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرمایا:
جو کوئی مومن مارا جائے اُسے دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ بستر کی موت دنیا سے جائے اور جو کوئی بستر کی موت دنیا سے جائے گا اسے لوٹایا جائے گا تاکہ وہ قتل کیا جائے۔ یہ پروردگار کی قدرت ہے اس کا انکار نہ کرو۔

تفسیر برہان، عیاشی، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۷

ایک مرتبہ ابوبصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا امام عالی مقام نے فرمایا:
یہ رجعت کے ساتھ مربوط ہے، پھر فرمایا۔ ایسا کوئی مومن نہیں جس کے لیے موت اور قتل نہ لکھا گیا ہو جو کوئی مرے گا اسے پلٹایا جائے گا تاکہ بستر کی موت مرے اور جو کوئی بستر کی موت مرے گا اُسے پلٹایا جائے گا تاکہ وہ قتل کیا جاسکے۔

(تفسیر عیاشی، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۷۱)

حضرت زرارہ فرماتے ہیں۔ میں دوست رکھتا تھا کہ رجعت کے متعلق امام محمد باقرؑ سے سوال کروں لیکن یہ خواہش تھی کہ خود براہ راست سوال نہ کروں پس اپنے سوال کو اس طرح مطرح کیا۔ عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو، ارشاد فرمائیں اگر کوئی قتل کیا جائے تو کیا وہ مردہ ہے؟ امامؑ نے فرمایا: نہ موت، موت ہے اور قتل، قتل میں نے عرض کیا جو کوئی قتل کیا جائے وہ بالآخر مر ہی جاتا ہے۔
امام عالی مقام نے فرمایا:
اے زرارہ خدائے قادر کا فرمان حق ہے اللہ تعالی موت اور قتل میں فرق فرماتا ہے (اگر کوئی مرجائے یا قتل ہوجائے۔)

(آل عمران آیت ۱۴۴)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔

اگر مر جائے یا قتل کیا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

(آل عمران آیت ۱۵۸)

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

خداوند کریم نے مومنوں کی جان اور مال جنت کے بدلے خرید لی ہے۔

(التوبہ آیت ۱۱۱)

میں نے عرض کیا۔

خدائے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، (کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ) انبیاء آیت ۳۵

(ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا۔

جو قتل کیا جائے کیا اس نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔

امام عالی مقام نے فرمایا،

جو تلوار سے قتل کیا جائے وہ اس شخص کی طرح نہیں جو بستر کی موت مرا ہے۔ جو کوئی قتل کیا جائے گا اس کے لیے ضروری ہے کہ لوٹایا جائے تاکہ موت کا ذائقہ چکھے۔

تفسیر برہان، عیاشی، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۶

چوتھی اور پانچویں آیات مقدسہ کے ذیل میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ، كَذَٰلِكَ

۱۴۔ كَذَّبَ الَّذِينَ	بلکہ (اُلٹے) جس کے جاننے پر
مِنْ قَبْلِهِمْ	دسترس نہ ہو، لگے اس کو جھٹلانے
فَانْظُرْ كَيْفَ	حالانکہ ابھی تک ان کے ذہن میں

كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○

(یونس، ۳۹)

اس کے معنی نہیں آئے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جوان سے پہلے تھے تب ذرا غور تو کرو کہ (اُن) ظالموں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا۔

مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ رجعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور منکرین وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ (رجعت) کا ہونا ممکن نہیں۔

(تفسیر صافی)

حمران کہتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رجعت کے اہم ترین مسائل کے بارے میں پوچھا۔

امام عالی مقام نے فرمایا: جو کچھ تم نے پوچھا ہے ابھی اس کا وقت نہیں پہنچا۔ خداوندکریم ایک ایسی چیز کے بارے میں فرماتا ہے کہ لوگ اس کا علم نہیں رکھتے اور اگر اس کا وقت نہ آیا ہو تو اس کا انکار کرتے ہیں۔

(تفسیر عیاشی)

سعدہ ابن صدقہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں وہ مسائل اہم جو آئندہ متحقق ہوں گے، ابھی تک واقع نہیں ہوئے پوچھا گیا، امام نے فرمایا، کہ ابھی ان مسائل کے بیان کا وقت نہیں ہے اور اس آیت کا یہی معنی ہے۔ جس چیز کا علم نہیں رکھتے اور زمانہ تاویل ابھی نہیں آیا اس کو جھٹلاتے ہیں۔[1]

---

[1] تفسیر برہان، عیاشی، نور الثقلین

زرارہ نے صادق آلِ محمدؑ سے رجعت کے بعض مہم امور کے بارے میں پوچھا امامؑ نے فرمایا تو نے اس چیز کے متعلق پوچھا ہے جس کا ابھی وقت نہیں آیا۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ لوگ جس چیز سے ناواقف ہیں اور ابھی اُس چیز کا وقت نہ آیا ہو جھٹلا دیتے ہیں۔ تفسیر برہان اسی آیت شریفہ کے ذیل میں صادق آلِ محمد سے روایت ہے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے دو امتیاز کے ساتھ افتخار بخشا ہے۔

۱۔ جس چیز کے بارے میں علم نہیں ہے اسے بیان نہ کریں۔

۲۔ جس چیز کے بارے میں علم نہیں ہے اس کو نہ جھٹلائیں۔

(تفسیر عیاشی)

۱۵۔ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ۔	اور دنیا میں جس جس نے ظلم کیا ہے اس دن اگر تمام خزانے جو زمین میں ہیں اسے مل جائیں تو اپنے گناہ کے بدلے میں ضرور فدیہ دے دے۔
(یونس: ۵۴)	

اس آیت مبارکہ میں جو ذکر ہوا ہے کہ (جس جس نے ظلم کیا ہے) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آلِ محمد علیہم السلام پر ظلم کیا ہے اور ان کے حق کو پامال کیا ہے۔ رجعت میں عدالتِ الٰہی سے جو سزا ملے گی اس سے فرار نہیں کر سکیں گے۔ لہذا آرزو کریں گے کہ جو کچھ روئے زمین میں خزانے ہیں ان کی ملکیت ہوں اور اس تمام مال و دولت کو عذاب و انتقام سے نجات حاصل کرنے کے لیے بطور فدیہ دے دیں۔ تفسیر صافی، نور الثقلین الزام الناصب اصلد ۲ ص ۲۴۴ بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۱:

۱۶ - وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

(ھود : ۸)

اور اگر ہم گنتی کے چند دنوں تک ان پر عذاب کرنے میں دیر بھی کریں تو یہ لوگ (اپنی شرارت سے) بے تامل ضرور کہنے لگیں گے کہ (ہائیں) عذاب کو کون سی چیز روک رہی ہے سن رکھو جس دن اُن پر عذاب آپڑے گا تو (پھر) اُن کے ٹالے نہیں ٹلے گا اور جس (عذاب) کی یہ لوگ ہنسی اُڑایا کرتے تھے وہ اُن کو ہر طرف سے گھیر لے گا۔“

اہل بیت عصمتؑ و طہارت کی احادیث میں تصریح کی گئی ہے کہ اس آیت مجیدہ میں (عذاب) سے مراد آخرت کا عذاب نہیں ہے ”رجعت“ میں قدرت الٰہی جو اُن سے انتقام کی وہ مراد ہے روز آخرت سے پہلے ان کے بُرے عمل کی سزا اُنہیں ضرور ملے گی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : کہ عذاب سے مُراد قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہے اور (اُمّتِ معدودۃ) سے مراد امام مہدیؑ کے اصحاب ہیں جن کی تعداد اصحاب بدر جتنی ہے [۱]

[۱] تفسیر صافی، تفسیر برہان

حضرت امام محمد باقر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ (اُمّۃ معدودۃ) اسے مراد امام آخرالزماںؑ کے اصحاب ہیں چونکہ موسم بہار کے بادل ایک گھنٹے میں جمع ہو جاتے ہیں [1]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں جس میں قائم آلِ محمد کے اصحاب کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے انہیں (اُمّۃٍ معدودۃ) فرمایا ہے۔

پھر فرمایا:

وہ ایک گھنٹہ میں مثلِ بادل بہاری جمع ہوں گے۔

تفسیر عیاشی، تفسیر صافی، اثبات الہداۃ جلد، ص۱۰۰

علی ابن ابراہیم نے اس آیت کریمہ کے بارے میں جو تفسیر بیان کی ہے اس میں اس طرح فرمایا:

اگر انہیں مہلت دیں تو وہ دنیا کی لذات سے فائدہ اٹھائیں گے مگر جب تک قائم آلِ محمد کا خروج نہیں ہوگا۔ زمانۂ خروج میں ان کو لوٹائیں گے اور ان کے بُرے اعمال کی سزا اُن کو ضرور ملے گی۔ وہ لوگ کہتے ہیں (مَا یَحْبِسُہٗ) یعنی کیا ہوا ہے کہ قائم آلِ محمدؐ ظہور نہیں کرتے! وہ مذاق کے طور پر کہتے ہیں اور بہت جلد اُن کو اس استہزاء کی سزا مل جائے گی۔ چنانچہ خداوند کریم کا فرمان ہے کہ جب امام مہدیؑ کا

---

[1] مجمع البیان، برہان، نور الثقلین

ظہور ہوگا اس وقت ان لوگوں سے عذاب نہیں ٹلے گا اور جس چیز کا تمسخر اڑایا کرتے تھے۔ وہی ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گا۔[1]

۱۷۔ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ

تمہارے پروردگار کے نزدیک تمام کے نشان بنے ہوئے ہیں اور وہ ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

(ہود آیت ۸۴)

یہ آیت بعیدہ قوم لوط کی سرگزشت کے بعد ان کے شہروں کی بربادی کے بعد واقع ہوئی ہے مختصرِ زمانۂ رجعت کے ساتھ اس کی تفسیر واقع ہوئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث میں جو امام ہدیٰ کے ظہور اور ان کی اپنی رجعت کے بارے میں ارشادات پر مشتمل تھی۔ اس روز قذف مسخ شرح کے بعد فرماتے ہیں۔

تاویل آیت شریفہ (وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ) اس روز (رجعت) میں ضرور ظاہر ہوگی۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۸۴)

---

[1] تفسیر صافی، برہان، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۴۴

۱۸۔ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے دنوں کا تذکرہ کرو انہیں (ایامُ اللہ) یاد دلاؤ۔

(ابراہیم آیت ۵)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اَيَّامُ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثَلَاثَةٌ (۱) يَوْمُ يَقُوْمُ الْقَائِمُ، وَيَوْمَ الْكَرَّةِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(تفسیر صافی، برہان، المیزان، معانی الاخبار ص ۳۶۶)

اللہ تعالیٰ کے ایام تین ہیں۔

۱۔ امام مہدیؑ آخر الزمان کے ظہور کا دن (رجعت)

۲۔ روز رجعت۔

۳۔ روز قیامت۔

یہ حدیث اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی روایت کی گئی ہے۔[۱] ائمہ معصومینؑ کی روایات میں تین دن، اَيَّامُ اللّٰهِ قرار دیے گئے ہیں انہیں حضرت موسیٰؑ کے حالات کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ سورہ ابراہیم کی پانچویں آیت کریمہ کے مطابق حضرت موسیٰؑ کی ذمہ داری تھی کہ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے ایام یاد دلائیں، اور منصوص من اللہ اماموں کی احادیث میں (ایام اللہ) تین دن ہیں۔

۱۔ قائم آل محمدؐ کے قیام کا دن۔

۲۔ روز رجعت۔

---

[۱] الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۴۴۔

۳۔ روزِ قیامت۔

مناسب یہ ہے کہ حضرت قائم آلِ محمدؐ حضرت بَقِیَّۃُ اللہِ رُوحِی وارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء کے قیام کا دن سب سے پہلے (یوم اللہ) شناخت کرائی جائے۔ کیونکہ وہ دن، پورے جہان پر پاکیزہ حکومت کا پہلا دن ہے اسی دن سے حکومتِ حقّہ کا آغاز ہوگا۔ اسی دن عدالت و آزادی کی بنیاد پر قدرتِ الٰہیہ کا اظہار ہوگا۔ اور اسی دن ظلم واستبداد کی بساط پوری دنیا سے لپیٹ دی جائے گی۔

امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے قیام کا دن، بتوں کو توڑنے، زنجیر غلامی اتارنے، ستم گاروں کے محلات کے گرنے اور متکبرین کے غرور و تکبر کے ملیامیٹ ہونے کا دن ہے۔ مصلح جہان امامؑ زمان کے قیام کے دن سے جغرافیائی حدود ختم ہو جائیں گی۔ دنیا میں ایک نیا رنگ ہوگا۔ حکومت جہان کی بنیاد عدالت و آزادی پر قائم ہوگی۔ ستم گاروں کی دنیا میں نام ونشان نہ رہے گا۔ ظلم وستم دنیا سے مٹ جائے گا پرچم توحید پوری دنیا میں چھا جائے گا۔ ایسا روز، واقعاً (یَوۡمُ اللہ) ہونا چاہیئے۔

بَقِیَّۃُ اللہِ رُوحی لَہُ الۡفِدَاء کے قیام کا دن، شیطان اور اس کے پیروکاروں کی موت کا دن ہے۔ حیات بخش احکام اور فرامین قرآن کے احیاء کا دن ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یَوۡمُ اللہ کہا ہے۔

دوسرا دن" یَوۡمُ اللہ، رجعت کا روز ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ کے نیک باعظمت بندے دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور پوری کائنات پر حکومت کریں گے۔

جو سب سے پہلے دنیا میں لوٹیں گے وہ حضرت امام حسینؑ اپنے ساتھیوں۔

(شہدائے کربلا) ہمیت ہوں گے۔ اور تمام جہان پر حکمرانی کریں گے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تاریخ کے بزرگ ترین مظلوم بیٹھیں گے اور ناکثین۔ قاسطین، مارقین کی شرارتوں سے محفوظ، پوری دنیا پہ حکومت کریں گے آئندہ روایات ذکر کی جائیں گی۔ ان کے مطابق دنیا کی آبادی ایک لاکھ سال بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے بیس ہزار سال فرعون، ظالموں کی ملکیت ہوگی۔ اسی (۸۰) ہزار سال آل محمدؐ (خاندان وحی) کی حکومت ہوگی۔ روز رجعت محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کی دنیا میں واپسی کا دن ہے، قیام امام زمانؑ کے دن کی طرح روز رجعت بھی یوم اللہ کہنا چاہئے۔

تیسرا دن یومُ اللہ۔ وہ دن ہے جس روز اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اولین و آخرین کو محشور کیا جائے گا ہر کوئی اپنے اعمال کی جزا، سزا پائے گا۔ خالقِ عادل کی سلطنت کا مشاہدہ کرے گا۔

تقریباً سات سو سے زیادہ آیات مبارکہ قرآن پاک میں موجود ہیں جو قیامت کے متعلق موجود ہیں جن میں علامات و نشانات کا ذکر ہوا ہے، زمین آسمان کا تبدیل ہونا خورشید کو گہن لگنا، چاند کو گہن لگنا۔ ستاروں کا ٹوٹ کر گرنا۔ انسان و حیوان کی اس روز کی حالت کو کئی مقام پہ بیان کیا گیا ہے۔ ایسے دن کو یوم اللہ کے نام سے پکارا جانا چاہیئے۔

خداوند تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ امام مہدیؑ آخرالزمان کی حکومت حقہ کی سعادت نصیب فرما۔ روز رجعت محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام کے یار و انصار میں شمار فرما۔

روز قیامت لوائے حمد (جو اہل بیتؑ رسولؐ کے پاس ہوگا) کا سایہ نصیب فرما۔

روز قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرما۔ اس دن اپنی نظر رحمت سے کرم فرما۔

۱۹۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ○

کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔

(سورہ حجر آیت ۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں روز رجعت ایسی آرزو کریں گے۔

(الیقاظ ص ۲۵۸)

حضرت امام محمد باقرؑ، حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کرتے ہیں زمانہ رجعت ہیں۔ میں اور میرے شیعہ دنیا میں لوٹیں گے۔ اس وقت، عثمان اور اس کے پیروکاروں کو اور بنی امیہ کو بھی لوٹایا جائیگا اور شمشیر چلے گی۔ منکرین آرزو کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے [۱]

۲۰۔ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ○

ابلیسؔ نے کہا۔ خدایا جس دن لوگوں کو اٹھایا جائے گا اس وقت تک مجھے مہلت دے۔ خداوند کریم نے فرمایا وقت معین تک تجھے مہلت دی

---

[۱] تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳/ص ۶۴۔

(حجر: ۳۶ — ۳۸) گئی ہے۔

سورۂ صاد میں بھی اس مضمون کے ساتھ آیاتِ کریمہ ذکر ہوئی ہیں۔

ابلیسؑ نے جن آیات میں اللہ تعالیٰ سے روزِ قیامت تک مہلت مانگی ہے خدائے لم یزل نے اس کو روزِ معین تک مہلت دی ہے۔

قرآنِ مقدس کی تعبیر میں دقّت کے ساتھ غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ روزِ معین سے مراد، روزِ قیامت نہیں، اس لیے کہ اگر روزِ قیامت مقصود ہوتا تو اس کے جواب میں روزِ معین کہنا ضروری نہیں تھا بلکہ مثبت جواب کافی تھا۔ اسلوب قرآن پاک کی طرف توجہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قید توضیحی نہیں لائی جاتی، بلکہ جہاں قید ہو وہاں یہ ایک خاص غایت، نشان دیتی ہے۔ لہذا دیکھنا چاہیئے کہ روزِ معین سے کیا مراد ہے کہ اس دن، ابلیسؑ کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ انسان اس کے شر سے، آزاد ہو جائیں گے؟

علامہ طباطبائی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست میں سے ایک چیز قبول کی ہے اور ایک چیز رد کی ہے۔ ابلیس کی التجا روزِ قیامت تک تھی اسے رد کیا۔ آیت کریمہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ معین اور ہے، روزِ قیامت اور ہے۔

روزِ معین، روزِ قیامت سے پہلے ہے۔ تفسیر المیزان

مفسرین کے اقوال جن میں نفخہ اولیٰ مراد لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو علامہ نے رد کیا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ روزِ معین، وہ روز ہے جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ اجتماع بشری کی اصلاح فرمائے گا تمام فسادات کی جڑوں کو قطع کر دے گا، سوائے ذاتِ خدا کے کسی کی عبادت نہیں ہوگی۔ تفسیر المیزان

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ابلیس لعین نے خداوند کریم سے قیامت تک مہلت طلب کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ مدت رد کردی اور فرمایا کہ روز معلوم تک تجھے مہلت ہے جب روز معلوم آئے گا ابلیس اور اُس کے پیروکار حضرت آدمؑ کے زمانہ سے روز معلوم تک جتنے بھی ہوں گے ظاہر ہوں گے ۔ اُن کا دنیا میں ظاہر ہونا رجعت کے آخری ایام میں حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا

صادق آلِ محمد علیہم السلام نے اس آیتِ کریمہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ : ابلیس کی فوج ، کوفہ کے نزدیک سرزمین (روحا) پر اکٹھی ہوگی اور حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب و انصار اس سے مقابلہ کیلیے نبرد آزما ہوں گے تاریخ بشری کی اہم ترین جنگ اس روز ہوگی آخرکار ابلیس لعین اور اس کے پیروکاروں کو شکست ہوگی ۔ خود شیطان ملعون فرار اختیار کرے گا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا پیچھا کریں گے اس کے شانوں کے درمیان ایک وار کریں گے جس سے وہ ہلاک ہوجائے گا اس کی ہلاکت کے بعد دنیا پر فقط خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت ہوگی اور کوئی ذات پروردگار کا شریک نہیں ہوگا ۔

(تفسیر برہان ، الایقاظ ص ۳۶۲ ، بحار الانوار جلد ۵۳/ص ۴۲)

(الزام الناصب جلد ۲/ص ۳۳۲)

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔ روز معلوم وہ دن ہے جس روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس میں ایک پتھر پر ابلیس کا سر کاٹیں گے[۱]

---

[۱] تفسیر المیزان جلد ۱۲/ص ۱۸۲ ، تفسیر صافی جلد ۳ ص ۱۱۳

۲۱۔ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ، قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

جو لوگ روز قیامت پر ایمان نہیں لائے اُن کے دل منکر ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں۔

(نحل آیت ۲۲)

امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں (لا یؤمنون) یعنی روز رجعت پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی حقانیت پر یقین نہیں کرتے۔

(تفسیر عیاشی، برہان)

۲۲۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سخت سے سخت ترین قسمیں اُٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ خداوند کریم مرنے کے بعد کسی کو مبعوث نہیں کرے گا، ہاں خداوند کریم کا وعدہ سچا اور حتمی ہے کہ مبعوث کرے گا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(سورہ نحل آیت ۳۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا۔ لوگ اس آیت مبارکہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امامؑ عالی مقام نے فرمایا کہ کافر خداوند کریم کے نام سے قسمیں نہیں اُٹھاتے بلکہ یہ آیت مبارکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

امت کے ایک گروہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اس گروہ کو کہا گیا کہ تم لوگ قیامت سے پہلے دنیا میں لوٹائے جاؤ گے۔ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم دنیا میں نہیں لوٹیں گے۔ خداوند کریم نے ان کی رد میں فرمایا: (تاکہ ان کے لیے بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور کافروں کو بھی معلوم ہو کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو روز رجعت دنیا میں لوٹائے گا ان کو قتل کیا جائے گا اور مومنین کے دلوں کو ٹھنڈا کیا جائے گا۔

(تفسیر برہان، نور الثقلین)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

کہ جب قائم آل محمدؑ علیہم السلام قیام فرمائیں گے ہمارے خالص شیعوں میں سے ایک گروہ تلواروں کو حمائل کیے ہوئے دنیا میں لوٹے گا ان میں سے بعض شیعہ گفتگو کریں گے کہ فلاں، فلاں قبروں سے زندہ ہو کر امام آخرالزمان کے ہمراہ ہیں، جب یہ گفتگو دشمن سنیں گے تو ان کو کہیں گے۔ کہ تم شیعہ کتنے جھوٹے ہو! اب جب کہ حکومت تمہارے ہاتھوں میں ہے پھر بھی جھوٹ بولتے ہو! خدا کی قسم جو لوگ مرچکے ہیں وہ زندہ نہیں ہوں گے جب تک قیامت نہ آئے۔

خداوند کریم اس آیت مبارکہ میں ان کی اس کلام کی تکذیب فرما رہا ہے۔

(تفسیر عیاشی، برہان، نور الثقلین)

۴۲۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ	پھر ہم نے تم کو دوبارہ اُن پر
الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ	غلبہ دے کر تمہارے دن پھیرے
وَأَمْدَدْنَاكُمْ	اور مال سے اور بیٹوں سے

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ تمہاری مدد کی اور تم کو
اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ بڑا جتھے والا بنا دیا۔

(س بنی اسرائیل آیت ۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس آیت کریمہ اور پہلی آیات کریمہ کی تفسیر میں یوں فرمایا ہے۔ آیت شریفہ میں دو فساد جو بیان فرمائے ہیں (دو بار فساد کریں گے) اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کو شہید کرنا اور امام حسن علیہ السلام کو زخمی کرنا ہے، برتری تکبر جو آیت میں ذکر ہوا ہے اس سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنا ہے اولی وعدہ سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام ہے بندگان سخت سے مراد ایسا گروہ جو قیام امام آخرالزمان سے قبل، قیام کریں گے اور جس کسی نے خون آل محمدؐ سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کیا ہوگا ان کی گردنیں اڑا دیں گے۔ اور وعدہ حتمی سے مراد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے تم کو ان کے مقابلہ میں حکومت عطا کی، کا مطلب حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ستر ساتھیوں سمیت دنیا میں لوٹ کر آنا ہے۔ سنہری خود ان کے سروں پر ہوں گے اور لوگوں میں اعلان کریں گے کہ یہ حسین علیہ السلام ہیں جنہوں نے خروج فرمایا لوگوں کو اعلان کر کے آگاہ کیا جائے گا تاکہ کسی شک میں نہ پڑ جائیں اور اس خیال میں نہ پڑ جائیں کہ یہ دجال یا شیطان۔ (نعوذ باللہ)

اور یہ اس وقت ہوگا جب حضرت امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام لوگوں میں موجود ہوں گے۔ جب تمام لوگ پہچان لیں گے کہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں اور یقین کر لیں گے کہ امام حسین علیہ السلام ہی ہیں۔

حضرت امام مہدیؑ آخر زمان علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کو غسل و کفن دیں گے اور دفن کریں گے۔ امام کو امامؑ کے سوا اور

کوئی غسل نہیں دیتا۔

(تفسیر عیاشی، برہان، نور الثقلین، الایقاظ ص ۳۰۹، روضہ کافی جلد ۲ ص ۳۔ بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۵۶، جلد ۵۳ ص ۹۳، والحجۃ جلد ۱ ص ۱۲۱۔

حضرت علی علیہ السلام اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا، زمانہ رجعت میں تمام بلند ترین قدرت و نعمت کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔ جب تک ہر انسان کا ایک ہزار لڑکا پیدا نہیں ہوگا دنیا سے نہیں جائے گا۔ اور تمام ہر قسم کے انحراف و بدعت سے دور رہ کر زندگی بسر کریں گے۔ کتاب خدا پر عمل کریں گے سنت رسولؐ خدا کی پیروی کریں گے، ہر قسم کی تنگی یا خطرات سے بے نیاز ہوں گے[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت شریفہ کی تفسیر میں فرمایا۔ ایام رجعت میں جو سب سے پہلے دنیا میں لوٹ کر آئیں گے وہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اور ان کے یار و انصار ہوں گے۔ اس وقت یزیدؔ اور یزیدیؔ گروہ بھی لوٹے گا۔ امام حسینؑ تمام کو قتل کریں گے۔ نہایت دقت کے ساتھ ہر ضرب کے بدلے ایک ضرب لگائیں گے۔

اس وقت اس آیت کریمہ کی ثُمَّ رَدَدْنَا تا آخر تلاوت کریں گے۔

(تفسیر عیاشی، برہان، صافی، نور الثقلین)

---

[1] تفسیر برہان، عیاشی، نور الثقلین۔

بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۵۷۔

یزیدؑ اور یزیدیؑ گروہ نے جو جنایات مدینہ و کربلا میں کی ہیں ان کا دنیا میں پورا بدلہ نہیں ہو سکتا بلکہ اپنے بُرے اعمال کی سزا آخرت میں ہی بھگتیں گے لیکن کچھ کی بنا پر اسی دنیا پر اسی دنیا میں جس سطح تک دنیا کے امکانات اجازت دیں گے اُن کے قبیح اعمال کی انہیں سزا دی جائے گی۔ حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں تصریح کے بارے میں ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی جس میں چند بار رجعت کا ذکر ہو لیکن جو یزیدؑ اور یزیدیوںؑ کی سزا کے بارے میں چند نوع احادیث نظر سے گزری ہیں ان سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان ملعونوں کے لیے چند بار رجعت ہو گی۔ اور ہر بار اپنے کیے ہوئے کی سزا پائیں گے تین قسم کی روایات ہیں جو اس موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔ اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ سخت ترین مومنین کا ایک گروہ امام مہدی علیہ السلام سے پہلے قیام کرے گا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لے گا۔

(تفسیر صافی، عیاشی، نور الثقلین، روضہ کافی جلد ۸ص ۲۰۳)

۲۔ جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا امام حسین علیہ السلام کا انتقام لیا جائے گا۔

(اثبات الہداۃ جلد ۷، ص ۱۰۵)

آیت میں سخت ترین مومنین سے مراد قائم آلِ محمدؐ اور ان کے اصحاب ہیں۔

(تفسیر عیاشی، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۵۷)

۳۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دنیاوی زندگی کے اختتام پر حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ستر سا تھیوں کے ہمراہ رجعت فرمائیں گے اور یزیدؑ و یزیدیوںؑ سے قصاص لیں گے۔

(تفسیر برہان، صافی، نور الثقلین)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سلیمانؓ نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مفصل حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں بارہ اماموں کے نام بھی ذکر ہوئے ہیں اس کے بعد سلیمان نے عرض کی! کس طرح ممکن ہے کہ میں ان کا زمانہ پالوں گا!

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا! اے سلیمان تو اور جو تجھ جیسے ہیں وہ ان کا زمانہ درک کریں گے۔ جس کسی نے حقیقی شناخت اور معرفت کے ساتھ ان کی پیروی کی ہے وہ ان کا زمانہ پائیں گے۔

جناب حضرت سلیمان کہتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کی اور پھر عرض کیا!

"کیا ان تمام اماموں کا زمانہ ختم ہونے تک میں زندہ رہوں گا؟

رسول اکرمؐ نے فرمایا اس آیت مبارکہ کی تلاوت کرو (فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا..... ثُمَّ رَدَدْنَا..... تا آخر)

جناب سلیمان کہتے ہیں خوشی سے آنسو آگئے بہت شدت سے رویا اور اس وقت رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کی: اے رسولِ خدا کیا آپ میرے ساتھ عہد کرتے ہیں؟ رسولِ خدا نے فرمایا! اس اللہ کی قسم جس نے مجھے محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا میری طرف سے اور حضرت علیؑ و فاطمۃ الزہرہ و حسنؑ و حسینؑ اور امام حسینؑ کی نسل سے (۹ امام) کی طرف سے یہ عہد و پیمان ہے تیرے لیے اور ہر اس شخص کے لیے جو ہمارے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں اور ہماری خاطر ظلم و ستم کا نشانہ بنتے ہیں۔

(تفسیر برہان۔ الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۴۲)

علی ابن مہزیار ان خوش بخت لوگوں میں سے ہے جنہوں نے بارہویں امام کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ داستان مشہور اور مفصل ہے اس ملاقات میں اس نے

کچھ علامات ظہور اور حکومت جہانی کے بارے میں زبان مبارک سے سُنا جس وقت امام مہدی علیہ السلام نے مدینہ میں ورود اور مدینہ سے دو نجس تن باہر نکالنے اور تختہ دار پر لٹکانے کے متعلق گفتگو فرمائی، علی ابن مہزیار نے پوچھا! اے میرے سَرور یہ کب ہو گا امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا۔ رجعت رجعت، رجعت اور اس وقت اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

(تفسیر برہان، دلائل الامامہ ص ۲۹۷، المحجہ ص ۱۲۵)

۲۴۔ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

جو کوئی اس دنیا میں نابینا ہے وہ آخرت میں بھی نابینا ہے اور سب سے زیادہ گمراہ ہے۔

(بنی اسرائیل آیت ۷۲)

ابو بصیر کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت شریفہ کے بارے میں پوچھا، امام عالی مقام نے فرمایا:

"یہ رجعت کے ساتھ مربوط ہے بالکل واضح ہے کہ (اعمٰی) سے مقصود چشم سے نابینا ہونا نہیں بلکہ مقصود عقیدہ حق سے انحراف، چشم دل کا کور ہونا، حقائق کی معرفت سے محروم رہتا ہے۔"

آیت مبارکہ کا معنی یوں ہوگا جو کوئی اس دنیاوی زندگی میں حقائق کو معرفت کی نگاہ سے نہیں پہچانے گا وہ رجعت میں بھی گمراہ ہی رہے گا۔

اس بات کی طرف توجہ رہے کہ رجعت میں توبہ کا دروازہ بند ہے۔ جو کوئی اعمال کی سزا بھگتنے کے لیے اس جہان میں لوٹے گا۔ اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی لہذا جو حق

کی شناخت ومعرفت سے محروم ہوگا۔ وہ زمانۂ رجعت میں بھی حق کی شناخت سے محروم رہے گا۔

۲۵۔ قُلْ مَنْ كَانَ فِى الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا، حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَ إِمَّا السَّاعَةَ، فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ أَضْعَفُ جُنْدًا۔

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہے خدا اس کو ڈھیل ہی دیتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس چیز کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یا عذاب یا قیامت تو اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مرتبہ میں کون بدتر ہے اور لشکر (جتھے) میں کون کمزور یعنی (بے کس) ہے۔

(سورہ مریم آیت ۷۵)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں (مَا يُوعَدُونَ) کے بارے فرمایا گیا کہ حضرت قائم اور حضرت علی علیہما السلام مراد ہیں۔

(بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۸۹)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس جملہ (مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ) کی تفسیر میں فرمایا جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور ہماری امامت کے معتقد نہیں ہیں وہ گمراہی میں ہیں خداوند کریم انہیں موت تک مہلت دیتا ہے۔ اس وقت مقام ومرتبہ

کے لحاظ سے پست ترین جگہ اور افرادی قوت کے اعتبار سے کمزور ترین اشخاص ہوں گے

اور (مَا یُوعَدُوْنَ) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا۔ قائم آل محمدؐ کے خروج کا وقت وہی ہے۔

(تفسیر صافی، نور الثقلین)

(مَا یُوعَدُوْنَ) سے ۔ بحار کی روایت کے مطابق، حضرت علی اور قائم آل محمد علیہما السلام ہیں اگر یہی تفسیر مان لی جائے تو یہ آیت کریمہ رجعت کے بارے میں ہوگی اور اگر فقط قائم آل محمدؐ مقصود ہوں تو یہ آیت کریمہ رجعت سے مربوط ہوگی مگر اس کے ساتھ دشمن اہل بیتؑ کا ایک گروہ رجعت کرے گا جو لفظ (رَاَوْا) سے اشارہ ملتا ہے۔ اور یہی معنی اس سے اخذ ہو سکتا ہے۔

۵

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا	اور جو کوئی میری یاد سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی سختی اور تنگی میں ہے۔

(سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۴)

اس آیت کریمہ کی تفسیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھی گئی ۔ امامؑ عالی مقام نے فرمایا :۔ "خدا کی قسم یہ آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے"۔ راوی نے پوچھا ۔ میری جان قربان کبھی دیکھتے ہیں کہ آپ کے دشمن طویل ترین زندگی میں آرام و آسائش سے ہی رہتے ہیں مرتے دم تک سختی اور تنگی نہیں آتی ۔ امامؑ عالی مقام نے فرمایا خدا کی قسم یہ آیت مبارکہ رجعت سے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین)

جن لوگوں نے حق کو پہچانا اور پھر اس سے اعراض کیا، حقیقت سے منحرف ہو گئے

ایام رجعت میں بہت سختی میں ہوں گے اور قیامت کے دن سختیاں اُن کی انتظار میں ہیں۔

۲۶۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ ہر شخص موت کا ذائقہ چکھے گا۔

(س انبیاء آیت ۳۵)

زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں پوچھا جو لوگ قتل ہوتے ہیں کیا انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا جو کوئی تلوار سے مارا جاتا ہے وہ اس شخص کی مانند نہیں جو بستر پر مرتا ہے۔ جو کوئی قتل ہو گا وہ ایام رجعت میں پلٹے گا تا کہ موت کا ذائقہ چکھے۔

تفسیر نور الثقلین۔ بحار الانوار جلد ۵۳ /ص ۶۶

آیت نمبر ۴، ۵ اور ۱۳ کی تفسیر میں اسی موضوع پر وضاحت ہو چکی ہے یہاں تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۷۔ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ جن لوگوں کی آبادیوں کو (عذاب کی وجہ سے) ہم نے تباہ و برباد کیا اور وہ لوگ ہلاک ہوئے اُن کے لیے دنیا میں لوٹ کر آنا ناممکن ہے۔

(سورہ انبیاء آیت ۹۵)

اس میں شک میں نہیں، تردید کی گنجائش نہیں کہ یہ آیت قیامت کے ساتھ مربوط

نہیں ہے اس لیے کہ قیامت کے دن تمام لوگ محشور ہوں گے اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے متعلق تصریح کی ہے۔

(تفسیر برہان، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۱)

حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرمایا جو آبادیاں (قریے) عذاب خدا کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔ ساکنین ہلاک ہوئے، ایام رجعت میں دنیا میں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہ آیت کریمہ اثبات رجعت میں بزرگ ترین دلیلوں میں سے ایک ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی منکر نہیں کہ جن لوگوں پر عذاب خدا نازل ہوا ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوں گے بلکہ تمام مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ وہ لوگ، روز قیامت محشور ہوں گے۔

(تفسیر مجمع البیان، صافی، برہان، نور الثقلین، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۴۶

بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۲۔

جب امام محمد باقر علیہ السلام سے رجعت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

(تفسیر ابو الفتوح جلد ۷ ص ۱۰۷)

بہت سے علمائے شیعہ نے بھی اس آیت مجیدہ سے رجعت کے متعلق استدلال کیا ہے، اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب محکم و متشابہ میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ منکرین رجعت کے سامنے اسی آیت شریفہ سے استدلال پیش کیا ہے۔

(بحار الانوار جلد ۳ ص ۹۲، جلد ۵۳ ص ۱۱۸)

اس آیت کریمہ سے استدلال کی کیفیت اس طرح ہے کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ عذاب سے ہلاک ہوئے ہیں وہ نہیں لوٹیں گے (چونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ روز قیامت وہ لوگ (جو عذاب سے ہلاک ہوئے ہیں) اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ قیامت کے ساتھ مربوط نہیں ہے بلکہ رجعت سے تعلق رکھتی ہے اس لیے کہ ایام رجعت میں خالص مومنین و خالص مشرکین و منکرین دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور کئی لوگ ایام رجعت میں نہیں پلٹیں گے، اُن میں سے ایک گروہ وہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور عذاب خدا سے ہلاک ہوئے۔

۲۸۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ تورات کے علاوہ زبور میں بھی لکھا ہے کہ نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے

(انبیاء آیت ۱۰۵)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں موجود ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا جب گوہر نایاب حضرت امام حسین علیہ السلام سے پُر امید تھیں خداوند کریم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ فرمایا تھا کہ قیامت تک امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں رہے گی اور جتنے حوادث ناگوار حالات پیش آنے والے تھے اُن سے بھی باخبر کیا جس طرح اُن کے اعوان و انصار شہید کیے جائیں گے اور جس طرح خود حضرت امام حسینؑ مصائب برداشت کرنے کے بعد شہید ہوں گے، روشن کیا اور اُن حوادث کے مقابل

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک، امامت کو نسل حسینؑ میں رکھا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے باخبر فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام ایام رجعت میں دنیا میں تشریف لائیں گے پوری دنیا پر حکومت کریں گے اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے آیت شریفہ کا یہی ترجمہ ہے کہ ہم اپنے نیک بندوں کو زمین کا وارث بنائیں گے۔ توریت و زبور میں بھی لکھا ہے کہ نیک بندے بیشک زمین کے وارث ہوں گے۔

اپنے حبیب (محمدؐ) کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی آگاہ فرمایا کہ آپ کے اہل بیت دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور پوری کائنات ان کے تابع فرمان ہوگی۔ اپنے دشمنوں کو نابود کریں گے[۱]

۲۹۔ حَتّٰی اِذَا فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ اِذَا هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

یہاں تک کہ ہم نے ان کے سامنے ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو اس وقت فوراً یہ لوگ بے آس ہو کر بیٹھ رہے۔

(سورۂ مؤمنون آیت ۷۷)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس آیت شریفہ سے مُراد عالم رجعت ہے۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، المیزان، مجمع البیان)

امامؑ نے ایک اور حدیث میں فرمایا۔ اس سے مقصود حضرت علی امیرالمؤمنینؑ

---

[۱] الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۵، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۲

ہیں جب کہ رجعت امام لوٹ کر آئیں گے۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۴، مستدرک سفینة جلد ۴ ص ۱۲۰)

ہاں حضرت علی علیہ السلام عالم رجعت میں قادر مطلق کے قہر و غضب کے مظہر بن کر کافرین و معاندین پر برسیں گے۔

۳۰۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ	اے ایماندارو تم میں سے جن
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ	لوگوں نے ایمان قبول کیا اور
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اچھے اچھے کام کیے اُن سے خدا
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	نے وعدہ کیا ہے کہ اُن کو (ایک
فِي الْاَرْضِ كَمَا	نہ ایک دن) روئے زمین پر ضرور
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ	(اپنا) نائب مقرر کرے گا جیسے
مِنْ قَبْلِهِمْ	اُن لوگوں کو نائب بنایا جو اُن سے
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ	پہلے گزر چکے ہیں۔ اور جس دین کو
دِيْنَهُمُ الَّذِي	اُس نے ان کے لیے پسند فرمایا
ارْتَضٰى لَهُمْ	ہے۔ (اسلام) اس پر انہیں ضرور
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ	ضرور پوری قدرت دے گا اور
بَعْدِ خَوْفِهِمْ	اُن کے خائف ہونے کے
اَمْنًا، يَعْبُدُوْنَنِيْ	بعد (اُن کے ہر ایک کو) امن
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ	سے ضرور بدل دے گا کہ وہ
شَيْئًا، وَمَنْ	(اطمینان سے) میری ہی عبادت

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ	کریں گے ، اور کسی کو ہمارا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	شریک نہ بنائیں گے اور جو شخص
الْفَاسِقُوْنَ ۝	اس کے بعد بھی ناشکری کرے
(النور : ۵۵)	تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں۔

مرحوم طبرسی نے اس آیت کریمہ کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے۔ صاحبان ایمان، اعمالِ صالح سے مراد حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل بیتؑ عصمت وطہارت ہیں یہ آیت مبارکہ نوید دے رہی ہے کہ قائم آلِ محمدؐ کے قیام کے وقت، روئے زمین پر جانشین ہوں گے۔ پوری سلطنت اُن کے تحت ہوگی ہر قسم کا خوف وخطر امن وسلامتی میں بدل جائے گا، اُن سے قبل حضرت آدمؑ، حضرت داودؑ، حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جانشین اور فرمانروا تھے پھر فرمایا اہل بیتؑ عصمت وطہارت نے اس معنی پر اجماع فرمایا ہے۔ اور اُن کا اجماع حجت ہے۔

تفسیر مجمع البیان جلد ۷ ص ۱۵۲، ایقاظ ص ۴۷

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب (محکم ومتشابہ) میں امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اثبات رجعت میں اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے اور فرمایا اس آیت کریمہ کا مضمون زمانہ رجعت میں متحقق ہوگا۔[۱]

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایام رجعت میں متحقق ہوگی۔

(ایقاظ ص ۳۲۲، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۱

---

[۱] بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۸۷، جلد ۵۳ ص ۱۱۹

کتب تواریخ و احادیث اور تفاسیر کی بنیاد پر جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں صاحبانِ ایمان اور اچھے عمل کرنے والوں سے مقصود معصوم امام علیہم السلام ہیں۔

تفسیر برہان، صافی نور الثقلین، الزام النا صب جلد ۲ ص ۳۳۶

یہ واضح ہے کہ ائمہ ہدیٰ اس دنیا میں پلٹیں گے ورنہ اُن کے زمانے میں نہ تمام کو حکومت ملی ہے اور نہ ہی امن و سلامتی نصیب ہوئی ہے۔ اگرچہ بقیۃ اللہ روحی لہ الفداء کے بارے میں بطور یقین متحقق ہو گی۔ لیکن باقی اماموں کو حکومت وامن نصیب نہیں ہوا لہذا اس آیت کریمہ پر پورا پورا عمل اس وقت ہو گا جب باقی ائمہ زمانہؑ رجعت میں لوٹ کر آئیں گے اور حکومت کریں گے اور بہت سی روایات میں یہ بیان موجود ہے۔[۱]

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کو تلاوت فرمایا اور اس کے ضمن میں مفصل خطبہ ارشاد فرمایا، میرے لیے برگشت اس کے بعد رجعت در برگشت اس کے بعد رجعت ہے، یعنی میرے لیے کئی رجعتیں ہیں میرے لیے کئی شوکتیں اور عظمتیں ہیں، میرے لیے حکومتیں اور اقتدار ہیں۔

تفسیر صافی، برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۶

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت مجیدہ حضرت علیؑ اور ان کی معصوم اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان، المحجۃ ص ۱۴۸)

---

[۱] ایقاظ ص ۴۷، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۶

۳۱۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ۝

اگر ہم چاہیں (مجبور کریں) تو اُن کے لیے آسمان سے ایسا معجزہ نازل کریں جس سے اُن کی گردنیں اس کے سامنے (جھک جائیں۔

(شعراء آیت ۴)

ابوبصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا امام عالی مقام نے فرمایا: اس میں (آیت معجزہ) سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں ایک گھنٹہ خورشید کے نزدیک کھڑے ہوں گے اور خورشید لوگوں کے سروں پر ہوگا تمام لوگ اُن کو دیکھیں گے اور نہایت یقین کے ساتھ حسب و نسب سے آگاہی حاصل کر کے پہچان لیں گے اس وقت بنی امیہ کی گردنیں اُنؑ کے سامنے جُھک جائیں گی پھر فرمایا:

اس روز بنی امیہ اس قدر ذلیل و خوار ہوں گے کہ اگر اُن میں سے کوئی کسی درخت کے نیچے چھپے گا تو وہ درخت اعلان کرے گا کہ بنی اُمیّہ کا ایک آدمی میرے نیچے چھپا ہوا ہے۔ اُسے قتل کر دو۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۹)

ایک اور حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں خداوند کریم اُن کے لیے نشانی (معجزہ) ظاہر کرے گا۔ ابو بصیر نے پوچھا۔ کن لوگوں کے لیے؟ امام نے فرمایا: بنی اُمیّہ کے لیے۔

ابو بصیر نے پوچھا نشانی سے کیا مُراد ہے؟ امامؑ نے فرمایا از ظہر تا عصر آسمان کے وسط میں سورج کھڑا ہوگا خورشید کی ٹکی میں ایک شکل و صورت ظاہر ہوگی۔ اس شخص کا

حسب ونسب تمام لوگوں کے لیے روشن ہے ۔ یہ سفیانی کے خروج کے وقت ہوگا اور اس وقت سفیانیؔ اور اس کے لشکر کی ہلاکت ہو گی ۔

(تفسیر صافی ، نور الثقلین ، ارشاد مفید ص ۳۵۹)

ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے ۔ ہمارے لیے حکومت ہوگی ہم اس کے حکمران ہوں گے ۔ اس وقت گردن کشوں کی ذلت و رسوائی ہو گی اور انؔ کی گردنیں اس دن ہمارے سامنے جھک جائیں گی ۔

۳۲۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۔	اور جب اُن لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے ۔ جو اُن سے باتیں کرے گا کہ (فلاں فلاں) لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے ؛

(سورہ نمل آیت ۸۲)

ائمہ اہل بیت سے مرویات میں یہ بات ثابت ہے کہ (دَآبَّةُ الْاَرْضِ) سے مُراد حضرت علی علیہ السلام کی رجعت ہے ۔ اور اس ضمن میں بہت سی روایات ملتی ہیں جن میں سے چند احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے ۔ انہوں نے فرمایا ۔ کہ میں جنت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں ۔ کوئی آدمی بہشت اور

دوزخ میں میری تقسیم کے خلاف داخل نہیں ہو گا۔ میں فاروق اکبر ہوں میں آئیندہ آنے والوں کا پیشوا ہوں۔ میں گزشتہ لوگوں کے حالات سے واقف ہوں۔ سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو مجھ پر سبقت نہیں۔ میں اور وہ (محمدؐ) ایک راستے پر ہیں، فقط اتنا فرق ہے کہ یہ راستہ پاک رسولؐ کے نام سے ہے، مجھے چھ فضائل عطا کیے گئے ہیں۔

۱۔ علم منایا و بلایا و وصایا مجھے دیا گیا۔

۲۔ گفتگو حق و باطل کو جدا کرنے کی طاقت مجھے دی گئی۔

۳۔ میں کئی بار رجعت کروں گا۔

۴۔ تمام فرمانروائی مجھے عطا کی گئی ہے۔

۵۔ میں صاحب عصا و صاحب میسم ہوں۔ (میسم) لوہے کا ایک ایسا ہتھیار جس سے دشمنوں کو نشانی لگائیں گے۔

۶۔ میں دَابَّۃُ الْاَرْضِ ہوں۔ لوگوں کے ساتھ کلام کروں گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عمار یاسر کو کہا: اے ابو یقظان (کنیت عمار)

قرآن پاک میں ایک آیت کریمہ ہے جس نے دل میں اضطراب پیدا کر دیا ہے اور پرانے افکار دل میں پیدا ہو رہے ہیں۔ عمار نے پوچھا وہ کونسی آیت شریفہ ہے؟ اس شخص نے کہا (و اذا وقع القول ....) میری سمجھ میں نہیں آرہا (دَآبَّۃُ الْاَرْضِ) سے مراد کیا ہے؟

عمار یاسر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم جب تک تجھے اس کی زیارت نہ کراؤں نہیں بیٹھوں گا اور نہ ہی کھاؤں گا۔ عمار یاسر نے اس شخص کو ساتھ لیا اور حضرت

علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام کھجور اور مکھن کھا رہے تھے۔ عمار یاسر کو فرمایا:

اے ابو الیقظان! نزدیک آؤ۔ عمار نزدیک ہوا اور کھانے میں مشغول ہوا وہ شخص تعجب کرنے لگا۔ جب وہاں سے اُٹھے تو اُس شخص نے عمار کو کہا!

اے ابو الیقظان! تو کیسا ہے، تو نے قسم اٹھائی تھی کہ نہ میں بیٹھوں اور نہ میں کھاؤں گا جب تک تجھے نہ دکھاؤں؟

عمار یاسر نے فرمایا اگر تو اپنے عقل سے کام لیتا اور کچھ غور و فکر کرتا تو تو اُس بات کی طرف متوجہ ہوتا کہ میں نے تجھے (دابۃ الارض) کی نشان دہی کر دی۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، مجمع البیان، الزام الناصب جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد میں آرام کر رہے ہیں۔ رسولِ خدا نے اُنؑ کو پاؤں مبارک سے حرکت دی اور فرمایا (اے دابۃُ الارض! اٹھو) ایک صحابی نے کہا:

اے رسولؐ خدا کیا ہم ایک دوسرے کو اس نام سے پکار سکتے ہیں؟ رسولؐ خدا نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم یہ نام حضرت (علیؑ) کے ساتھ مختص ہے۔ اور وہی (دابۃ الارض) ہے خداوند کریم نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ (فلاں فلاں) ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے

تھے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا:

اے علیؑ! جب آخری زمانہ ہو گا خداوندکریم تجھے خوبصورت شکل میں ظاہر کرے گا۔ تیرے ہاتھ میں ایک لوہے کا گرز (ہتھیار) ہو گا جس سے اپنے دشمنوں کو نشانی لگائے گا۔[1]

رسولِ خدا نے (دَابّۃُ الاَرض) کے اوصاف میں فرمایا بھاگنے والا بھی کوئی تیز ہو اُسے نہیں پا سکے گا اور فرار کرنے والا اُس سے بچ نہیں سکتا۔ مومن کو علاماتِ ایمان اور کافر کو علامتِ کفر لگائے گا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگشتری اس کے پاس ہو گی۔

(تفسیر صافی، نور الثقلین، مجمع البیان، بحار الانوار جلد ۶ ص ۳۰۰)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ معراج کی رات فرمان ہوا: اے محمدؐ! علیؑ اوّل ہے، اس لیے کہ وہ پہلا امام ہے جس نے میرے ساتھ عہد و پیمان باندھا ہے۔ اور وہ آخری امام ہے اس لیے کہ آخر میں اس کا روح قبض کریں گے۔ اور وہی دَابّۃُ الاَرض ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔

(بحار الانوار جلد ۴۰ ص ۳۸، بصائر الدرجات) صفحہ ۱۵

رسولِ خدا نے ایک مفصل حدیث بیان کی ہے جس میں فرمایا ہے دَابّۃُ الاَرض تین بار ظاہر ہو گا تینوں مواقع بیان کیے ہیں۔

(تفسیر نور الثقلین، مجمع البیان، بحار الانوار جلد ۶ ص ۳۰۰)

---

[1] تفسیر صافی، قمی، نور الثقلین، برہان، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۲۴۳، مستدرک سفینہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۹۔

حضرت علی علیہ السلام سے دَابَّۃُ الْاَرْض کے بارے میں پوچھا گیا، اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم وہ زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی دُم ہو، بلکہ وہ ریش مبارک رکھتا ہے [۱]

حضرت علی علیہ السلام نے (دجّال) کے بارے میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا ہے دجّال کے قتل ہونے کے بارے میں تشریح فرمائی اس کے بعد فرمایا،

اس کے بعد (طامۃ الکبریٰ ہے) اصحاب نے پوچھا طامۃ الکبریٰ۔ ہے؟ فرمایا دَابَّۃُ الْاَرْض کا خروج ہے جو (صفا) کے نزدیک ظاہر ہوگا عصائے موسیٰؑ اور حضرت سلیمانؑ کی انگشتری اس کے ہاتھ میں ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس وقت اپنے سر کو بلند کرے گا تمام لوگ جو مشرق و مغرب کے درمیان ہیں قدرت الٰہی سے اُسے دیکھیں گے اور وہ اُس وقت ہوگا جب خورشید مغرب سے نکلے گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا (تفسیر صافی)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: میں دَابَّۃُ الْاَرْض ہوں، میں صاحب عصا ہوں، میں نجات کی کشتی ہوں، میں فیصلے میں حق و باطل کو جدا کرنے والا ہوں۔

(بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۵)

اصبغ ابن نباتہ روایت کرتے ہیں۔

میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، روٹی، سرکہ اور زیتون کھا رہے تھے، اُن سے دَابَّۃُ الْاَرْض کا معنی پوچھا۔ اُنہوں نے فرمایا: دَابَّۃُ الْاَرْض روٹی، سرکہ اور زیتون کھا رہا ہے۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۳۹ ص ۲۴۳، ایقاظ ص ۲۸۲)

[۱] تفسیر صافی، المیزان، مجمع البیان، بحار الانوار جلد ۶ ص ۳۰۰، تفسیر تبیان، نور الثقلین

ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

"دَابَّۃُ الْاَرْض میں ہوں"

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۳۹ ص ۲۴۳)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا (دَابَّۃُ الْاَرْض) علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔" (بحار الانوار جلد ۳۹ ص ۲۴۲ مناقب ال ابی طالب جلد ۳ ص ۵۷۹)

ابو طفیل کہتا ہے: میں نے حضرت سلیمان، حضرت مقداد اور ابی ابن کعب سے رجعت کے بارے میں جو کچھ سنا تھا، کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا امام عالی مقام نے ان کی تصدیق فرمائی اس کے بعد رجعت کے متعلق میرا یقین قیامت کی طرح پختہ ہو گیا۔ دابۃ الارض کے بارے میں امام عالی مقام سے پوچھا انہوں نے فرمایا، مناسب یہ ہے کہ اس بارے میں نہ پوچھو۔ میں نے عرض کی حضور آپؑ مجھے آگاہ فرمائیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا، دابۃ الارض ایسا چلنے والا ہے جو غذا کھاتا ہے، بازار میں چلتا ہے، شادی کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا وہ کون ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا! وہ ایسی ذات ہے جس کی وجہ سے زمین استقرار و آرام ہے۔ اُسی کے وسیلے سے (دنیا قائم ہے)

میں نے عرض کیا: وہ کون ہے؟ امامؑ نے فرمایا: وہ زمین کا مالک ہے

میں نے عرض کیا وہ کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا وہ اس امت کا صدیق ہے۔ وہ اس امت میں فاروق ہے وہ اس اُمت کا ذوالقرنین ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ ایسا شخص ہے جس کے پاس کتاب خدا کا علم ہے وہ ایسا

انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آیا ہے اس کی تصدیق کی ہے۔ جس دن باقی لوگ کافر تھے سوائے میرے اور محمد مصطفیٰ کے کوئی (مسلمان نہ تھا) خدا کی قسم میں ہوں۔ میں نے عرض کیا اس کا نام بتائیں۔ امامؑ نے فرمایا۔ میں نے بتا دیا ہے۔

(الیقاظ ص ۳۶۶) کتاب سلیم بن قیس ص ۶۸)

ان روایات و احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی شیعہ روایات کے اعتبار سے (دَابَّةُ الْأَرْض) وجود مقدس امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہے جو عالم رجعت میں قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ اُن کے لیے تین بار رجعت ہے جب تیسری بار انؑ کی رجعت ہوگی۔ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا حضرت سلیمانؑ کی انگشتری انؑ کے ہاتھ میں ہوگی۔ مومن و کافر کو جدا کریں گے و..... تا آخر جو احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اگر اہل سنت کی روایات کی تحقیق کی جائے تو بہت سی روایات شیعوں کے مشابہ ہیں صرف فرق یہ ہے کہ ان میں (رجعت) اور حضرت علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ تصریح موجود نہیں ہے۔ لیکن مقصد و منشا ایک ہی ہے۔ اہلِ سُنّت کی احادیث جو دَابَّةُ الْأَرْض کے بارے میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کی فہرست بطور نشانی ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دَابَّةُ الْأَرْض کے لیے تین بار خروج ہے۔

(تفسیر کشاف، در منثور، عقد الدرر ص ۳۱۲)

۲۔ پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع کرنا اور دَابَّةُ الْأَرْض کا خروج ؎۵۔

؎۵۔ عقد الدرر/ص ۳۱۳

سنن ابن ماجہ جلد ۲ص ۱۳۵۳

۳۔ دَابَّةُ الْاَرض کا خروج مسجد الحرام سے ہوگا۔

(تفسیر کشاف، عقد الدرر ص ۳۱۴، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۴۸۴)

۴۔ دَابَّةُ الْاَرض کا خروج (صفا) کے نزدیک ہوگا۔

(تفسیر درمنثور، کشاف، عقد الدرر ص ۳۱۵)

۵۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگشتری اس کے ہاتھ میں ہوگی۔

(تفسیر کشاف، درمنثور، عقد الدرر ص ۳۱۶، سنن ترمذی جلد ۵ ص ۳۴۰)

۶۔ تین بار صدا آئے گی اور تمام لوگ مشرق و مغرب میں سنیں گے۔

(تفسیر درمنثور، عقد الدرر ص ۳۱۵۔)

۷۔ جب دَابَّةُ الْاَرض نکلے گا، توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

(کنز العمال جلد ۱۴ ص ۲۵۸، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۳۸، عقد الدرر ص ۳۲۲)

۸۔ دَابَّةُ الْاَرض، مومن اور کافر کو نشانی لگائے گا جسے تمام لوگ دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔

(تفسیر کشاف، درمنثور، عقد الدرر ص ۳۱۸)

۹۔ خورشید کا مغرب سے طلوع کرنا، دَابَّةُ الْاَرض کے خروج کے ساتھ لازم ہے ان دونوں میں سے جو بھی پہلے نکلے گا۔ دوسرا اس کے بعد واقع ہوگا۔

(صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۲۶۰، سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۱۲، کنز العمال جلد ۱۴ ص ۲۵۸)

۱۰۔ دَابَّةُ الْاَرض کا خروج قیامت کے دس شرائط میں سے ہے، جو بغیر کسی شک کے قیامت سے پہلے واقع ہوں گی اہل سنت کی روایات میں وہ دس چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ دَابَّۃُ الْاَرْض کا نکلنا۔

۲۔ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔

۴۔ دجالؑ کا خروج۔

۵۔ یاجوج ماجوج کا آنا۔

۶۔ قعرِ عدن سے آگ کا نکلنا۔

۷۔ دھواں، طوفان یا گرد و غبار (بہ اختلاف احادیث)

۸۔ مشرق میں خسف۔

(خسف) زمین یا کسی چیز کا دھنس جانا)

۹۔ مغرب میں خسف۔

۱۰۔ جزیرۃ العرب میں خسف۔

اہل سنت سے روایت کی گئی احادیث میں غور و فکر کریں تو واضح ہے کہ دَابَّۃُ الْاَرْض کے بارے میں (شیعہ اثنا عشریہ) سے متفق ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بالوضاحت نہیں لکھا کہ (وہی مراد ہیں)۔

خداوند کریم کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ امام مہدیؑ آخر الزمان بَقِیَّۃُ اللّٰہ رُوحی لَہُ الفِدٰا کا ظہور جلد فرمائے اور اس مبارک دن میں ہمیں امامؑ زمانہ کی ہمراہی نصیب فرمائے۔

۴۴- وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝	اور جس دن ہر اُمت سے ایک گروہ کو اٹھائیں گے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے۔ (زندہ کرکے) جمع کریں گے پھر ان کو ٹولیاں ٹولیاں علیحدہ کر دیں گے۔

(سورہ نمل آیت ۸۳)

یہ آیت کریمہ رجعت کی آیات میں سے روشن ترین آیت ہے اس لیے کہ قیامت کے دن بلا استثنا تمام لوگ اٹھائے جائیں گے لیکن اس آیت مبارکہ میں اس روز کے متعلق گفتگو ہوئی ہے۔ جس دن ہر امت سے ایک گروہ اٹھایا جائے گا۔ خصوصاً جب کہ بعد والی آیات میں لفظ (دَآبَّةُ الْأَرْضِ) آیا ہے جو قیامت کی شرائط میں سے ہے اور عالی ترین بات یہ ہے کہ (نفخ صور) بھی اس کے بعد آیا ہے۔ اس سیاق سے علامہ طباطبائی نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ واضح دلالت کرتی ہے۔ کہ لوگوں کا اٹھنا قیام قیامت سے پہلے ہے۔ اگرچہ نص نہ ہو تو بھی تاویل قابل قبول نہیں ہے۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۵ ص ۴۳۶)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس آیت شریفہ کے بارے میں سوال ہوا۔ امام عالی مقام نے فرمایا لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ سائل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ قیامت کے بارے میں ہے۔ امام نے فرمایا کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو محشور کرے گا اور بعض کو نہیں کرے گا؟ یہ آیت کریمہ رجعت کے بارے میں ہے۔ قیامت کے بارے میں آیت کریمہ یہ ہے ان تمام لوگوں کو حاضر کریں گے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (س کہف آیت ۴۷)

امام صادق علیہ السلام نے دَابَّۃُ الْاَرْض والی آیت کے ضمن میں فرمایا:
دلیل یہ ہے کہ رجعت کے متعلق ہے آیت (وَیَوْمَ نَحْشُرُ) ہے۔ ان آیات میں مراد حضرت علیؑ اور باقی آئمہ معصومینؑ ہیں راوی نے کہا: دوسرے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت قیامت کے بارے میں ہے!

امامؑ نے فرمایا۔ کیا خداوند کریم قیامت کے دن بعض لوگوں کو محشور کرے گا اور بعض کو محشور نہیں کرے گا؟ یہ آیت رجعت کے متعلق ہے۔ جو قیامت کے بارے میں آیت کریمہ ہے۔

"وہ (وَحَشَرْنَاهُمْ) ہے"۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۳)

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب (محکم و متشابہ) میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا: کئی لوگ رجعت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ آیت شریفہ رجعت کے بارے میں ہے (وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ فَوْجًا) یہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور قیامت کو لوگوں کو محشور کرنے کے متعلق یہ آیت ہے۔[۱]

وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝	اور ہم تمام مخلوق کو اکٹھا کریں گے ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہیں چھوڑیں گے۔

(سورہ کہف آیت ۴۷)

[۱] بحار الانوار جلد ۹۳ ص ۸۶، جلد ۵۳ ص ۱۱۸، الایقاظ ص ۳۷۷۔

ابو بصیر بیان کرتا ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا کیا عراق کے لوگ رجعت سے انکاری ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں امامؑ نے فرمایا: مگر وہ لوگ یہ آیت (وَیَوْمَ نَحْشُرُ) نہیں پڑھتے؟

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۰، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۴۷)

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب (الفصول المختارہ) میں لکھا ہے۔ ایک دن (سید حمیری) منصور دوانیقی کی مجلس میں شعر پڑھ رہا تھا کہ (سوار قاضی) نے سید حمیری کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور کہا کہ یہ شخص رجعت کا قائل ہے۔ سید حمیری نے فرمایا: ہاں رجعت کا قائل ہوں، اس لیے کہ خداوند کریم نے قرآن پاک میں فرمایا: (وَیَوْمَ نَحْشُرُ) اور دوسری جگہ فرمایا ہے (وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا) ان دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو حشر ہیں۔

۱۔ تمام انسانوں کے لیے ہے، تمام لوگوں کو محشور کیا جائے گا۔

۲۔ ہر امت سے ایک گروہ اٹھے گا۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۳۱، الغدیر جلد ۲ ص ۲۵۸، مجالس ص ۱۳۰)

امام صادق علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: جو مومن قتل کیا جائے گا وہ زمانۂ رجعت میں لوٹے گا اور بستر کی موت دنیا سے جائے گا، جو بستر کی موت مرا ہے وہ بھی عالم رجعت میں پلٹ کر آئے گا اور قتل ہوگا۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۰، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۷۴)

تیرھویں آیت کریمہ کے ضمن میں اس موضوع پر روایات ذکر ہو چکی ہیں۔

اسی آیت کے ضمن میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: عالم رجعت میں خالص مومن و خالص منکرین پلٹ کر آئیں گے (تفسیر نور الثقلین)

اہل بیت عصمت سے بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں جن میں یہ موجود ہے کہ جو لوگ اہل البیت رسولؐ کی دشمنی میں حد سے بڑھے ہوئے تھے، امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد دنیا میں لوٹائے جائیں گے، اور اہل بیت رسولؐ کے خالص محب، دوست جنہوں نے بہت سے تکالیف و مشکلات برداشت کیں انہیں بھی لوٹایا جائے گا تاکہ دشمنوں کو انتقام میں قتل کر کے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کریں۔ اور ہر گروہ اپنے کیے ہوئے اعمال کی سزا پائے گا۔

(تفسیر نور الثقلین، جوامع الجامع ص ۳۴۱)

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ بہت سی روایات جو (حدِ مستفیضہ) تک پہنچی ہوئی ہیں۔ منصوص من اللہ اماموں سے ہم تک پہنچی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ظہورِ امام مہدی علیہ السلام کے وقت اُن کے محبوں کو جو دنیا سے جا چکے ہوں گے۔ لوٹایا جائے گا تاکہ وہ امامؑ آخر زمان کی نصرت کر کے ثواب حاصل کریں اور امامؑ زمانہ کی حکومت کو دیکھ کر خوش ہوں، اور دشمنوں کے گروہ کو دنیا میں لوٹائیں گے تاکہ اُن سے انتقام لیا جائے اور امام زمانہ و شیعان معصومین علیہم السلام کی قدر و منزلت دیکھ کر ذلیل و خوار ہوں۔

(تفسیر مجمع البیان)

مرحوم فیض کاشانی نے اس طرح اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور تاکید بھی بیان کی ہے

(تفسیر صافی)

شیخ حر عاملی مرحوم نے اپنی کتاب (ایقاظ) میں اس طرح ہی بیان کیا ہے۔

(ایقاظ ص ۳۵)

۷۲۔ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا۔ (النمل ۹۳) عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور تم ان کو پہچانتے ہو۔

شیعہ مفسرین نے اس آیت کا اس طرح معنی کیا ہے کہ عالم رجعت میں جب دنیا میں لوٹ کر آؤ گے۔ (آیات) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بھی دنیا میں لوٹ کر آئیں گی۔ اُن کو تم دیکھو گے اور پہچان لو گے، لیکن اس وقت پہچان (معرفت) انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (تفسیر صافی جلد ۴ ص ۷۹)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں بیان ہوا ہے: کہ (آیات الٰہی) سے مراد حضرت علیؑ اور باقی معصوم امام علیہم السلام ہیں جو کہ عالم رجعت میں اس دنیا میں تشریف لائیں گے اگر اُنؑ کے دشمنوں نے دنیا میں دیکھا ہوگا تو پہچان لیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے بڑی نشانی اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کی۔

جب حضرت علی امیر المومنینؑ اور باقی آئمہ معصومین علیہم السلام دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو جن لوگوں نے دنیا میں دیکھا ہوگا۔ وہ انہیں پہچان لیں گے۔

(تفسیر صافی، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۳)

سورہ یونس کی آیت ۱۰۱ کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: (آیات خدا) سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔

(تفسیر برہان)

سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۶ کے ضمن میں بھی روایت ہے کہ (آیات الٰہی) سے مقصود حضرت علیؑ اور باقی معصوم امام علیہم السلام ہیں۔ (الایقاظ ص ۹۲، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۹)

اور کئی آیات کریمہ کی تفسیر میں (آیات الٰہی) سے مراد معصوم امام ذکر ہوتے ہیں۔[۱]

۲۵- وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَہُمۡ اَئِمَّۃً وَّ نَجۡعَلَہُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ ۙ

اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین پر کمزور کر دیے گئے ہیں اُن پر احسان کریں اور اُن ہی کو لوگوں کا پیشوا بنائیں اور اُن ہی کو اس (سرزمین) کا مالک بنائیں۔

(سورۂ قصص آیت ۵)

مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا۔ انہوں نے فرمایا:

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام کی طرف نگاہ کی اور رو دیے۔ اس وقت فرمایا:

"آپ وہ لوگ ہیں کہ میرے بعد آپ کو کمزور کر دیا جائے گا"

مفضل کہتا ہے میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا! اس جملے کا کیا معنی ہے؟

امام نے فرمایا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ لوگ میرے بعد ہادی و پیشوا ہیں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے:

[۱] مستدرک سفینہ جلد ۱ ص ۱۷۳، ۱۷۴

(وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ ......)

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، المیزان، معانی الاخبار ص ۷۹)

ابوالصباح کنانی بیان کرتا ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا، انہوں نے اپنے بیٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: اس کو تو دیکھ رہا ہے؟ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے (وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ ......)[1]

حضرت علی علیہ السلام اپنے کلماتِ قصار میں فرماتے ہیں۔ آنکھ بند کرنے کے بعد دنیا ہماری طرف توجہ کرے گی جس طرح شتر بدخو اپنے بچہ کی طرف آتا ہے اس کے بعد آیت کریمہ (وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ ......) کی تلاوت فرمائی۔

(مجمع البیان، نہج البلاغہ، کلمات قصار ۲۰۹)

جو احادیث بیان کی گئی ہیں یا جو غیر مذکورہ احادیث اس عنوان میں ذکر ہوئی ہیں۔ ان کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ (مُسْتَضْعَفُ) اس آیت کریمہ میں معصوم اماموں کے ساتھ مربوط ہے، اور اس آیت مبارکہ میں وعدہ کیا گیا ہے کہ ایک دن معصوم امامؑ اس زمین کے مالک اور فرمانروا ہوں گے۔ اور یہ وعدہ گزشتہ زمانے میں پورا نہیں ہوا پس آئندہ پورا ہوگا، اس لیے کہ خداوند متعال ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں آیا ہے کہ یہ آیت (رجعت) میں متحقق ہوگی[2]

سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے کتاب (محکم و متشابہ) میں حضرت علی علیہ السلام سے

---

[2] ایضاً ص ۳۳۳، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۹

[1] تفسیر برہان، مجمع البیان، ارشاد مفید ۲۷۱

سے روایت کی ہے کہ یہ آیتِ کریمہ، رجعت کے اذکار میں سے ہے۔

(بحارالانوار جلد ۹۳ ص ۸۷ و جلد ۵۳ ص ۱۱۹)

مفضل ابن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام مہدی علیہ السلام اور سابق معصوم اماموں کی رجعت کے بارے میں مفصل حدیث بیان کی ہے۔

حضرت امام حسینؑ پھر حضرت علی علیہما السلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجعت کے متعلق بالتفصیل گفتگو بیان کی گئی ہے، اس وقت صادقِ آلِ محمد علیہم السلام نے فرمایا۔ اس زمانہ میں آیت (وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ ......) محقق ہوگی۔

اٹھائیسویں آیتِ کریمہ کے ضمن میں علی ابن ابراہیم کی تفسیر سے حدیث نقل کی ہے وہاں اس آیت سے امام حسین علیہ السلام کی رجعت کے متعلق استناد کیا ہے اور گفتگو کی گئی ہے۔

(بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۲، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۵)

۳۶۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ

تو کیا وہ شخص کہ جس سے ہم نے (جنت کا) اچھا وعدہ کیا ہے وہ بلاشک اُسے پاکر رہے گا۔

(سورہ قصص آیت ۶۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس آیت مجیدہ میں جسے وعدہ دیا گیا ہے وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ خدائے تبارک وتعالیٰ نے اُنؑ سے وعدہ کیا ہے کہ دنیا میں اپنے دشمنوں سے انتقام لیں اور آخرت میں اپنے دوستوں کو بہشت عطا کریں لے

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

یہ دنیا کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا۔ انشاء اللہ زمانہ رجعت میں پورا ہو گا۔ اہل بیت عصمت و طہارت کے دشمنوں سے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں انتقام لیا جائے گا۔

۳۷۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔

اے رسولؐ جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا ہے ضرور تمہیں ٹھکانے تک پہنچا دے گا۔

(قصص آیت ۸۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: رسولؐ اکرم تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۶)

امام سجاد علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔ تمہارے رسول تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۶)

تفسیر قمی میں امام حضرت علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ رجعت کے ساتھ مربوط ہے۔

(المیزان جلد ۱۶ ص ۹۸)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ:

مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۱، تفسیر، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۸۶)

ابو خالد کابلی نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ رسولِ اکرمؐ، حضرت علیؑ، اور آئمہ معصومینؑ تمہارے پاس لوٹ کر آئیں گے

(تفسیر برہان، نورالثقلین، صافی، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۲۸)

امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت کی گئی ہے کہ اس آیت سے مُراد عالم رجعت ہے [۱]

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المحکم ومتشابہ میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ رجعت دنیا کے ساتھ مربوط ہے۔

(بحارالانوار جلد ۹۳ ص ۸۷)

امام محمد باقر علیہ السلام کے حضور میں جابر ابن عبداللہ انصاری کے متعلق گفتگو ہوئی امامؑ نے فرمایا: خداوند کریم جابر پہ رحمت کرے وہ ہمارے فقہاء میں سے تھا۔ اس کا علم اس حد تک تھا کہ وہ جانتا تھا آیت (إِنَّ الَّذِي فَرَضَ ......) رجعت کے ساتھ مربوط ہے [۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی قسم اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی۔ جب تک رسولِ اکرمؐ اور

---

[۱] مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۰۔

[۲] تفسیر صافی، برہان، نورالثقلین۔

حضرت علیؑ مقامِ ثویّہ پر ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کریں گے اور اس جگہ مسجد بنائیں جس کے بارہ ہزار دروازے ہوں گے [۱]

(الثّویّہ) ایک جگہ کا نام ہے جو کوفہ کے نواح میں ہے ابوموسیٰ اشعری کی قبر وہاں پر ہے۔

(مستدرک سفینہ جلد ۱ ص ۴۲۹)

۳۸۔ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

اور ہم بلاشک و تردید قیامت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا کے نزدیک تر عذاب کا مزا چکھائیں گے جو عنقریب ہوگا تاکہ لوگ شاید حق کی طرف لوٹ آئیں۔

(سورہ سجدہ آیت ۲۱)

امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ "عذاب الادنیٰ" سے مُراد، عذابِ دابّہ اور دجال ہے۔

(تفسیر مجمع البیان، المیزان، صافی)

تبیسویں آیت مبارکہ کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ دابّہ سے مُراد حضرت علی علیہ السلام ہیں، اس بیان کے اعتبار سے اس آیت مبارکہ میں رجعت کے بارے

---

[۱] تفسیر برہان، الیقاظ ص ۳۸۶، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۳

یہاں دو وجہت سے بحث ہوئی۔

۱۔ کفار منکرین دنیا میں لوٹ کر آئیں تاکہ ان کو عذاب ہو،

۲۔ خدا اللہ لوٹ کر دنیا میں آئے تاکہ ان منکرین کو اپنے کیے ہوئے اعمال کی وجہ سے کیفر کردار تک پہنچائے۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ (عَذَابِ الاَدْنٰی) سے مُراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۴)

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ (عذاب الادنٰی) سے مُراد، عذاب رجعت ہے،

(تفسیر بصائر، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۸، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۴)

تفسیر قمی میں بیان ہوا ہے کہ (عَذَابِ الاَدْنٰی) سے مُراد رجعت میں تلوار کا عذاب ہے۔

(تفسیر صافی، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۶)

۳۹۔ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِیْمَانُھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝	اے رسول روزِ فتح کافروں کو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور اُنہیں مہلت نہیں دی جائے گی۔

(سجدہ آیت ۲۹)

تفسیر قمی میں ہے کہ جب رسولِ اکرم اخبارِ رجعت بیان فرما رہے تھے، ان سے

پوچھا گیا، روزِ فتح کون سا دن ہے، فرمایا، روزِ فتح کافروں کا ایمان لانا اُن کے کچھ کام نہ آئے گا اور انہیں مہلت نہیں دی جائیگی۔

(تفسیر صافی، نور الثقلین)

علی ابن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ رجعت کے بارے میں ہے۔

(الایقاظ ص ۹۳)

۴۰۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ — اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام کے لیے ڈرانے اور خوشخبری دینے والا۔

(س سبا آیت ۲۸)

رسولِ خدا تمام انسانوں کے لیے مبعوث ہوئے لیکن اُن کے زمانے میں تمام انسانوں تک ان کی دعوت نہیں پہنچی پس کیسے ممکن ہے کہ وہ تمام جہان والوں کے لیے بشیر و نذیر ہوں؟

معصومینؑ کی روایات میں اس کے جوابات دیے گئے ہیں۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں! یہ آیت عالم رجعت میں حقیقت پیدا کرے گی۔

(مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۰، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۲)

ایک روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اثباتِ رجعت پر اس آیت مبارکہ کی دلالت مذکورہ بنیسویں اور ستائیسویں آیت سے محکم تر ہے۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۳)

۴۱۔ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔ حیران ہو کر کہیں گے ہائے افسوس (ہم تو سو رہے تھے) ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا۔

(س یٰس آیت ۵۲)

یہ آیت کریمہ منکرین و ملحدین کے بارے میں ہے جو کیفر کردار تک پہنچنے کے لیے دنیا میں لوٹائے جائیں گے۔ جب قبروں سے باہر آئیں گے تو اپنے آپ کو اسی دنیا میں پائیں گے۔ تصور کریں گے کہ یہ مدت نیند میں تھے۔ اس اعتبار سے پوچھیں گے کہ ہمیں نیند سے کس نے جگایا؟

حسن ابن شاذان کہتا ہے: کہ شہر واسط میں عثمانی گروہ سے تعلق رکھنے والے مجھے آزار پہنچاتے تھے جب انہیں موقع ملتا تھا مجھے تکلیف دیتے تھے۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں لکھا شہر واسط کے لوگوں کی طرف سے جو تکالیف ملتی تھیں اُن کے بارے میں شکایت کی۔ امامؑ نے خط کے جواب میں لکھا۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دوستوں سے عہد لیا ہے کہ باطل حکومتوں میں جو ان کی طرف سے مصائب و آلام پہنچیں، اُن پر صبر کریں۔ جب اشرف المخلوقات قیام کرے گی، اُس وقت یہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں نیند سے اٹھایا۔ (تفسیر برہان، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۸۹) (الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۴۸)

۴۲۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اے ہمارے پروردگار تو ہم کو دو بار مار چکا ہے اور دو بار

اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا	زندہ کر چکا تو اب ہم اپنے گناہوں
بِذُنُوبِنَا، فَهَلْ إِلَى	کا اقرار کرتے ہیں تو کیا یہاں سے
خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ ۝	نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ آیت شریفہ رجعت کے ساتھ مربوط ہے۔[1]

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس میں لکھا ہے کہ منصور دوانیقی کے دربار میں سوار نے سید حمیری کے بارے میں چغل خوری کی۔ سید حمیری نے اس آیت مبارکہ کے ذریعہ اثبات رجعت پر استدلال کیا ہے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۳۱، الغدیر جلد ۲ ص ۲۵۸، مجالس ص ۱۳۰)

امام رضا علیہ السلام نے اس آیت شریفہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ رجعت کے بارے میں ہے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۲۵۸)

تقریباً تمام مفسرین دو بار مرگ اور دو بار زندگی کی تفسیر اضطراب سے دوچار ہوئے ہیں ایسی ایسی تفاسیر کی ہیں جن کا کوئی مضبوط پایہ نہیں ہے بعض نے کہا ہے کہ ایک موت اور زندگی قبر سے مربوط ہے۔ اس طرح قبر میں مربوط ہے اس طرح کہ قبر میں منکر و نکیر آتے ہیں انسان زندہ ہوتا ہے تاکہ اُن کے سوالوں کے جواب دے پھر مرجاتا ہے پس دوبارہ زندہ ہو، ایک زندگی

[1] تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۶، مستدرک سفینہ جلد ۳ ص ۱۲۱)

دنیا میں اور ایک قبر میں) اور دوبار مرنا ہے (ایک مرتبہ دنیا میں اور ایک مرتبہ قبر میں)

(تفسیر مجمع البیان جلد ۸ ص ۵۱۶)

بعض مفسرین نے برزخ کی زندگی حساب کی ہے، اور اس راہ دوبارہ موت اور دوبار زندگی بیان کی ہے۔ وہ اس اعتبار سے کہ ایک زندگی عالم برزخ میں ایک اور ایک بار آخرت میں اور ایک بار دنیا میں مریں گے اور ایک بار عالم برزخ میں۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۷ ص ۳۳۱)

جو احادیث ائمہ معصومینؑ سے وارد ہیں اُن کی موجودگی میں ہمیں کسی توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اُن میں تصریح موجود ہے کہ یہ آیتِ کریمہ رجعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے کہ جو افراد رجعت میں زندہ ہوں گے، حقیقت میں دوبار مریں گے اور دوبار زندہ ہوں گے، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ اس زندگی میں موت آئے گی اور ایک مرتبہ زمانہ رجعت میں، ایک بار عالم رجعت میں زندہ ہوں گے اور ایک مرتبہ روزِ آخرت اس مقام پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جو اس بیان کو روشن کرتی ہے فرمایا یہ آیت کریمہ اس گروہ سے تعلق رکھتی ہے جو مرنے کے بعد رجعت میں لوٹ آئیں گے اور یہ گفتگو قیامت میں ظاہر ہوگی تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۶)

اگر یہ گفتگو زمانہ رجعت میں ہو تو دو زندگی اور دو موت کا مفہوم پورا نہیں ہوتا لیکن جو لوگ زمانۂ رجعت میں لوٹ کر دنیا میں آئے تھے اگر روز قیامت وہ اس طرح عرض کریں تو صحیح ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔

ممکن ہے پڑھنے والا یہ خیال کرے کہ حقیقت میں تین بار زندگی ہے۔ چونکہ دنیا

کی زندگی کو ہم نے شمار نہیں کیا، یہ درست ہے لیکن آیت شریفہ میں ہے کہ زندہ کیا۔ یہ تعبیر اس دنیا کی زندگی کو شامل نہیں، اس لیے کہ جب یہ کہا جائے کہ زندہ کیا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے قبل موت واقع ہوئی ہے۔ پہلے موت ہے پھر زندہ کرنا۔

جو بچہ دنیا میں آتا ہے اور اس زندگی کی دنیا میں بہاریں لیتا ہے اس کو خدا نے پیدا کیا ہے، نہ کہ زندہ کیا ہے۔

اور ہم قبر میں زندہ ہونے کو زندگی شمار نہیں کرتے۔ اس لیے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زندہ ہونا، حیاتِ کامل نہیں، بلکہ عالم برزخ کی ایک قسم کی حیات ہے۔ (جس کا ہمیں شعور کامل نہیں)۔

(الیقاظ ص ۸۴)

۴۲۔ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ ۙ	جو ہم نے رسول بھیجے اور جو لوگ ایمان لائے یقیناً ہم اس دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ گواہی کے لیے اٹھیں گے اُن کی ضرور مدد کریں گے۔

(سورہ مومن آیت ۵۱)

اس مدد کا وعدہ جو اس آیتِ مبارکہ میں ہوا ہے ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا۔

اور خداوند کریم ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا پس ضروری ہے کہ آئندہ پورا پورا عمل ہو جب قرآنِ پاک نازل ہو رہا تھا اس وقت تو بالخصوص رسولِ خدا محمدؐ صرف اس دنیا کی زندگی

میں باحیات تھے (اور حضرت عیسیٰ و حضرت خضرؑ ابھی) زمانۂ رجعت میں اس پر عمل ہونے کے سوا اور کوئی راہ نظر نہیں آتا۔

(مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۱۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ آیت مبارکہ رجعت کے ساتھ مربوط ہے مگر آپ لوگ نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاءؑ قتل کیے گئے لیکن مدد خدا نہ پہنچی، امام معصوم مارے گئے لیکن انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد نہ آئی۔ انبیاءؑ و ائمہؑ کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نہ پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت مجیدہ پر زمانۂ رجعت میں عمل ہو گا۔

(تفسیر برہان، صافی، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۵)

تفسیر قمی میں بیان ہوا ہے کہ آیت مبارکہ میں گواہوں سے مُراد معصوم امامؑ ہیں۔

(تفسیر صافی، برہان)

جس حدیث میں امام حسین اور امام علی علیہما السلام کی رجعت کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ جو سب سے پہلے دنیا میں لوٹ کر آئیں گے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ۷۰ ہزار افراد کے ہمراہ تشریف لائیں گے۔ جو خدا نے فرمایا إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا ......) اس کا یہی معنیٰ ہے۔

(تفسیر برہان، الایقاظ ص ۳۸۲)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیت رجعت کے ساتھ مربوط ہے کہ رسول خداؐ اور ائمہ معصومینؑ رجعت فرمائیں گے۔

(الایقاظ ص ۳۴۴)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حسین ابن علی علیہما السلام انہی میں سے ہیں اور

ابھی تک اُن کی مدد نہیں کی گئی۔ اگرچہ اُن کے قاتلوں کو قتل کیا گیا ہے۔ لیکن، ابھی تک اُن کا انتقام نہیں لیا گیا۔ تفسیر برہان۔ جلد ۴ ص ۱۰۱،

(کامل الزیارات ص ۶۳)

(عکبریہ) مسائل میں شیخ مفید علیہ الرحمہ سے اس ایت مجیدہ کے بارے میں سوال ہوا۔ ان کے جواب میں فرمایا۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم نصرت کا وعدہ روز آخرت سے پہلے اپنے دوستوں کے ساتھ پورا کرے گا۔ اور یہ اس وقت پورا ہوگا جب قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے اور مومنین لوٹ کر دنیا میں آئیں گے یہ وعدہ عملی جامہ پہنے گا۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۳۰)

۴۴۔ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ۝	اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی آیات دکھاتا ہے پس تم کون کون سی آیات خدا کا انکار کروگے۔

(س مومن آیت ۸۱)

علی ابن ابراہیم نے اس ایت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ (آیات اللہ) سے مراد، حضرت علی علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا وجود مقدس ہے جو عالم رجعت میں لوٹیں گے، منکرین جب انہیں دیکھیں گے تو کہیں گے ہم خدائے لاشریک پر ایمان لائے جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے تھے اس پر ایمان ولقین نہیں رکھتے جب عذاب دیکھیں گے اس وقت ایمان لانا اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔

(الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۳۹، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۶

بہت سی احادیث میں آئمہ معصومینؑ نے فرمایا ہے کہ (آیاتِ الشدا) سے مُراد حضرت علیؑ اور باقی گیارہ امام علیہم السلام ہیں۔

(تفسیر صافی، برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۳، الیقاظ ص ۹۲)

۴۵۔ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ — ظالموں کو آپ دیکھیں گے جب وہ ستم کار عذاب کو دیکھیں گے کہیں گے کیا ہمارے لیے برگشت کی راہ ہے۔

(سورہ شوریٰ آیت ۴۴)

علی ابن ابراہیم نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ (عذاب) سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی رجعت ہے۔

(تفسیر برہان، ایقاظ ص ۹۲)

چونکہ زمانہ رجعت میں توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جب حضرت علی علیہ السلام اس زمانہ میں دستِ انتقام بلند کریں گے، ستم کار آرزو کریں گے کہ اے کاش ہم پہلی زندگی کی طرف لوٹ کر جائیں، توبہ کریں، اچھے اچھے عمل بجا لائیں۔

۴۶۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ : اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان سے ظاہر بظاہر دھواں نکلے گا اور لوگوں کو گھیرے گا۔ (ڈھانپ لیگا)

(سورہ دخان آیت ۱۰)

علی ابن ابراہیم نے اس آیت کریمہ کو ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے رجعت کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ جب وقت قبروں سے باہر آئیں گے۔ اس وقت دیکھیں گے کہ آسمان کو دھوئیں نے ڈھانپا ہوا ہے۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۷)

اہل سُنت کی روایات میں بھی (دُخان) کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے وہ اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دس نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ ان کا واقع ہونا یقینی ہے، اُن میں سے ایک (دُخان) ہے ان دس چیزوں کو قیامت کی شرائط کہتے ہیں۔ اہل سُنت کی تفاسیر میں اور کتب احادیث میں (دُخان) کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔

(تفسیر کشاف، صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۲۲۶، سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۱۲)

شیعوں کی احادیث میں بھی (دُخان) قیامت سے قبل، قیامت کی شرائط میں شمار کیا ہے۔

(تفسیر صافی، بحار الانوار جلد ۶ ص ۲۹۷)

احادیث کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دس چیزیں قیامت کی شرائط میں سے ہیں۔ اُن میں سے (دُخان) رجعت کے آخری دنوں میں قیامت سے قبل ہوگا۔

۴۷۔ وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ	ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں نیکی کی سفارش کی ہے۔ ماں نے اس کو

كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۔ رنج و دشواری کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور رنج و دشواری کے ساتھ جنا۔

احقاف آیت ۱۵

یہ آیت کریمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ربط رکھتی ہے۔ ایک لفظ (کُرہ) مشقت و دشواری کے علاوہ حالت اکراہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا جب اپنے اس فرزند کے آنے والے حالات سے آگاہ ہوئیں، ایام حمل اور وضع حمل کے وقت ایک قسم کا رنج تھا اور فرماتی تھیں میں کیسے فرزند کی ماں ہوں جسے اتنی تکلیف و مصیبت کے ساتھ شہید کریں گے۔ اس کے علاوہ اس آیت مجیدہ میں حمل کی کم از کم مدت بیان کی گئی ہے۔ کہ چھ ماہ ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام چھ ماہ کے بعد دنیا میں تشریف لائے تھے۔

اس آیت مجیدہ کے ضمن میں اہل بیت رسولؐ سے احادیث نقل ہوئی ہیں خداوند کریم نے اپنے نبی اکرمؐ کو آگاہ کیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام پر مصیبتیں آئیں گی ان کے خانوادۂ عصمت و طہارت کو اور دیگر افراد کو تکالیف آئیں گی ان مصیبتوں کے مقابل، قیامت تک امامت کو امام حسین علیہ السلام کی نسل میں قرار دیا ہے۔ خدا نے خبر دی تھی کہ امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا لیکن پھر دنیا میں آئے گا، تخت حکومت پر رونق افروز ہوں گے۔ اور اپنے دشمنوں کو نابود کریں گے، اور پورے جہان پر حاکم ہوں گے..... خداوند کریم نے اپنے رسولؐ کو خوشخبری دی کہ تمہارے اہل بیتؑ ایک مرتبہ دنیا میں لوٹ کر آئیں گے پوری کائنات کی حکومت اُنؑ کے ہاتھ میں ہوگی اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ (تفسیر نور الثقلین)

(الیقاظ ص ۲۴۵، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۲۹، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۲)

۴۸- قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اے رسولؐ مومنوں سے کہہ دو کہ جو لوگ خدا کے دنوں کی (جو سزا کے لیے مقرر ہیں) توقع نہیں رکھتے اُن سے درگزر کریں تاکہ وہ لوگوں کے اعمال کا بدلہ دے۔ (سزا دے)

(سورہ جاثیہ آیت ۱۴)

بیان کیا گیا ہے کہ ایک کافر نے رسولِ پاک کے ایک صحابی کو گالی دی۔ وہ صحابی انتقام کے لیے آگے بڑھا۔ اور خداوند متعال نے یہ آیت بھیجی اور اصحابی کو کہا ابھی چھوڑ دو تاکہ (یوم اللہ) اللہ تعالیٰ کے (مقرر کردہ) دنوں میں انتقام لیا جائے

(تفسیر کبیر، ابوالفتوح)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مجیدہ کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے موعود روز تین ہیں۔

۱- روز قیام قائم آلِ محمد علیہم السلام (عجل اللہ فرجہ الشریف)

۲- روز رجعت۔

۳- روزِ قیامت۔

اٹھارھویں آیت شریفہ کے ضمن میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام

سے روایات نقل کی گئی ہیں کہ ایّام اللہ تین روز ہیں۔

۱۔ قائم آلِ محمدؐ کے قیام کا دن۔

۲۔ روز رجعت۔

۳۔ روز قیامت[1]

۲۹۔ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝	اور کان لگا کر سن رکھو کہ جس دن پکارنے والا (اسرافیل) نزدیک ہی کی جگہ سے آواز دے گا۔ (کہ اٹھو) جس دن لوگ ایک سخت چیخ بخوبی سن لیں گے وہی دن (لوگوں کے) قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔

(سورہ ق آیت ۴۱، ۴۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ رجعت کے دن کے بارے میں ہے۔ فرمایا! وہ روز، روز رجعت ہے۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین)

---

[1] تفسیر برہان، صافی، المیزان، خصال ص ۱۰۸، المحجہ ص ۱۰۸، معانی الاخبار ص ۳۶۶۔

۵۰۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝

جس دن زمین (ان کے اوپر سے) پھٹ جائے گی اور جھٹ پٹ نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ ہے اٹھانا اور جمع کرنا جو ہم پر بہت آسان ہے۔

(سورہ قٓ ۴۴)

پہلی آیت کے بعد یہ آیت کریمہ واقع ہوئی ہے اس آیت شریفہ میں قبروں کا پھٹ جانا۔ انسانوں کا نکلنا اور ان کا اکٹھا ہونا۔ وعدہ گاہ کی طرف جانے کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ رجعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، الیقاظ ص ۹۵، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۸)

۵۱۔ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

جب اُن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا (اور اُن سے کہا جائے گا اپنے عذاب کا مزا چکھو یہ وہی ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔

(ذاریات ۱۳، ۱۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا: رجعت میں آزمائے جاؤ گے جیسے سونا آزمایا جاتا ہے، اس دن ہر ایک چیز کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(تفسیر برہان، البصائر، الزام الناصب جلد۲ ص ۲۵۱)

۵۲۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ٥

تمہاری روزی اور جس چیز کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے وہ آسمان میں ہے۔

(س ذاریات آیت ۲۲)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں ذکر ہوا ہے کہ (ما توعدون) جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے) سے مراد رجعت اور قیامت کے بارے اخبار ہیں[۱]

۵۳۔ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٥

اور اس میں شک نہیں کہ ظالموں کے لیے اس کے علاوہ اور بھی عذاب ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(س طور آیت ۴۷)

---

[۱] تفسیر برہان، البصائر، نور الثقلین، ایقاظ ۵۹۔ الزام الناصب جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۵۱)

اس آیت شریفہ میں ستمکاروں کے لیے آخرت سے پہلے ایک عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جو رجعت کے ساتھ منطبق ہوتا ہے۔

علی بن ابراہیم اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں ستم کاروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہلِ بیت رسولؐ پر ظلم و ستم کیے ہیں اور عذاب سے مراد تیز تلوار سے انتقام لیا جائے گا۔

(تفسیر صافی - برہان)

۵۴۔ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○	بلانے والے کی طرف گردنیں بڑھائے ہوئے دوڑتے جائیں گے۔ کفار کہیں گے یہ تو بڑا سخت دن ہے۔

(قمر آیت نمبر ۸)

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت شریفہ رجعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے چونکہ جب کافروں کو فرمان رجعت ہوگا، اس وقت کافر لوگ کہیں گے آج کا دن بہت سخت دن ہے۔ (تفسیر صافی، تفسیر برہان، الیقاظ ص ۹۵)

۵۵۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ	اے ایمانداروجن لوگوں پر خدا نے اپنا غضب ڈھایا اُن سے دوستی نہ کرو کیونکہ جس طرح کافروں کو مردوں کے دوبارہ زندہ

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ○ — ہونے والے) کی امید نہیں اسی طرح آخرت سے بھی یہ لوگ ناامید ہیں۔

(ممتحنہ آیت ۱۳)

حضرت علی علیہ السلام نے نجیب امام ولی عصر علیہ السلام کے ظہور کے متعلق گفتگو فرمائی اور ائمہ معصومینؑ کی رجعت کا ذکر کیا تو فرمایا: تمام شگفتگی ماہ جمادی اور رجب کے درمیان ہیں۔

ایک اصحاب کھڑا ہوا اور عرض کی!

"اے امیر المومنین یہ کون سے حوادث ہیں کہ جو ان تمام لوگوں کے لیے حیرانگی کا باعث ہیں؟ فرمایا! تجھ پر وائے ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی چیز تعجب آور ہو سکتی ہے کہ مُردے زندہ ہوں گے۔ خدا اور رسولؐ خدا کے دشمنوں کے سر قلم ہوں۔ اہل بیت عصمت و طہارت کے دشمنوں کی گردنیں اڑائی جائیں گی!

یہ آیت شریفہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا ------) کی تاویل ہے۔

(تفسیر برہان، بحار)

اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام نے ایک طویل خطبہ میں مشہور جملہ (الْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ بَيْنَ جُمَادِي وَرَجَب) اپنی زبان پر لائے سامعین میں سے ایک نے پوچھا! اے امیر المومنینؑ یہ کون سا حادثہ قابل تعجب ہے جس پر یہ لوگ تعجب کر رہے ہیں۔ فرمایا: تجھ پر وائے ہو اس سے بڑھ کر تعجب اور کون سی چیز ہو گی کہ مُردے زندہ ہوں گے اور اُن کو قتل کیا جائے گا)!

اس نے پوچھا یہ واقعہ کب رونما ہو گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم

جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا، گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اپنی تلواروں کو اپنے شانوں پر حمائل کئے ہوئے کوفہ کی گلی کوچوں میں بکھیرے ہوئے ہیں۔ خدا کے دشمنوں اور رسولؐ خدا و مومنین کے مخالفین کو قتل کر رہے ہیں۔ اور یہ ہے معنی اس آیت شریفہ (سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ) کا جو ذکر ہوا۔

(تفسیر بصائر، بحار جلد ۵۳ ص ۸۱)

۵۶۔ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ — ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ (مہر) لگائیں گے۔

(سورہ قلم آیت ۱۶)

جو شخص حق کو پہچان لے اور جھٹلائے۔ جھوٹی قسمیں کھائے، لوگوں کو مذاق کرے۔ لوگوں کے عیب تلاش کرنا اپنا پیشہ بنائے۔ ظلم و ستم کرے۔ اچھے اور نیک کاموں سے پیچھے رہے۔ لوگوں کو بھلائی کرنے سے روکے۔ جب حق کی بات سنے اُسے افسانہ کہے۔ اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ بہت جلدی اس کی ناک پر (نشانی) مہر لگائیں گے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت رجعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جب حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ایسے بد صفات اشخاص کی پیشانی پر مہر لگائیں گے جیسے چوپاؤں کو داغ لگاتے ہیں تاکہ نشانی نظر آئے

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، الایقاظ ص ۳۴۶، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۳)

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت میں فرمایا۔ جب کافروں اور منکرین کی پیشانی پر مہر لگائی جائے گی پس اس کے بعد کام تمام ہے۔

(تفسیر نور الثقلین جلد ۵ ص ۳۹۵

اور کئی احادیث میں بیان ہوا ہے کہ عالم رجعت میں توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جو شخص حق کو پہچان کر حقائق کو دیکھ کر رجعت سے پہلے ایمان نہیں لائے گا۔ اس کے بعد ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا۔

اس مہر (نشانی) لگانے کا مقصد یہ ہے کہ جب دوسرے لوگ دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ حق کے مقابلے میں لجوج تھا۔ ان تمام دلائل کے باوجود واضح روایات دیکھنے کے باوجود، ظہور امام زمانہ اور رجعت ائمہ معصومینؑ سے قبل حق کو قبول نہیں کیا۔

بعد میں مفصل بیان کریں گے کہ سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائیں گے اور آخر میں حضرت علی علیہ السلام حاکم ہوں گے۔ امیرالمومنینؑ کے لیے کئی بار رجعت ہے۔ اپنی آخری رجعت میں دشمنوں کی پیشانیاں داغیں گے اور اُن کی ناک پر مہر لگائیں گے۔

بہت سی احادیث میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں صاحب عصا ہوں اور میں صاحب میسم ہوں۔ یعنی نشانی لگانے والا آلہ میرے پاس ہے۔

(اصول کافی جلد ۱ ص ۱۹۷، بصائر الدرجات ص ۵۴، بحار، برہان صافی، نور الثقلین)

اس حدیث میں "عصا" سے مقصود عصائے حضرت موسیٰؑ ہے۔ جو امیرالمومنینؑ کے ہاتھ میں ہوگا (میسم) ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے چوپاؤں کو داغ لگاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ لہذا رجعت میں اپنے دوست اور دشمن کو ایک دوسرے سے جُدا کریں گے۔ اور دشمنوں کی ناک پر مہر لگائیں گے۔

اب یہ بات کہ وہ مہر کیسے لگائیں گے؟ روایات میں بیان ہوا ہے کہ عصائے موسیٰؑ

اُن کی پیشانیوں اور ناک پر لگائیں گے تو اُن پر نشان لگ جائے گا۔

(تفسیر کشاف۔ مجمع البیان۔ بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۲۷)

۵۷۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

فرشتے اور روح اوپر کی طرف جائیں گے جس دن ایک روز پچاس ہزار سال کا ہوگا۔

(سورہ معارج آیت ۴)

بہت سی روایات میں بیان ہوا ہے کہ اس سے مُراد رجعت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت کی مدت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ پچاس ہزار سال زمانہ رجعت میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی حکومت ہوگی اور حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کی مدت چالیس ہزار سال ہوگی۔

(تفسیر برہان، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۴، الایقاظ ص ۲۶۸، الزام الناصب)

بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ قیامت کے موقف کی مدت پچاس ہزار سال ہوگی یا قیامت کے پچاس مقام پر لوگوں کو کھڑا کیا جائے گا اور ہر مقام پر ایک ہزار سال کھڑے ہوں گے۔ اس میں اور پہلی روایت میں کوئی منافات نہیں۔ اس لیے کہ قرآن پاک کا ظاہر بھی اور باطن بھی۔ ظاہری معنی بھی اور باطنی معنی بھی ہے اور ہر باطن کے لیے ایک باطن ہے۔

اس کا معنی سوائے اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا لہذا ممکن ہے کہ یہ آیت مبارکہ قیامت کے موقف پر بھی اور اُن کی مدت پر دلالت کرتی ہو۔ اور زمانہ رجعت

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدتِ حکومت پر بھی دال ہو۔

۵۸ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْ مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝

جس وقت اس چیز کو دیکھیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے جس کے مددگار کمزور اور عدد میں بہت تھوڑے ہیں۔

(سورہ جن آیت ۲۴)

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں ذکر ہوا ہے کہ اس آیتِ مبارکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ظہور امام مہدیؑ اور رجعت حضرت علی علیہما السلام ہے۔

(تفسیر صافی۔ الیقاظ ص ۹۶، بحار جلد ۱۵ ص ۴۹، مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۱)

اس آیت کو امیر المومنینؑ نے زفر کے سامنے پڑھا اور پھر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی قسم اگر رسولِ اکرمؐ کی وصیت نہ ہوتی اور میرے ساتھ عہد و پیمان نہ کرتے، اور تقدیر الٰہی کا تعلق نہ ہوتا تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ کس کے مددگار کمزور اور عدد میں تھوڑے ہیں؟

جب رسولِ خدا رجعت کے حوادث اپنے اصحاب کو بیان فرما رہے تھے، اصحاب نے پوچھا یہ واقعات کب رونما ہوں گے؟ فرمایا:

"خداوندِ کریم مجھے فرماتا ہے کہ میں کہوں، نہیں جانتا کہ جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا میرا پروردگار مدت معین فرمائے گا؟[1]

[1] تفسیر نور الثقلین، بحار جلد ۵۳ ص ۵۸، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۲

۵۹۔ یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ اے چادر والے اٹھو اور ڈراؤ۔

(سورہ مدثر آیت ۱،۲)

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت رجعت سے تعلق رکھتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجعت، اور عالم رجعت میں آنحضرتؐ کا ڈرانا ہے۔

(تفسیر برہان، بصائر، نور الثقلین، الایقاظ ص ۳۵۷، بحار، الزام الناصب)

امام محمد باقر علیہ السلام نے امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا رجعت میں اس آیت پر عمل ہوگا۔

ایک صحابی نے عرض کیا، کہ قیامت سے پہلے ایک بار زندگی و موت ہے؟ فرمایا! جی ہاں۔ پھر اضافہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم زمانۂ رجعت میں کفر کرنا۔ پہلے زمانہ میں کفر کرنے سے بہت زیادہ سخت ہے۔

(تفسیر بصائر۔ برہان)

۶۰۔ نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ ○ تمام انسانوں کو ڈرانے والا ہے۔

(سورہ مدثر آیت ۳۶)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اس آیت میں نَذِیْرًا سے مراد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ

رجعت میں انسانوں کا ڈرانا ہے۔

(تفسیر بصائر، برہان، بحار جلد ۵۳ ص ۶۴، ۶۴)

۶۱۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ جس دن صور پھونکا جائے گا (لوگ) گروہ در گروہ آئیں گے۔

(سورۃ نبا آیت ۱۸)

اس آیت کے ضمن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا رجعت حق ہے؟ امام نے فرمایا: جی ہاں پوچھا۔ سب سے پہلے رجعت کے زمانہ میں کون لوٹے گا؟ فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں جو قائم آل محمدؐ کے ظہور کے بعد تشریف لائیں گے۔ راوی نے پوچھا تمام لوگ ان کے ساتھ لوٹیں گے؟ فرمایا: نہ بلکہ گروہ گروہ، خدائے تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے جس دن صور پھونکا جائے گا۔ اس دن (لوگ) گروہ گروہ آئیں گے، ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کے بعد۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۳)

۶۲۔ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔ جس دن زمین کو بھونچال آئے گا اور پھر اس کے پیچھے زلزلہ آئے گا۔

(سورہ نازعات آیت ۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (راجفۃ) سے مراد، امام حسین علیہ السلام اور (رادفہ) سے مُراد، حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے پہلے دنیا میں لوٹ

کریں گے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں (۷۰ ستر) ہزار افراد اُن کے ساتھ ہوں گے۔

(تفسیر بصائر، برہان، الیقاظ ص ۳۸۲، بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۶)

ایک اور حدیث میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ (۹۵) ہزار آدمی اُن کے ساتھ ہوں گے۔

(تفسیر بصائر جلد ۵۰ ص ۱۴۹، تفسیر فرات ص ۲۰۳)

۶۳۔ فَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (لوگوں نے) کہا یہ لوٹنا تو ہمارے لیے بڑا نقصان دہ ہے۔

(سورہ نازعات آیت ۱۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال ہوا کہ رجعت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ خداوند کریم نے فرمایا۔ وہی کہتا ہوں۔ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رجعت کی تشریح بتائی گئی تھی۔ لہذا جب دنیا میں لوٹیں گے تو کہیں گے یہ لوٹنا ہمارے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے کہ ابھی تک اُن سے انتقام نہیں لیا گیا۔

(تفسیر برہان جلد ۴ ص ۴۲۵، تفسیر بصائر جلد ۵۲ ص ۱۵۰، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۲، بحار جلد ۵۳ ص ۴۵)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس آیت مبارکہ کی شرح میں حدیث درج فرمائی ہے کہ ستمکار اس دن کو زیادہ بار کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اس دن ان سے انتقام لیا جائے گا لیکن عذاب اُن سے سلب نہیں ہوگا بلکہ دوزخ ان کی انتظار میں ہے اس بنا پر وہ اس

دن کے لوٹنے کو نقصان دہ کہتے ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۵)

۶۲۔ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۔ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۔

پھر جب چاہے گا اٹھا کھڑا کرے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا نے جو حکم اُسے دیا اس نے اس کو پورا نہ کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ فرمایا! یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اُٹھنے سے مُراد امام علیہ السلام کی رجعت ہے۔ جو کچھ خدا نے انہیں فرمایا ہے۔ اُن کی زندگی میں عمل نہیں ہوا۔ وہ رجعت کریں گے اور اتنی مدت قیام کریں گے کہ تمام اوامر الٰہی کو جاری کریں۔ پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ (تفسیر بصائر، برہان، نور الثقلین، الیقاظ ص ۹۶، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۵ بحار جلد ۵۳ ص ۹۹)

یہاں اس وضاحت کی ضرورت نہیں کہ (اوامر الٰہی کاملاً جاری نہ ہوئے) حضرت علی علیہ السلام انجام دہی کے لیے کاملاً آمادہ تھے۔ لیکن اُن کا حق غصب کرنے والوں نے ایسے حالات پیدا کیے کہ وہ حالات اجازت نہیں دیتے تھے کہ امیر المومنینؑ تمام امور الٰہی کو نافذ کریں۔ اس بنا پر اُن کے فرزند رشید بقیۃ اللہ روحی لہ الفداء ظہور فرمائیں گے اور انحرافات و بدعات کی جڑیں ختم کر دیں گے اس وقت سالار شہیداں حضرت امام حسین علیہ السلام لوٹیں گے اور ناکثین و مارقین و قاسطین کے آثار کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ اور زمانہ رجعت میں امیر المومنینؑ لوٹیں گے۔ تمام اوامر الٰہی

ایک ایک جاری کریں گے انشاء اللہ۔

۶۵۔ اِنَّہٗ عَلٰی رَجْعِہٖ لَقَادِرٌ ؕ

بے شک خدا اسے دوبارہ (پیدا) کرنے پر ضرور قدرت رکھتا ہے۔

(س طارق آیت ۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ خدا نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ اس جہان میں (دوبارہ پیدا کرنے) پر اور روز آخرت زندہ کرنے پر زیادہ قادر ہے۔

(تفسیر صافی۔ برہان۔ نور الثقلین۔ بصائر جلد ۲ ص ۳۵۵، ایقاظ)

بنیادی طور پر جو آیات روز قیامت پر دلالت کرتی ہیں وہ رجعت پر بھی دلیل ہو سکتی ہیں لیکن ہم صرف اُن آیاتِ مبارکہ سے استدلال پیش کر رہے ہیں جن کی تفسیر میں امام معصوم سے رجعت کے بارے میں فرمان موجود ہے۔ اس مذکورہ آیت کے ضمن میں امام معصوم نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت (اس جہاں میں اور قیامت کے دن زندہ کرنے کی) بیان کرتی ہے۔

۶۶۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ؕ

کافروں کو مہلت دے تھوڑی سی مہلت کچھ دنوں کے لیے۔

(سورۃ طارق آیت ۱۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں ہے۔

جنہوں نے حضرت رسول خدا، حضرت علی مرتضیٰؑ، حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے مکر و حیلہ، دھوکہ کیا ہے۔ خدا اُن لوگوں کو تہدید کر رہا ہے کہ روز قیامت وہ لوگ اپنے کیے ہوئے اعمال کی سزا پائیں گے۔ جب مہدی آخرالزمان علیہ السلام (عج) قیام کریں گے۔ آلِ محمد کے دشمنوں، ستمکارانِ بنی اُمیہ و قریش کے ستمکاروں اور دوسرے جنایت کاروں سے انتقام لیا۔

(تفسیر نور الثقلین، برہان، لبصائر۔ الزام الناصب جلد ۱ ص ۲۵۴، بحار جلد ۵۳ صفحہ ۵۸)

۶۷۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ٥ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ٥ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ٥ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا۔

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی، اور قسم ہے چاند کی جو اس کے پیچھے آتا ہے اور دن کی جب روشن کرتا ہے۔ اور شب کی جب ڈھانپ لیتی ہے۔

(س شمس آیت ۱ تا ۴)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سورج سے مُراد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چاند سے مُراد، حضرت علیؑ اور روز سے مراد ائمہ معصومینؑ ہیں جو آخری زمانہ میں زمین کے مالک ہوں گے اُسے عدالت سے پُر کریں گے۔

(تفسیر فرات ص ۲۱۲، لبصائر جلد ۵۶ ص ۹۳، الیقاظ ص ۳۸۸، الزام الناصب جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۴۰)

ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ روز سے مُراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں

جو آخری زمانہ میں زمین پر حکمران ہوں گے اور اُسے عدالت سے پُر کریں گے۔

(بحار جلد ۵۳ ص ۱۱۶، مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۳)

۶۸۔ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا۔ — تو اُن کے پروردگار نے اُن پر عذاب نازل کیا اُن کے گناہوں کی وجہ سے پھر ہلاک کر کے برابر کر دیا۔

(شمس آیت ۱۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ رجعت کے بارے میں ہے

(تفسیر برہان، بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۰)

۶۹۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ۔ — یقیناً تمہارے لیے آخرت کی زندگی پہلی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد رجعت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے جو یقیناً پہلی زندگی سے بہت بہتر ہے۔

(تفسیر لیصائر جلد ۵۶ ص ۵۱۷۔ صافی۔ برہان، نور الثقلین۔ بحار جلد ۵۳ ص ۵۹)

۷۰۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ — ہرگز ایسا نہیں۔ دیکھو عنقریب ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ پھر

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ — دیکھو تمہیں عنقریب ہی معلوم ہوجائے گا۔

(سورۃ تکاثر آیت ۴۰۳)

قرآن میں جو آیات کریمہ، تمام یا بعض مقرر بیان ہوتی ہیں۔ غالباً خالص دلیل ہوتی ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب اُن سے اس تکرار کے بارے میں سوال ہوا۔ امامؑ نے فرمایا:

"ایک بار رجعت میں اور ایک مرتبہ روز قیامت، انہیں معلوم ہوجائے گا۔"

(الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۵۵، بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۷، ۱۲۰)

جو کچھ اس بارے میں پڑھنے والوں کو نظر سے گزرا۔ یہ وہ آیات مبارکہ تھیں۔ جن کی ائمہ معصومین علیہ السلام نے رجعت کے بارے میں تفسیر بیان فرمائی ہے۔ رجعت کے اعتقاد اور اثبات کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اگرچہ یہ حصہ طویل ہوگیا ہے۔ لیکن مقصد یہ تھا کہ قاری کتاب کے ذہن میں یاد رہے کہ رجعت کے موضوع پر قرآن اقدس میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ ہم نے تھوڑی سی مدت میں ستر آیات کریمہ پیش کی ہیں ممکن ہے مزید تحقیق کرنے والے اور کئی آیات کریمہ رجعت کے موضوع پر تلاش کرلیں گے جن کی تفسیر میں رجعت کا تذکرہ ہوگا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام ایام جمعہ کی نماز ظہر میں قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

(جمال الاسبوع سید ابن طاؤس)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے
الرَّحِیْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ	جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے
عَبْدَكَ وَخَلِیْفَتَكَ	اے پروردگار اپنے عبد اور
بِمَا اَصْلَحْتَ بِهٖ	اپنے خلیفہ (امام مہدیؑ) کے کام
اَنْبِیَآءَكَ وَرُسُلَكَ	(ظہور کی) اصلاح فرما جس طرح
وَحُفَّهٗ بِمَلٰٓئِكَتِكَ	تو نے اپنے انبیاء اور رسولوں
وَاَیِّدْهُ بِرُوْحِ	کی اصلاح فرمائی، اور اُس کے
الْقُدُسِ مِنْ عِنْدِكَ	اپنے فرشتوں کے ذریعہ حفاظت
وَاسْلُكْهُ مِنْ	فرما اور اپنی طرف سے روح القدس
بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ	کے ذریعے مدد فرما اور اس کے
خَلْفِهٖ رَصَدًا	آگے پیچھے سے حفاظت فرمانے
یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ	(رصد) قرار دے ہر قسم کی بدی
كُلِّ سُوْٓءٍ وَّاَبْدِلْهُ	سے محفوظ رکھ۔ اس کے خوف و
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهٖ	ہراس کو امن و امان میں بدل ڈالے
اَمْنًا یَعْبُدُكَ	وہ تیری عبادت کرتا ہے کسی
لَا یُشْرِكُ بِكَ	چیز کو تیرا شریک نہیں بناتا۔ اور
شَیْئًا وَلَا یَجْعَلْ	تو اپنے ولی پر کسی کو برتری نہ دے
لِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ	اور اے اپنے دشمنوں اور
عَلٰی وَلِیِّكَ سُلْطَانًا	خود اس کے اپنے دشمنوں
وَائْذَنْ لَهٗ فِیْ	سے جہاد کی اجازت

جِهَادِ عَدُوِّكَ وَ	عنایت فرما۔
عَدُوِّهٖ وَاجْعَلْنِيْ	اور مجھے اس کے مددگاروں
مِنْ اَنْصَارِهٖ اِنَّكَ	میں قرار دے۔ بے شک
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝	تو ہر چیز پر قادر ہے۔

رجعت
گزشتہ اقوام کے درمیان

پہلے حصے میں آپ ستر آیاتِ مبارکہ سے آگاہ ہوئے ہیں کہ ائمہ معصومینؑ سے روایت شدہ احادیث کے مطابق حضرت رسولؐ خدا۔ حضرت علی مرتضیٰ، حضرت امام حسینؑ اور باقی ائمہ معصومین۔ خالص مومنین اور خالص کفار۔ ایام رجعت میں لوٹ کر دنیا میں آئیں گے۔

اب اُن آیات مبارکہ سے آگاہ ہوتے ہیں۔ جن میں سالقہ امتوں کی رجعت ثابت ہے۔ جب سالقہ امتوں کا لوٹ کر دنیا میں آنا ثابت ہوجائے تو اس اُمت (محمدؐ) کا لوٹ کر دنیا میں آنا بھی ثابت ہوجائے گا۔ اس لیے کہ:

۱۔ بہترین دلیل ایک چیز کے واقع ہونے کا امکان ہونے پر ہے۔ اب انشاء اللہ خداوند کریم کی توفیق سے اس حصہ میں ثابت ہوگا۔ کہ گزشتہ لوگوں میں رجعت واقع ہوئی ہے۔ جب اُن میں ثابت ہوجائے تو پھر اس امت کے لیے شک و شبہ باقی نہ رہے گا۔

۲۔ قاعدہ معروف کے مطابق (حکم الامثال فیما یجوز وما لا یجوز واحد)

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پہلی امتوں میں رجعت واقع ہوئی ہے۔ تو احتمالِ امتناع دور ہو جائے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ یہ کام ممکن ہے۔ پس اس امت کے لیے کیا مانع ہے کہ رجعت ممکن نہ ہو۔

شیعہ وسنی بہت سی روایات جو رسول اکرم سے نقل کی گئی ہیں اُن میں بیان کیا گیا ہے کہ جو پہلے نبیوں کی اُمتوں میں واقعات رونما ہوئے ہیں اس امت میں بھی ہوں گے اس اعتبار سے ہم ایسی آیات مبارکہ جو سابقہ لوگوں کی رجعت کے بارے میں قرآن پاک میں آئی ہیں ترتیب وار پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ پھر تمہیں تمہارے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ تاکہ تم شکر کرو۔

(البقرہ آیت ۵۶)

یہ آیت کریمہ اُن ستر آدمیوں کے بارے میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے چُن کر اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے تاکہ خدا کا کلام سُن کر، اور تورات لینے کی حقیقت سے آگاہ کر۔ بنی اسرائیل کو بتانے کے لیے شاہد ہوں، تاکہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی تکذیب نہ کریں۔ وہ آدمی کوہ طور پہ پہنچے اور حضرت موسیٰؑ کا ہمکلام ہونا دیکھا تو کہا۔ اے موسیٰ جب تک ہم خدا کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں ہم ایمان نہیں لائیں گے۔

حضرت موسیٰؑ نے اس جاہلانہ سوال سے بہت منع کیا مگر انہوں نے بہت اصرار کیا اور اپنی ضد پر ڈٹے رہے بالآخر بجلی کی کڑک آئی تمام کو ہلاک کر دیا۔ حضرت

موسیٰؑ نے عرض کیا۔

بار الہا! جب تک یہ ستر آدمی زندہ ہوں میں اپنی قوم میں کیسے جاؤں؛ میری قوم مجھے ان کے قتل کا الزام لگائے گی۔ خداوند کریم نے احسان کیا اور اُن کو زندہ کیا۔ سب کے سب حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹے اس واقعہ میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں اور کوئی اختلاف نہیں قرآن پاک نے بیان کیا ہے کہ بجلی کی کڑک سے وہ لوگ مر گئے اور حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر نئی زندگی ملی۔ اسی کو رجعت کہتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ موت استعمال ہوا تاکہ کوئی یہ خیال نہ کر سکے کہ سو گئے تھے۔ یا غش کر گئے تھے بلکہ صریحاً فرمایا ہے "تمہیں مرنے کے بعد ہم نے زندہ کیا ہے۔)

عبداللہ ابن ابی بکر یشکری حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ آپ کے بعض اصحاب خیال کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایک بار پھر زندہ ہو کے اس جہان میں لوٹ کر آئیں گے۔

امیر المومنینؑ نے قرآن پاک سے آیات کریمہ کے ذریعہ رجعت کا استدلال بیان فرمایا اور آخر میں اُن ستر آدمیوں کا واقعہ بیان کیا جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام منتخب کر کے ساتھ لائے تھے اور انہیں موت آگئی پھر زندہ ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ کافی عرصہ زندہ رہے۔ غذا کھاتے تھے، شادیاں کیں۔ صاحب اولاد ہوئے، اور اپنی معین شدہ مدت گزار کر دنیا سے گئے۔[۱]

یہ آیت شریفہ رجعت کو خوب ثابت کرتی ہے۔ بالخصوص حضرت علی علیہ السلام نے ذکر شدہ حدیث میں اسی آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے۔ تفسیر صافی جلد ا ص ۱۱۹

[۱] تفسیر صافی۔ برہان۔ بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۷۳ تا ۱۲۹

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کے سات لاکھ آدمی تھے اُن سے ستر ہزار پھر اُن سے سات سو پھر اُن سے ستر آدمی منتخب کیے۔

(تفسیر برہان جلد اص ۱۰۰)

راوی نے بیان میں کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دس ہزار سے ایک آدمی چنا تھا پھر بھی سارے بجلی کے نذر ہو گئے۔ اگر اولوالعزم نبی کے منتخب شدہ افراد کا یہ حال ہوا تو میں اور آپ جن کو چنتے ہیں اُن کا حال کیا ہوگا؟

یہ بھی ایک دلیل ہے کہ امام کا منتخب خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۲۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا	اور جب تم نے ایک شخص کو
فَادّٰرَأْتُمْ فِيْهَا،	مار ڈالا اور تم میں اس کی بابت پھوٹ
وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا	پڑ گئی کہ ایک دوسرے کو قاتل
كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ	بنانے لگے اور جو تم چھپاتے تھے
فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ	خدا کو اس کا ظاہر کرنا مقصود تھا۔
بِبَعْضِهَا، كَذٰلِكَ	پس ہم نے کہا کہ اس گائے کا
يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى	کوئی ٹکڑا لے کر اس کی لاش پر
وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ	مار دیں، خدا مُردے کو زندہ کرتا
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥	ہے اور تم کو اپنی قدرت کی
	نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

سورہ بقرہ آیت نمبر ۷۲، ۷۳

بنی اسرائیل میں ایک قتل کا واقعہ پیش آیا تھا حکم خدا کے ساتھ ایک گائے ذبح کر کے

مقتول کے بدن پر گائے کا ٹکڑا لگایا گیا اور وہ مقتول زندہ ہوگیا۔ اور اُس نے اپنے قاتل کا پتہ بتایا۔ واقعہ اس طرح ہے۔

"بنی اسرائیل میں ایک پیر مرد تھا بہت دولت مند تھا فقط ایک بیٹا رکھتا تھا اُس کے مرنے کے بعد تمام مال و دولت اس کے اکیلے بیٹے کو منتقل ہو جاتی تھی۔ اس کے چچا زاد مفلس و تنگ دست تھے انہوں نے حسد کی بنا پر اپنے چچا کے بیٹے کو قتل کر دیا اور اس کی لاش اپنے مخالفین کے محلہ میں پھینک دی، ان پر قتل کا دعویٰ کر دیا۔ بہت اختلاف ہوا بالآخر حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انصاف طلب کیا:"

حضرت موسیٰؑ کی خدمت سے حکم خدا سے فرمایا ایک مادہ گائے ذبح کرو اور اس کی زبان مقتول کے جسم پر لگاؤ وہ زندہ ہو کر اپنے مقتول کا نام بتائے گا۔

جس قسم کی بھی گائے ہوتی کافی تھی۔ لیکن بے جا سوالات کی بنا پر انہوں نے اپنے آپ کو مشکل میں ڈالا۔ جب سوال کرتے ایک نشانی بتائی جاتی بالآخر فقط ایک گائے ایسی صفات کی ایک یتیم کے پاس تھی۔ مجبوراً بہت بھاری قیمت ادا کر کے انہوں نے وہ گائے خریدی اُسے ذبح کیا اور اس کا ایک ٹکڑا مقتول کے بدن سے مس کیا قدرت الہٰی سے وہ مقتول زندہ ہو گیا اور کہا اے خدا کے نبی مجھے میرے چچا زاد بھائیوں نے قتل کیا۔ جن پر الزام لگایا گیا ہے وہ بے گناہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کے چچا زاد کو بطور قصاص قتل کیا جائے۔

(تفسیر برہان۔ نور الثقلین۔ صافی۔ المیزان۔ ایقاظ ص ۱۱۳)

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ شخص مقتول ساٹھ سال کا تھا جب دوبارہ قدرتِ خدا سے زندہ ہوا۔ ستر سال دنیا میں زندگی بسر کی ایک سو تیس سال عمر گزاری

آخری ایام تک تندرست صحیح وسالم تھا۔

(تفسیر صافی - برہان)

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ گائے کا مالک اپنے باپ کا بہت ہی خدمت گزار تھا۔ ایک دن اس نے مال خریدنے کا سودا کیا جس میں بہت ہی منافع تھا جب رقم ادا کرنے کے لیے آیا تو چابیاں باپ کے سرہانے کے نیچے تھیں مناسب نہ سمجھا کہ سوئے ہوئے باپ کو بیدار کرے۔ لہذا معاملہ رفع دفع ہوگیا جب اس کا باپ بیدار ہوا اور واقعہ سُنا تو بہت خوش ہوا۔ وہ گائے اپنے بیٹے کو بخش دی۔ خداوندکریم نے چاہا کہ باپ سے وفادار بیٹے کو اس کا صلہ دنیا میں بھی دے۔ اور زیادہ مقدار میں مال عطا کرے، یہ آخرت سے قبل دنیا میں صلہ دیا۔

(تفسیر عیاشی - برہان - المیزان)

جب یتیم کے ہاتھ مال و دولت پہنچا، عرض کیا اے خدا کے نبی میں اس قدر مال کی حفاظت کیسے کروں تاکہ حاسدوں کے شر سے محفوظ رہوں۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا اپنا وظیفہ بنالے۔ جیسے تیرے باپ نے بتایا اور گزشتہ وقت میں اس نے اپنا وظیفہ بنائے رکھا خداوندکریم نے محمد وآل محمد علیہم کے توسل سے جیسے پہلے محفوظ رکھا اسی طرح پھر بھی محفوظ رکھے گا۔

(تفسیر برہان جلد اص ۱۱۰)

اس آیت میں تصریح موجود ہے کہ مقتول قتل ہونے کے بعد زندہ ہوا اور ستر سال زندگی گزاری، رجعت اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ آیت رجعت کے متعلق، واضح دلیل ہے اور انسان کو رجعت میں روز قیامت میں زندہ کرنے پر روشن دلیل ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ	اے رسول کیا تم نے ان لوگوں
خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ	کے حال پر نظر نہیں کی جو موت
وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ	کے ڈر کے مارے اپنے
الْمَوْتِ ، فَقَالَ	گھروں سے نکل بھاگے اور
لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا	وہ ہزاروں آدمی تھے تو خدا نے
ثُمَّ اَحْیَاھُمْ ، اِنَّ	اُن سے فرمایا کہ سب کے
اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ	سب مرجاؤ (اور وہ مرگئے)
عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ	پھر خدا نے انہیں زندہ کیا بیشک
اَکْثَرَ النَّاسِ لَا	خدا لوگوں پر بڑا مہربان ہے مگر
یَشْکُرُوْنَ ۝	اکثر لوگ اس کا شکر نہیں
	کرتے۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۴۳)

یہ آیت کریمہ ایک ایسی قوم کی داستان ہے جو طاعون کے خوف سے اپنے وطن سے بھاگ نکلے۔ خداوند کریم نے انہیں موت دے دی کافی مدت کے بعد ایک پیامبر (حزقیل) کی دعا سے زندہ ہوئے اور دنیا میں زندہ رہے۔ اور طبعی موت دنیا سے گئے۔

(تفسیر المیزان۔ برہان۔ روضۂ کافی)

امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے اس تشریح میں یوں بیان فرمایا ہے۔
شام کے شہروں میں سے ایک شہر کے ساکنین ستر ہزار خانوادہ تھے۔ جب طاعون کے آثار دیکھتے تھے مال دار لوگ باہر نکل جاتے اور بے سروسامان شہر میں ہی موجود رہتے اس طرح باہر جانے والے بہت کم تلفات و نقصانات دیکھتے۔ لیکن جو شہر میں رہ جاتے تھے انہیں بہت

زیادہ نقصان ہوتا تھا۔ ایک بار تمام نے پختہ ارادہ کیا جس وقت بھی آثار طاعون نمایاں ہوں سب کے سب نکل پڑو۔ جب انہوں نے آثار دیکھے تو موت سے بچنے کے لیے سارے کے سارے وہاں سے چل نکلے۔ اپنے وطن سے دور پہنچے وہاں ایک ویران شہر دیکھا جس کے ساکنین طاعون کی مرض سے فوت ہو چکے تھے اور شہر خالی تھا وہاں انہوں نے قیام کیا جب اپنے سفر کا سامان اتار چکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مُوۡتُوۡا) مر جاؤ۔ ایک گھنٹے میں تمام مر گئے۔ راہ گزروں نے اُن کے اجسام دفن کیے تاکہ راستے سے دور ہو جائیں۔

ایک دن بنی اسرائیل کا ایک نبی (حزقیل) وہاں سے گزرا جب اُن کی ہڈیوں کو دیکھا بکھری پڑی تھیں۔ بہت غمگین ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ عرض کی اے اللہ کاش! اگر تیری مشیت ہوتی تو تو انہیں زندہ کر دیتا۔ یہ شہروں کو آباد کرتے ان کی اولاد ہوتی دوسرے لوگوں کے ہمراہ تیری عبادت کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کی کیا تو چاہتا ہے کہ انہیں زندہ کروں؟ نبیؑ نے عرض کیا! جی ہاں خداوند کریم نے ایک اسم اعظم نبیؑ کو عطا کیا حضرت حزقیل علیہ السلام نے اُسے اپنی زبان پہ جاری کیا۔

ادھر ہڈیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا کہ ہڈیاں اپنی اپنی جگہ سے اُڑ کر ایک دوسری سے متصل ہو رہی ہے۔ تمام کے تمام زندہ ہو گئے اور زبان پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل جاری کی۔

حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا۔ خدایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت مبارکہ اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر صافی۔ برہان۔ نور الثقلین۔ الیقاظ ص ۲۳۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ کیا یہ بزرگ زندہ ہونے کے بعد عبرت حاصل کرنے کے لیے فوت ہوئے یا کچھ مدت دنیا میں زندہ رہے۔ اپنے گھروں کو آباد کیا، اپنے اہل وعیال کے ساتھ زندگی بسر کی؟ امامؑ نے فرمایا:

"خداوند کریم نے انہیں زندگی عطا کی دنیا میں اپنے گھروں کو آباد کیا غذا کھاتے رہے اپنے اہل وعیال کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے جب تک خدا کا حکم تھا زندہ رہے اور طبعی موت دنیا سے رخصت ہوئے۔"

(تفسیر صافی۔ عیاشی۔ برہان۔ مجمع البیان)

علامہ طبرسی مرحوم نے لفظ (الوف) سے جمع کثرت مراد لیا ہے اور ان کی تعداد دس ہزار لکھی ہے۔ سدی نے اُن کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ بیان کی ہے۔ ابن عباس نے چالیس ہزار اور عطا نے ستر ہزار تعداد بیان فرمائی ہے۔

(مجمع البیان، ایقاظ ص ۱۳۱)

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُن کی تعداد (۳۵) ہزار نفر تھی۔ جب زندہ کئے گئے اُن کی زندگی سے ساٹھ سال گزر چکے تھے۔

(تفسیر نور الثقلین)

احادیث و تفاسیر کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تعداد ہزاروں میں تھی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ تمام اکٹھے فوت ہوتے اور ایک نبی خدا کی دعا سے زندہ ہوئے کئی سال زندہ رہے اور اجل طبعی سے دنیا سے گئے۔

خداوند کریم نے ایک نبیؑ کی دعا سے ۳۵ ہزار اشخاص کو زندہ کیا اور دنیا میں لوٹ کر آگئے۔ بلاشک زمانہ رجعت میں ہزارہا افراد کو زندگی عطا کرے گا اور وہ لوٹ کر اس دنیا میں آئیں گے تاکہ خداوند کریم اپنی قدرت ظاہر کرے اور اپنا وعدہ پورا کرے

آیات قرآن کو تحقق بخشے۔

مرحوم طالقانی اس آیت کی تفسیر میں اشتباہ میں مبتلا ہوئے ہیں مرگ کو مرگ اجتماعی اور طاقت وروں کے سامنے تسلیم ہونے، اپنے آپ کو ذلت و رسوائی میں مبتلا کرنے لگا معنی کیا ہے اور زندہ ہونے سے مُراد تجدید حیات، ستمکاروں کے مقابلہ میں قیام و حرکت خیال کیا۔

(پرتوی از قرآن جلد ۲ ص ۱۷۳)

شاید اس اشتباہ کی اصل یہ ہے کہ کتب و منابع سے دور تھیں اس لیے کہ تفسیر کا بعض حصہ، ظالم حکومت پہلوی کے زمانہ میں لکھا ہے اور ماخذ و منابع تک رسائی مشکل تھی۔ ہم مرحوم کے لیے خداوند متعال سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اس مطلب کا بے اساس ہونا، بعد والی آیات سے ثابت کرتے ہیں۔ قاری کتاب اُن کا اشتباہ اس سے اور بعد والی آیت سے سمجھ لے گا۔

ان سے پہلے (محمد عبدہ) ایسے اشتباہ سے دو چار ہوا ہے اس آیت مبارکہ میں موت کا معنی دشمنوں کے سامنے تسلیم ہونے اور زندہ ہونے کا مطلب۔ روح سلحشوری اور دشمنوں کے مقابلہ میں قیام کرنا۔ بیان کیا ہے۔ اور یہ تفسیر بالرائے ہے جو واضح ترین تفسیر بالرائے ہے۔

(تفسیر المنار جلد ۲ ص ۴۵۸)

علامہ طباطبائی نے اس قسم کی تفاسیر سے اظہار تعجب کرنے کے بعد فرمایا۔ لفظ، موت و حیات کا معنی اس آیت شریفہ میں بالکل واضح ہے اور سیاق آیات دقیقاً اس معنی موت و حیات کو ظاہر کرتا ہے۔

(تفسیر المیزان جلد ۲ ص ۳۶۱ - ۳۶۵)

علامہ نے ایک دوسرے مقام پر ایسی تفاسیر کو معجزات سے انکار کرنے پر تعبیر کیا ہے، اس قسم کی تفاسیر کو رد کرنے کے عنوان سے قلم اٹھایا۔

(المیزان جلد ۲ ص ۲۸۰)

۴۔ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى	(اے رسولؐ) تم نے مثلاً اس
قَرْيَةٍ وَّهِيَ	(بندہ کے حال) پر نظر کی جو ایک
خَاوِيَةٌ عَلٰى	گاؤں پر سے (ہو کر) گزرا اور وہ
عُرُوْشِهَا، قَالَ	ایسا اُجڑا تھا کہ اپنے چھتوں کے
اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ	بل گر پڑا وہ بندہ کہنے لگا اللہ
بَعْدَ مَوْتِهَا؟	اب اس گاؤں کو ایسی ویرانی کے
فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ	بعد کیونکر آباد کرے گا اس پر
مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ	خدا نے اُس کو (مار ڈالا) سو سال
بَعَثَهٗ۔ قَالَ:	تک وہ مردہ رہا۔ پھر اس کو جلا
كَمْ لَبِثْتَ؟ قَالَ	اٹھایا (تب) پوچھا تم کتنی دیر پڑے
لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ	رہے؟ عرض کی ایک دن
بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ	(پڑا رہا) یا ایک دن سے بھی
بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ	کم فرمایا نہیں تم (اسی حالت میں سو
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى	برس پڑے رہے اب ذرا
طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ	اپنے کھانے پینے (کی چیزوں)
لَمْ يَتَسَنَّهْ وَ	کو دیکھو کہ ابھی تک خراب نہیں

انظُر الىٰ حِمارِكَ وَلِنَجعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانظُر اِلَى العِظَامِ كَيفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكسُوهَا لَحمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ ۝

ہو گئی اور ذرا اپنے گدھے (سواری) کو تو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں۔ اور سب اس واسطے کیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے تمہیں قدرت کا نمونہ بنائیں اور ذرا اچھا اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کیونکر ان کو جوڑ جاڑ ڈھانچہ بناتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس (جب ان پر ظاہر ہوا تو بے ساختہ) بول اٹھے کہ (اب) میں یقین کامل کے ساتھ جانتا ہوں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۹)

یہ آیت مجیدہ حضرت (عزیرؑ) کے بارے میں ہے کہ ایک دن اپنے راستے میں ویران دیہات دیواریں خراب چھت گر پڑے پرانی ہڈیاں جسموں کے ٹکڑے دیکھے۔ موت کا سکوت طاری تھا۔

حضرت عزیر گدھے سے اترے بالٹی جس میں انگور، انجیر اور باقی پھل تھے اپنے پہلو میں رکھے گدھے کو اسی سے باندھا۔ باغ کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اور ان مردوں کے بارے میں فکر کرنے لگے کہ یہ مردے کیونکر زندہ ہوں گے۔ یہ بکھرے ہوئے اجسام

کیسے اٹھے ہوئے ہوں گے اور اپنی پہلی صورت وکیفیت کیونکر اختیار کریں گے۔ خداوند کریم نے اسی حال میں روح قبض کر لیا۔ پورے سو برس وہاں رہے۔ سو سال کے بعد قادر مطلق نے انہیں زندہ کیا جب حضرت عزیز زندہ ہوئے تو انہیں خیال ہوا کہ میں نیند سے بیدار ہوا ہوں پس گدھے کی جستجو کی پھلوں کی ٹوکری کو دیکھا پانی کا کوزہ تلاش کیا۔ فرشتہ اُن کے پاس آیا اور پوچھا، اے عزیز کتنی مدت یہاں آرام کیا؟ فرمایا:

"ایک دن یا اس سے بھی کم فرشتے نے کہا: بلکہ تو نے یہاں سو سال آرام کیا ہے۔ اس سو سال میں غذا اور پانی کا رنگ تبدیل نہیں ہوا لیکن گدھے کی طرف نگاہ کرو کس طرح اس کی ہڈیاں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اب غور کرو کہ قادر مطلق اُن مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔"

حضرت عزیزؑ دیکھ رہے تھے کہ گدھے کی ہڈیاں ایک دوسرے سے متصل ہوئی ہیں ان پر گوشت چڑھایا گیا ہے اور گدھا اپنی پہلی اصلی حالت کی طرح ہو گیا۔

حضرت عزیز اپنے شہر واپس آئے اپنے کسان سے کہا میں عزیز ہوں اس نے یقین نہ کیا۔ پس زبانی تورات پڑھ کر سنائی تو اُس نے یقین کیا۔ اسے لیے کہ حضرت عزیر کے علاوہ تورات کسی کو زبانی یاد نہ تھی۔

(تفسیر صافی۔ مجمع البیان۔ کشاف)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت عزیر اپنے گھر سے نکلے تو ان کی زوجہ حاملہ تھی اور حضرت عزیر پچاس سال کے ہی تھے جب گھر واپس آئے اور وہ اسی تروتازگی کے ساتھ پچاس سالہ تھے اور ان کا بیٹا سو سال کا تھا۔

(تفسیر صافی۔ برہان۔ نور الثقلین۔ مجمع البیان)

عبداللہ ابن ابی بکر یشکری (مشہور ابن کوا) جو کہ خوارج سے تھا ایک دن حضرت علی علیہ السلام کی مجلس میں کھڑا ہوا اور کہا: اے امیر المومنینؑ! ابوالمعتر نے جناب کی طرف سے کچھ مطالب بیان کیے ہیں دل انہیں تسلیم نہیں کرتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہیں۔

اس نے کہا: وہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جناب نے رسول اکرمؐ سے سُنا انہوں نے فرمایا کہ ایک مرد کو دیکھا یا سُنا ہو کہ اپنے باپ سے بڑا ہے! فرمایا یہی چیز ہے جس کو تو تسلیم نہیں کرتا؟ اس نے کہا جی ہاں مگر آپ اس پر یقین رکھتے اور ایسے شخص کو جانتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ کان نزدیک کر تا کہ تجھے بتاؤں۔

جس دن حضرت عزیر گھر سے نکلے تھے ان کی زوجہ حاملہ تھی اور اسی ماہ وضع حمل تھا۔ خدائے قادر مطلق نے انہیں مبتلا اور سو سال مار ڈالا اور پھر انہیں جلا اٹھایا۔ وہ جب اہل و عیال کی طرف لوٹے تو پچاس سالہ تھے اور اُن کا جب بیٹے نے استقبال کیا وہ سو سالہ تھا

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت موسیٰؑ کے منتخب شدہ ستر آدمیوں کی رجعت کے بارے میں گفتگو کی پھر ہزاروں افراد (جو اکٹھے مرے اور نبی خدا حضرت حزقیلؑ کی دعا سے زندہ ہوئے) کی رجعت کے متعلق ارشاد فرمایا آخر میں ایک مرتبہ پھر حضرت عزیر کے بارے میں بات کی، پھر فرمایا: اے ابن کوا ہرگز قدرت خدا میں شک نہ کر۔

(بحار جلد ۵۳ ص ۷۲)

ابن کوا سوال اور حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اور حضرت عزیر کی داستان سے رجعت کے امکان کے متعلق بہت مشہور ہے احادیث و تفاسیر کی کتابوں میں درج ہے

(تفسیر صافی عیاشی، نور الثقلین، برہان، بحار جلد ۱۴ ص ۳۷۴)

حضرت عزیر کی داستان رجعت کے ادّعا میں سے بہترین دلیل ہے کہ امیر المومنین نے گزشتہ حدیث میں استدلال کیا ہے۔ اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس داستان سے استدلال کیا ہے۔ شیعہ علماء نے طول تاریخ چودہ قرن میں اپنے تفاسیروں اور عقائد کی کتابوں میں استناد کیا ہے۔ بزرگ علماء میں سے ایک شیخ طوسی علیہ نے تبیان، شیخ مفید نے مسائل (عکبریہ) کے جواب میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اعتقادات میں۔ شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے احتجاج میں اور شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے ایقاظ میں ......)

(بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۸ ایقاظ ص ۷۹)

اسی طرح کی ایک داستان بنی اسرائیل کے ایک نبی ارمیہ کے متعلق بھی بیان ہوئی ہے بہت شیریں ہے لیکن اختصار کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کرتے جو اشخاص شوق رکھتے ہیں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

(تفسیر برہان جلد ۱ ص ۲۴۶۔ صافی ۱ ص ۲۶۴، عیاشی جلد ۱ ص ۱۴۰۔ نور الثقلین جلد ۱ ص ۲۶۸، ص ۲۷۵، بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۳۶۰)

حضرت عزیرؑ اور حضرت ارمیاؑ کے بارے میں معصومینؑ سے بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں پڑھنے والے حضرت کو اطمینان ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عزیر اور ایک مرتبہ حضرت ارمیاؑ کے متعلق اسی بنا پر مرحوم فیض کاشانی نے روایات کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ ان احادیث کو یوں اکٹھا کر سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عزیر اور حضرت ارمیہ سے یہ واقعہ پیش آیا ہے (جب بخت النصر) بادشاہ کے ہاتھوں مقتول دیکھے تو اُن کے زندہ ہونے کے بارے میں فکر کرنے لگے۔ اور ایک مرتبہ حضرت عزیرؑ۔ جب اپنے اصحاب کے جنازے دیکھے تو فکر کرنے لگے ان کو کیسے زندہ کیا جائے گا۔ (تفسیر صافی جلد ۱ ص ۲۶۹)

جو شخص سو برس مرا رہا پھر زندہ ہوا اور اس دنیا میں لوٹ کر آیا حضرت عزیرؑ ہوں یا حضرت ارمیا یا دونوں، رجعت کے ثبوت کے لیے اس قدر واضح ہے کہ مزید تصریح یا توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔

....

۵۔ وَاِذْ قَالَ	اور لائے رسولؐ وہ واقعہ بھی یاد
اِبْرٰهٖمُ رَبِّ	کرو جب ابراہیمؑ نے اقدام سے
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ	درخواست کی کہ اے پروردگار
الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ	تو مجھے بھی تو دکھا دے کہ تو مُردوں
لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ:	کو کیونکر زندہ کرتا ہے، خدا نے
بَلٰى ، وَلٰكِنْ	فرمایا: کیا تمہیں اس کا یقین نہیں
لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ	ابراہیمؑ نے عرض کی (کیوں نہیں)
قَالَ ، فَخُذْ اَرْبَعَةً	یقین تو ہے (مگر آنکھ سے دیکھنا)
مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْ	اس لیے چاہتا ہوں) کہ میرے
هُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ	دل کو اطمینان ہو جائے۔ فرمایا
اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ	(اچھا اگر یہ چاہتے ہو) تو چار پرندے
جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا	لو اور اُن کو اپنے پاس منگا لو
ثُمَّ ادْعُهُنَّ	(اور ٹکڑے کر ڈالو) پھر ہر پہاڑ
يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا	پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو
وَاعْلَمْ اَنَّ	اس کے بعد اُن کو بلاؤ پھر دیکھو
اللّٰهَ عَزِيْزٌ	تو کیونکر) وہ سب کے سب

حَکِیْمٌ ۝ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور سمجھ رکھو کہ خدا بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۶۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: کہ جب حضرت ابراہیم نے آسمان و زمین کی مخلوق کو دیکھا۔ عظمت و قدرت خدا، فرشتگان کا نظارہ کیا۔ دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک لاش پڑی ہے نصف دریا میں اور نصف خشکی پر لاش خوار دریائی آتے ہیں اور اس لاش کو کھاتے ہیں بعض اوقات آپس میں لڑپڑتے ہیں۔ طاقت ور ضعیف کو بھی کھا جاتا ہے۔

ادھر دوسری طرف درندگان صحرائی آتے ہیں اور اس لاش کو کھاتے ہیں۔ بعض اوقات آپس میں جھگڑتے ہیں، طاقت ور کمزور کو بھی کھا جاتا ہے۔ خلیل خدا یہ منظر دیکھ کر حیران ہوئے اور عرض کیا پروردگار! مجھے دکھا تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا؟ اور کیسے ان درندگان صحرائی و دریائی کے لقمہ کو اپنی اصلی حالت پر لوٹائے گا؟ خطاب ہوا اگر تو ایمان نہیں رکھتا؟ عرض کی پالنے والے (کیوں نہیں) ایمان تو ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں اطمینان قلب نصیب ہو۔ خطاب ہوا: چار پرندے لے کر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرو پھر اُنہیں آپس میں مخلوط کرو جیسے یہ لاشہ، درندگان دریائی و صحرائی کے شکم میں مخلوط ہوا ہے۔ پس ہر پہاڑ کی چوٹی پر اُن کو تھوڑا تھوڑا رکھ دو۔ پھر اُن کو بلاؤ تو وہ تیری طرف اڑتے ہوئے آئیں گے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نے انجام دیا اور وہ دوڑتے ہوئے آئے

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک برتن (جام دستہ) منگوایا اس میں اُن تمام پرندوں کو کوٹا اور آپس میں مثل قیمہ مخلوط کیا۔

(تفسیر عیاشی۔ صافی، برہان)

پہاڑوں کی تعداد اہل سنت کے مفسرین نے چار لکھی ہے۔

(تفسیر کشاف جلد ا ص ۳۱۰)

لیکن شیعہ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ پہاڑوں کی تعداد دس تھی اور بہت سی روایات میں وضاحت موجود ہے۔

(تفسیر عیاشی، صافی، برہان، نور الثقلین، مجمع البیان، خصال ص ۲۶۵)

بلکہ ایک فقہ کا مسئلہ اسی بنیاد پہ بیان ہوا ہے۔

(تفسیر عیاشی، برہان، نور الثقلین)

البتہ پرندوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے مور، مرغ، کبوتر اور کوا لکھا ہے بعض مفسرین نے۔ مرغ، مور، کرگدھ، اور مرغابی لکھا ہے۔ بعض نے مور، ہد ہد، کوا اور چڑیا لکھی ہے۔

(تفسیر کشاف، مجمع البیان، المیزان، خصال ص ۲۶۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک برتن (اکھلی مھلا) میں تمام کو کوٹ کر آپس میں ملایا پھر اُن کو دس حصّوں میں تقسیم کیا۔ دس پہاڑوں پر رکھا، اور ان کے سروں کو اپنے ہاتھوں میں رکھا، ہر ایک کو علیٰحدہ علیٰحدہ صدا دی۔ جس کو آواز دیتے تھے اس کا گوشت، ہڈیاں اڑ کر دوسروں سے جدا ہو کر کامل صورت میں ظاہر ہوتا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف آتا تاکہ اپنا سر ان کے ہاتھ سے لے

لگا ہے حضرت ابراہیم دوسرے پرندے

کا سر آگے کرتے مگر وہ اپنے سر کی طرف ہی جاتا۔ اس کا سر بدن سے ملحق ہو جاتا۔

(تفسیر عیاشی، برہان، نور الثقلین، الیقاظ ص ۱۲۰)

مرحوم صدوق علیہ الرحمہ اس آیت میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال میں ابہام تھا اور امکان تھا کہ بعض لوگ خیال کریں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال میں مُردوں کے زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ اس بنا پر قادر مطلق نے پوچھا کہ تو یقین نہیں رکھتا، تاکہ وہ اس کا جواب دیں اور پڑھنے والے اُن کے بارے میں شکوک میں مبتلا نہ ہوں۔ (خصال ص ۲۶۶)

داستان۔ حضرت ابراہیمؑ بہت بہترین جو قابل تاویل نہیں۔ دوبارہ زندہ ہونے پر دلیل قطعی ہے۔

(رجعت) کے لیے بہترین ثبوت ہے۔ اس داستان میں چار پرندے مرنے کے بعد زندہ ہوئے اور اس جہان میں لوٹ کر اپنی زندگی گزارتے رہے۔ اسی چیز کو رجعت کہتے ہیں۔

....

۶۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ	بے شک کہ میں گندھی ہوئی مٹی
الطِّیْنِ کَهَیْـئَةِ	سے ایک پرندہ کی صورت بناؤں
الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ	گا۔ پھر اس پر (کچھ) دم کروں گا
فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا	تو وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگا۔
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ	اور میں خدا ہی کے حکم سے مادر
الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ	زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا
وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ	بناؤں گا اور مُردوں کو زندہ

اللّٰہِ وَ اُنَبِّئُکُمْ	کروں گا اور جو کچھ تم کھاتے ہو
بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا	اور اپنے گھروں میں جمع کرتے
تَدَّخِرُوْنَ فِیْ	ہو میں (سب) تم کو بتا دوں گا
بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ	اگر تم ایماندار ہو تو بے شک
ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ	تمہارے لیے ان باتوں میں (میری
اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝	نبوت کی بڑی) نشانی ہے۔

(س آل عمران آیت ۴۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے ایک مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ قرآن کریم میں چند مرتبہ اس کو بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت میں بھی تصریح فرمائی ہے۔ جو شخص بھی اُن کے معجزہ سے زندہ ہوا وہ گزشتہ اقوام سے رجعت کے لیے ایک نمونہ ہے۔ اور آئندہ رجعت کے امکان پر سند ہے۔ جو بھی حضرت عیسیٰؑ کے معجزوں سے زندہ ہوئے خواہ چند منٹ کے لیے زندہ ہوئے اور پھر جلدی پہلی حالت کی طرف لوٹ گئے یا زندہ ہونے کے بعد کچھ مدت دنیا میں گزاری اُن میں ایک قسم (اقسام رجعت) ہے دو مورد یہاں ذکر کرتے ہیں۔

اصحاب نے ایک دن درخواست کی کہ مُردہ کو زندہ کریں حضرت عیسیٰؑ قبرستان میں تشریف لائے اور ایک قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا!

(اے سام ابن نوح)! اللہ تعالیٰ کے اذن سے اٹھو قبر پھٹ گئی۔ اس جملہ کو دوبارہ کہا، سام نے حرکت کی پھر اس جملہ کو دہرایا اور سام قبر سے باہر نکل آیا۔

حضرت عیسیٰ نے پوچھا۔

کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ اس جہان میں رہ کر زندگی گزارے یا واپس

اپنی پہلی حالت پر جانا چاہتا ہے ؟

سام نے کہا !

میں قبر میں واپس جانا چاہتا ہوں اس لیے کہ ابھی تک موت کا ذائقہ اپنی حرارت کے ساتھ باقی ہے ۔ اس کو محسوس کرتا ہوں [1]

یہ ایک نمونہ ہے اس شخص کا جو زندہ ہوا اور واپس قبر میں جانا پسند کیا۔ لیکن اتنی مقدار اس کا زندہ ہونا لوگوں میں آنا معجزہ ہونے کے ساتھ روزِ قیامت کو زندہ ہونے کی ایک نشانی ہے ۔ اور رجعت کے ثبوت کے لیے ایک زندہ سند ہے ۔

ایک اور بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جو زندہ ہوا اور بیس[2] سال زندگی اِس جہان میں گزاری شادی کی ، صاحب اولاد ہوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال ہوا : کہ جن لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا تھا ، اُن میں سے کوئی شخص ایسا بھی تھا ، جو زندہ ہونے کے بعد اس جہان میں زندگی بسر کرتا رہا ہو ۔ شادی کی ہو ، اولاد ہوئی ۔ غذا کھاتی ہو ۔

فرمایا : جی ہاں !

حضرت عیسیٰؑ کا ایک دوست تھا کبھی کبھی اُسے ملنے کے لیے اس کے گھر جاتے تھے ۔ کافی مدت اُسے نہ دیکھا ۔ ایک دن اُس کو ملنے کے لیے اس کی تلاش میں نکلے ۔ اُس کے گھر دروازے پر آئے ۔ اُس کی ماں دروازے پر آئی ۔ حضرت عیسیٰؑ نے اُس سے بیٹے کے متعلق پوچھا اس کی ماں نے کہا وہ فوت ہو گیا ہے ۔ فرمایا !

کیا تو چاہتی ہے کہ اُسے دیکھے ؟ اُس نے کہا : جی ہاں ۔ فرمایا : میں کل صبح

---

[1] تفسیر عیاشی ، برہان ، بحار الانوار جلد ۱۴ ، ص ۲۳۳

آؤں گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے زندہ کروں گا۔

دوسرے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور اس کی ماں کے ہمراہ قبر کے کنارے پہنچے۔ حضرت عیسیٰ قبر پر کھڑے ہوئے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے۔ قبر پھٹ گئی اور وہ شخص قبر سے زندہ باہر نکلا۔ جب ماں نے بیٹے کو دیکھا تو اس کا سر گود میں لے لیا کافی دیر تک روتی رہی۔

حضرت عیسیٰؑ نے جب یہ منظر دیکھا تو ضعیفہ پر رحم آیا اور فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ زندہ رہے اور اپنی ماں کے ساتھ زندگی گزارے؟ اس نے عرض کیا کچھ مدت مہلت ہوگی یا بغیر مہلت کے؟

فرمایا: جی ہاں،

مہلت کے ساتھ بیس سال زندہ رہے گا، شادی کرے گا۔ صاحب اولاد ہوگا۔ اس نے عرض کیا، جی ہاں: میں چاہتا ہوں کہ زندہ رہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو ماں کے حوالے کیا، بیس۲۰ سال زندہ رہا، شادی کی، اس سے اولاد ہوئی [۱]

بعض تفاسیر میں بیان ہوا ہے کہ اس کا نام (عازر) تھا تین دن ہوئے تھے۔ مرے کو موت کے تین دن گزرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں زندہ ہوا۔

(تفسیر مجمع البیان جلد۲ ص ۴۴۵)

جتنے افراد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (بحکم خدا) زندہ کیے وہ سابقہ لوگوں میں

---

[۱] تفسیر برہان، عیاشی، صافی، نور الثقلین، ایقاظ ص ۱۲۶،

بحار جلد ۱۴ ص ۲۳۳

سے (رجعت) کا نمونہ ہیں اور آئندہ زمانہ میں (رجعت) کے لیے دلیل ہیں۔

۷۔ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ، قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ، قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔

اور جس طرح اپنی قدرت سے اُن کو سُلایا) اسی طرح (اپنی قدرت سے) اُن کو (جگا) اٹھایا تاکہ آپس میں کچھ پوچھ گچھ کریں (غرض) اُن میں ایک بولنے والا بول اٹھا (بھئی آخر اس غار میں) تم کتنی مدت کے لیے ٹھہرے۔ کہنے لگے (ارے ٹھہرے کیا) بس ایک دن یا ایک دن سے بھی کم (اس کے بعد) کہنے لگے کہ جتنی دیر تم غار میں ٹھہرے اُسے تمہارا پروردگار ہی (کچھ تم سے) بہتر جانتا ہے۔"

(سورہ کہف آیت ۱۹)

یہ آیت کریمہ اصحاب کہف کے بارے میں ہے جو کہ تین سو نو سال غار میں سوئے تین سو نو سال کے بعد جب نیند سے آنکھ کھولی تو ایک اُن میں سے غذا و طعام خریدنے کے لیے بازار میں گیا جو سکہ اس کے پاس موجود تھا اُس سے اُن کا

راز فاش ہوا۔

قرآن کریم میں ایک سورہ مبارکہ کو اصحاب کہف کے نام سے مختص کیا ہے۔ اصحاب کہف سات آدمی تھے جو خالص اللہ تعالٰی کی پرستش کرتے تھے۔ بت پرستی اور بتوں سے بیزار تھے۔ بت پرستوں میں اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا کہ ستم گیا دشاہ اُن کے ایمان سے مطلع ہوا۔ انہیں ڈرایا۔ دھمکایا کہ اگر بت پرستی نہ کی تو قتل کر دیے جائیں گے۔

رات کو اکٹھے ہوئے۔ اپنے بارے سوچنے لگے۔ آخری فیصلہ ہوا کہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں، ابھی صبح نمودار نہ ہوئی تھی کہ کاروانِ توحید نے ہجرت کی۔ شہر سے نکل کھڑے ہوئے راستے میں ایک کتا ان کے ساتھ چل دیا جو اُن کی حفاظت کرتا تھا۔

توحید پرستوں کا کارواں چلتا رہا یہاں تک کہ ایک غار کے نزدیک پہنچا اس کے قریب میوہ جات اور پانی کا چشمہ تھا۔ پھل کھائے پانی پیا۔ تھکاوٹ دور کرنے کے لیے غار میں لیٹ گئے یہاں نیند اتنی طویل ہوئی کہ تین سو نو سال سو رہے۔ ناخن اور ریش مبارک کے بال بڑھتے رہے۔ جب اٹھے تو عجیب منظر وحشتناک تھا۔ اتنی طویل مدت (۳۰۹) سال بعد بیدار ہوئے تھے بھوک اتنی زیادہ تھی کہ ایک دوسرے کی صورت کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

اُن میں سے ایک نے پوچھا کتنی دیر آرام کیا۔ دوسرے نے کہا: ایک دن سوئے ہیں۔ تیسرے نے کہا: ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں سوئے۔ چوتھے نے کہا: خدا بہتر جانتا ہے کہ کتنی مقدار ہم سوئے ہیں کہا اس گفتگو کو چھوڑو، ایک آدمی بازار سے کوئی کھانے پینے کی اشیاء لے آئے۔ لیکن احتیاط سے جائے تاکہ اسے کوئی نہ پہچانے۔

اُن میں سے ایک شہر میں گیا شہر کی شکل وصورت تبدیل تھی ایک دکان پر پہنچا تا کہ چیزیں خریدے۔ اشیاء خرید لیں۔ جب رقم دینے لگا۔ دکان دار نے شور مچا دیا لوگو آؤ!

اس شخص کو کوئی خزانہ ملا ہے۔ اس لیے کہ جس بادشاہ کے نام کا سکہ اس کے پاس ہے اُسے تین سو برس گزر چکے ہیں لوگ اُنکی داستان سے آگاہ ہوئے۔

موجودہ بادشاہ خداشناس تھا۔ اُن کو دیکھنے کے لیے غار تک پہنچا، شہر کے لوگ اُن کی حالت سے آگاہ ہوئے اور کہا:

"خداوند کریم نے ہمیں اُن کے حال سے باخبر کیا تاکہ ہمیں یقین ہو جائے۔ خدا کا روزِ قیامت کا وعدہ حق ہے۔

اصحاب کہف بھی جب اپنی داستان سے باخبر ہوئے، اپنی اولاد کو مُردہ پایا اپنے خانوادہ کے ارتباط کو منقطع پایا۔ خدا سے درخواست کی کہ ہمیں اپنی رحمت میں جگہ عطا فرما۔

ایک پلک جھپکنے کی دیر میں اُن کے اجسام بے جان ہو کر زمین پر گر پڑے۔

اصحاب کہف کی داستان تاریخ کی عجیب وغریب داستان ہے ذات احدیت کی بے پناہ قدرت انسان کے لوٹنے پر زندہ سند ہے۔ اُن کی داستان اگرچہ اصطلاحی معنی میں (رجعت نہیں) اس لیے کہ قرآن کریم سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ طویل مدت کے لیے سُلا دیے گئے تھے رجعت کہتے ہیں،

"مرنے کے بعد زندہ ہو کر اس دنیا میں لوٹنا۔ البتہ بعض روایات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ مر چکے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بہت سے گروہ مرنے کے بعد اس جہان میں لوٹ کر

آئے اُن میں سے اصحاب کہف بھی ہیں جو (۳۰۹) سال مُردہ رہے پھر خدا نے انہیں اس زمانہ میں زندہ کیا جو روزِ قیامت کے منکر تھے۔ اُن کو زندہ کر کے اُس وقت کے لوگوں پر حجت تمام کی۔

(تفسیر صافی، بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۹)

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سات آدمی تھے۔ بعض احادیث میں وضاحت بھی بیان ہوئی ہے کہ سات افراد تھے۔

(تفسیر مجمع البیان۔ کشاف، المیزان)

اصحاب کہف کی کہانی قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے زیادہ تشریح احادیث میں بیان ہوئی ہے واضح ترین وہ روایت ہے جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے علماء یہود کے جواب میں بیان کی تھی اور اُن علمائے یہود کے لیے اسلام قبول کرنے کا سبب بنی۔ اس روایت کا متن ثعلبی نے (عرائس) میں اور اس کا نچوڑ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں بیان فرمایا ہے۔

(عرائس ص ۲۳۲ تا ۲۳۶، بحار جلد ۱۴ ص ۴۱۱ تا ۴۱۹، تفسیر برہان)

بعد والے حصے میں اسی کتاب میں بیان ہوگا کہ اصحاب کہف حضرت امام مہدیؑ کے انصاروں میں ہوں گے امام ولی عصرؑ کی حکومت حقہ میں لوٹیں گے اور اُن کی مدد کریں گے۔

تفسیر المیزان، ارشاد مفید ص ۳۶۵۔ المحجہ ص ۷۶، بحار جلد ۵۳ ص ۹۱)

اصحاب کہف کی غار کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کہاں ہے۔ مشہور یہ ہے کہ شہر (افسوس) میں ہے۔ یہ شہر میلاد مسیحؑ سے پہلے دنیا کا مشہور و معروف شہر تھا (معبد معروف) (دیانا) جو ہفت گانہ عجائب میں سے تھا اسی شہر میں تھا یہ معبد (عبادت خانہ) ایک شہرت طلب انسان نے تین سو چھپن (۳۵۶) سال قبل میلادی بنایا تھا اس کا نام (اروسترات) تھا

شہرت پرستی کی آگ اس کے دل میں روشن تھی۔ چاہا کہ اس وجہ سے دنیا کی تاریخ میں میرا نام باقی رہے گا۔ یہ شہر تمام کا تمام تباہ ہو گیا تھا۔ اب اس جگہ ایک دیہات بنام (آیا ثلوغ) موجود ہے۔

آیا ثلوغ اصوبہ ایدین میں پینسٹھ (۶۵) کلومیٹری روڈ (ازمیر) اور دس کلومیٹری شاہراہ (قوش آداسی) دریائے لاٹرہ) کے ساحل سے پانچ کلومیٹر دور ہے۔

(قاموس الاعلام ترکی جلد اص ۵۰۶ وجلد ۲ص ۱۰۰۱۔ دائرۃ المعارف حیات ص ۱۰۱۵)

اس وقت امت اسلام میں جو مشہور ہے وہ یہ ہے کہ غار[۱] اصحاب کہف (آیا ثلوغ) سے ایک کلومیٹر دور ہے۔ ترکی کے لوگ اس غار کو بہت اہمیت دیتے ہیں اس جگہ کو مرقد مطہر اصحاب کہف سمجھ کر زیارت کرتے ہیں۔

لیکن آخر میں (عمان) جو اردن کا دارالخلافہ ہے۔ اس میں ایک شاہراہ آٹھ کلومیٹر سے وہاں ایک غار کشف ہوئی ہے۔ اصحاب کہف کی غار یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے اور نشانی کے لحاظ سے یہاں زیادہ منطبق ہوتی ہے۔

یہ آخر الزکر غار ۱۹۶۳ء میلادی مطابق ۱۳۴۲ شمسی ہجری کشف ہوئی ہے۔ اس

---

[۱] ۲۰۰۶ء میلادی دمشق سیدہ زینب خاتون سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لیے جانے کا شرف حاصل ہوا دیگر زیارات مشہورہ بھی کیں (علاوہ ازیں) دمشق سے تقریباً ایک گھنٹہ بس کے ذریعے وہاں پہنچے لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ غار اصحاب کہف ہے لوگوں کے لیے زیارت گاہ ہے۔ آج کل وہاں دینی مدرسہ اور مسجد بھی ملحقہ موجود ہے (واللہ اعلم مترجم)

بارے میں کتاب بنام "الکشاف کہف ہے۔

علامہ طباطبائی نے اس بارے میں تحقیقات کے بعد جو نتیجہ نکالا ہے اس کے مطابق لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے مطابق جو نشانیاں ذکر ہوئی ہیں اس لحاظ سے غار، اصحاب کہف کا ترکی کی نسبت ملک اُردن میں (عمان) میں ہونا زیادہ موزوں ہے۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۳ ص ۲۹۹)

....

۸۔ وَ اَیُّوْبَ اِذْ	اور (اے رسولؐ) ایوبؑ کا
نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ	قصہ یاد کرو جب انہوں نے
مَسَّنِیَ الضُّرُّ	اپنے پروردگار سے دعا کی
وَ اَنْتَ اَرْحَمُ	کہ (خداوندا) بیماری تو میرے
الرّٰحِمِیْنَ ۝	(پیچھے لگ گئی ہے) اور تو تو
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ	سب سے بڑا رحم کرنے والا
فَکَشَفْنَا مَا بِهٖ	ہے۔ (مجھ پر ترس کھا) تو ہم
مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ	نے اُن کا جو کچھ دکھ درد تھا دفع
اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ	کر دیا اور انہیں لڑکے بالے
مَّعَهُمْ رَحْمَةً	بلکہ ان کے ساتھ ایسے ہی
مِّنْ عِنْدِنَا وَ	اور بھی محض اپنی خاص مہربانی سے
ذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝	اور عبادت کرنے والوں کی عبرت
	کے واسطے عطا کیے۔

(سورہ انبیاء، آیت ۸۳، ۸۴)

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ سورہ صاد میں اس سے ذرا تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

آخر میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ انہیں اُن کی اولاد واپس کردی۔ مال و متاع واپس دیا اتنی مقدار میں اضافہ کر کے دیا تاکہ عقل مندوں کے لیے ہماری طرف سے عبرت ہو اور ہم نے اپنی خاص رحمت سے انہیں نوازا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی سیرت صبر و استقلال کے اعتبار سے طویل تاریخ میں نمونہ ہے اُن کی داستان تلخ مگر سُننے کے قابل ہے۔ تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں، مختصر اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت، قدر و منزلت، کھیتی باڑی، باغ و بستان لوگوں میں محبوبیت کے اعتبار سے بہت اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ دنیا کے دولت مندوں میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ پانچ سو غلام تھے جو مال و متاع کی حفاظت و نگہبانی پر مامور تھے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد و ثنا میں بسر ہو رہے تھے۔

ایک دن ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ حضرت ایوب تیری حمد و ثنا اس لیے کرتے ہیں کہ اُن کے پاس تیری تمام نعمتیں موجود ہیں اگر مال و دولت، اولاد، آرام و سکون چھین لے پھر بھی تیری حمد و ثنا زبان پر جاری رہے تو دیکھیں۔ (میری حمد و ثنا نہیں کرے گا)

خداوند کریم کی طرف سے امتحان شروع ہوا شیطان نے اپنے چیلوں کو جمع کیا تمام، کھیتی باڑی کو آگ لگ گئی اور مکان کا چھت گرا جہاں اُن کی اولاد بیٹھی تھی۔ کھیتی باڑی، مال و متاع، اولاد جاتی رہی مگر رات دن اللہ کی حمد و ثنا میں فرق نہ آیا۔

شیطان نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔ اگر تندرستی و سلامتی کی نعمت اُن علیہ السلام

ے سلب کی جائے تو پھر دیکھیں کیسے حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اب نیا امتحان شروع ہوا اب ان کی جان و بدن کا امتحان شروع ہوا۔

خدا نے ابلیسؑ کو کہا تو جیسے آزمانا چاہتا ہے آزمالے۔ شیطان نے رات دن آزار و رنج پہنچانے شروع کر دیے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے لیکن زبان پر شکایت نہیں لائے بلکہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد و ثنا زبان پر جاری ہے۔ پورے سات سال اسی طرح رنج و الم میں گزرے لیکن اُن تکالیف اور رنج و الم کو دُور کرنے کے لیے زبان کو جنبش نہیں دی۔ یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ معلوم نہیں حضرت ایوبؑ نے خدا کا کونسا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہیں ایسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ حضرت ایوبؑ نے اس مقام پر دعا کے لیے ہاتھ بلند کئے مجھے تکالیف نے گھیر لیا ہے اور تو ہی رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ حضرت ایوب نے اپنی مصیبت کو رفع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے بالصراحت دعا نہیں کی۔ فقط اپنی تکلیف کی طرف اتنا ہی اشارہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی حاجت پوری کر دی۔ رنج و الم دور کر دیئے بیماری ختم ہو گئی۔ صحت و سلامتی ملی۔ تمام مال و اولاد ملا بلکہ جو اولاد طبعی موت مر چکی تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ نے لوٹا دی۔

(تفسیر برہان، المیزان، بحار جلد ۱۲ ص ۳۴۲ تا ۳۷۲)

حضرت ایوبؑ کا واقعہ مسئلہ (رجعت) کے ساتھ اس طرح مربوط ہے کہ ائمہ معصومین کی روایات کے مطابق حضرت ایوبؑ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور انہیں عطا کیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت ایوب کا جتنا مال و متاع اور اولاد اس واقعہ کے دوران سلب ہوا تھا واپس ملا جو فرزند مر گئے تھے وہ زندہ ہو گئے بلکہ جو اس امتحان سے قبل طبعی موت مرے تھے۔ وہ بھی

اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیے۔

(تفسیر برہان، المیزان، صافی، مجمع البیان، نور الثقلین،
بحار جلد ۱۲)

بیان ہوا ہے کہ اس امتحان کے دوران ایک مرتبہ حضرت ایوبؑ کی زوجہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیوں نہیں کرتے تاکہ آپ کی بیماری دور ہو جائے صحت وسلامتی عطا فرمائے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا:
آرام وآسائش مال ومتاع صحت وسلامتی کتنی مدت قدرت نے دی تھی۔ اُنؑ کی زوجہ نے کہا:

"اسّی سال۔ فرمایا! جب تک تکالیف ورنج والم کی مدت آسائش وآرام جتنی نہ ہو جائے مجھے شرم آتی ہے کہ رحمٰن ورحیم سے سوال کروں"!
ابھی تک امتحان میں مبتلا ہوئے۔ مصیبت میں گرفتار ہوئے، آرام کی مدت جتنی نہیں ہوئی۔

(تفسیر کشاف)

اگر دشمنوں کی زبان درازی۔ طعن وتشنیع نہ ہوتی تو ہرگز اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرتے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ایوب سات سال بغیر کسی گناہ میں تکلیف میں مبتلا رہے۔

(تفسیر صافی، برہان، المیزان، خصال ص ۳۹۹،
بحار جلد نمبر ۱۲)

امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت ایوب علیہ السلام کی گرفتاری کے بارے میں فرمایا وہ بغیر کسی گناہ کے رنج والم میں مبتلا ہوئے۔ پیامبر ہرگز گناہ نہیں کرتے۔ پیغمبر پاک و پاکیزہ اور معصوم ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے، اُن سے کوئی لغزش سرزد نہیں ہوتی۔ صغیرہ کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوتا۔

(تفسیر المیزان، خصال ص ۳۹۹، بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۳۴۸)

حضرت ایوبؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں اس قدر بیماری آئی کہ لوگوں نے اُن سے دوری اختیار کی اُن کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ صورت متغیر ہوگئی تھی۔ لوگوں نے انہیں اپنی آبادی سے نکال دیا۔ اس کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے وہ اس شہرت کی نفی کرتے ہیں۔

جس قدر بھی بیماری یا مصیبت آئی ہرگز حضرت ایوب سے بدبو نہ آئی تھی اُن کا چہرہ متغیر نہیں ہوا۔ اُن کے بدن میں ایک قطرہ پیپ نہیں پڑتی۔ بدن میں کیڑے نہیں پڑے کسی نے دُوری اختیار نہیں کی۔ خداوند مہربان اپنے پیمبروں اور اولیائے کرام کو ہمیشہ (ایسی تکالیف سے محفوظ رکھتا ہے)

(تفسیر صافی، المیزان، خصال ص ۳۹۹، بحار جلد ۱۲ ص ۳۴۸)

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ :

"حضرت ایوبؑ کی بیماری بہت سخت اور تحمل کے قابل نہ تھی مگر جذام یا ایسی مرض جو لوگوں کے لیے باعث نفرت ہو، نہ تھی ہرگز ایسی مرض میں پیغمبر اکرام مبتلا نہیں ہوتے جو لوگوں کے لیے نفرت کا موجب بنے۔

(تنزیہ الانبیاء ص ۶۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن ہر بلا میں مبتلا ہو سکتا ہے مگر ہرگز

اس مرض کا عقل پر غلبہ نہیں ہوگا۔ آپ لوگ غور نہیں کرتے حضرت ایوب علیہ السلام مال؛ متاع اور اولاد کی آزمائش میں مبتلا ہوئے مگر ہرگز شیطان کو اُن کے عقل پر غلبہ حاصل نہیں ہوا۔

(تفسیر صافی، برہان)

حضرت ایوب علیہ السلام کی داستان مقدراتِ الہٰی کے مقابلہ میں صبر و شکیبائی اور تسلیم کا درس دیتی ہے۔ سخت حوادث کے سامنے اُن کا کردار قابل عمل ہے۔ اُن کی اولاد کا زندہ ہونا، گزشتہ اقوام میں نمونہ رجعت ہے اور آئندہ آخری زمانہ میں (رجعت) کے واقع ہونے پر دلیل ہے۔

۹۔ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝

(اے رسولؐ اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے اُن کے پاس (دو پیغمبر یونس وخا) بھیجے تو اُن دونوں کو (انطاکیہ) کے لوگوں نے جھٹلایا تب ہم نے ایک تیسرے (پیغمبر شمعون) سے (اُن دونوں کو) مدد دی تو اُن تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا کے) بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

(سورہ یٰس آیت ۱۴)

اس آیت کریمہ میں اُن پیغمبروں کے بارے میں تذکرہ ہے جنہیں حضرت عیسیٰؑ نے (انطاکیہ) شہر ترکی کے جنوب میں بھیجا تھا۔

وہ پیغمبر وہاں پہنچے بُت کدہ کے قریب پہنچے لوگوں کو خطاب کیا بُت پرستی اور بتوں کی مذمت کی اور خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کی دعوت دی۔ انطاکیہ کے لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور نازیبا الفاظ کہے۔

اسی دوران ایک اور پیغمبر آیا صفوں کو چیرتا ہوا، اُن لوگوں تک پہنچا تینوں پیغمبروں نے لوگوں کو تبلیغ شروع کی۔ دعوت حق دینے لگے۔

ایک مفصل حدیث میں وارد ہوا ہے کہ انطاکیہ کے بادشاہ نے اُن دونوں کو زندان میں ڈال دیا کہ تیسرا پیغمبر آیا اور کہا: میں نے کئی سال صحرا میں عبادت کی ہے اب آیا ہوں کہ بادشاہ کا دین اختیار کروں۔ بہت بڑی عزت کی اور اُسے بادشاہ کے معبد میں لے گئے۔ کچھ مدت اپنے آپ کو بادشاہ کے پیروکاروں سے ظاہر کرتا رہا تاکہ بادشاہ اس پر اعتماد کرے۔ ایک دن پوچھا: وہ دو آدمی کیا کہتے ہیں جن کو زندان میں ڈال دیا ہے۔ بادشاہ نے کہا: وہ باطل دین لے کر آئے تھے اور مجھے اس کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اُس نے کہا: بہتر یہ ہے کہ اُن کے ساتھ گفتگو کریں۔ اگر اُن کی دعوت حق ہے تو ہم اُسے قبول کر لیں اور اگر صحیح نہ ہو تو وہ ہمارا مذہب قبول کریں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن کو لے لو۔ پس انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کو اس خدا کی طرف دعوت دی ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس نے کہا کیا تمہارا خدا اندھے کو شفا دیتا ہے؟

انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پس ایک نابینا لائے انہوں نے دعا کی خداوند کریم نے شفا دی۔ ایک اندھے کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے بینائی عطا کی۔ اور کہا: بادشاہ ایک تو اُن کی بات درست ہے ایک زمین گیر کو لایا گیا اور انہوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے اُسے بھی

شفا دی، اور کہا: یہ تمام کام کے برابر ہوا۔

اس وقت اس نے کہا: اے بادشاہ اگر یہ دونوں ایک کام اور انجام دے دیں تو میں اُن علیہ السلام کا دین قبول کروں گا۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ کا صرف بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔ اگر اُن کا خدا اس کو زندہ کر دے تو میں اُن دونوں کا دین قبول کروں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر یہ کام انجام دے دیں تو میں بھی اُن کا دین قبول کروں گا۔

وہ دونوں پیمبر سجدے میں گر پڑے خدائے بزرگ کی بارگاہ میں راز و نیاز کی باتیں کیں بہت طولانی سجدہ کے بعد سر اٹھایا اور بادشاہ کو کہا: کسی کو قبرستان میں اپنے بیٹے کی آرامگاہ کی طرف بھیجو، انشاء اللہ تیرا بیٹا قبر سے نکل آیا ہے۔

لوگ قبرستان کی طرف دوڑے اور دیکھا کہ بادشاہ کا بیٹا قبر سے نکلا ہے اور سر و چہرہ سے خاک جھاڑ رہا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔

بیٹا کیسے ہو؟ عرض کیا!

ابا جان میں مُردہ تھا۔ چند لحظہ پہلے دو آدمیوں نے پروردگار کی بارگاہ میں سر سجدہ میں رکھا اور اُس کی بارگاہ میں درخواست کی کہ مجھے زندہ کرے خداوند کریم نے اُن کی دعا کو قبول کیا۔ بادشاہ نے کہا؛

اگر انہیں تو دیکھ لے تو پہچان لے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام لوگ صحرا کو جائیں اور وہ دونوں آدمی اُن میں مخلوط ہو جائیں۔ ایک ایک آدمی بادشاہ کے بیٹے کے سامنے گزرتا گیا اور وہ کہتا تھا: نہ، نہ یہاں تک کہ ایک اُن میں سے گزرا، اُس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک یہ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا گزرا۔ اس نے کہا یہ دوسرا آدمی ہے۔

چونکہ یہ واقعہ تمام لوگوں کے سامنے رونما ہوا، تمام نے یقین کیا تیسرے پیغمبر نے کہا۔

کہ میں ان دونوں کے پروردگار پر ایمان لایا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: میں بھی ایمان لایا ہوں ملک کے تمام افراد نے اُن کے دین کو قبول کیا اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے لگے۔

یہ آیت کریمہ اس اعتبار سے رجعت کے ساتھ مربوط ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت کے مطابق اُنھوں نے بادشاہ کا بیٹا زندہ کیا۔ اُن لوگوں کے لیے یہ نمونہ (رجعت) تھا، اور قائم آل محمد کے خروج کے وقت لوٹ کر اس جہان میں آنے والوں کی رجعت) پر دلیل ہے۔

(تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، المیزان، کشاف۔ مجمع البیان۔)

۱۰۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○

اور (اے رسولؐ) جب مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ گھبراتے ہیں۔

(سورہ زخرف آیت ۵۷)

ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ ایک گروہ نے رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا:

اے محمدؐ! عیسیٰ ابن مریم لوگوں کے لیے مُردوں کو زندہ کرتا تھا، آپ بھی ہمارے لیے مُردوں کو زندہ کریں۔ فرمایا: کسی کو زندہ کروں؟ انھوں نے عرض کیا فلاں شخص کو کہ ابھی دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ حضورؐ نے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو بلایا اور کان میں بات کی جو ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

"اُن لوگوں کے ہمراہ اُس شخص کی قبر پر جاؤ، اور اُس کو اس کے نام کے ساتھ پکارو۔ اس کے باپ کا نام بھی پکارو۔

امیر المومنینؑ اُن لوگوں کے ہمراہ اس شخص کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اور اسے آواز دی:

وہ شخص قبر سے نکلا اس گروہ نے اس شخص سے کئی سوال کیے۔ بعد میں وہ شخص اپنی آرامگاہ (قبر) کی طرف چلا گیا لوگ واپس لوٹ آئے اور آپس میں باتیں یہ کر رہے تھے:

یہ بھی عبدالمطلب کے بیٹوں سے تعجب خیز بات دیکھی ہے پس خداوند کریم نے اس آیت مبارکہ کو نازل کیا۔

(تفسیر برہان، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۱۷)

اسی طرح کی ایک روایت حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے۔

(الیقاظ ص ۱۹۰)

بہت سی احادیث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ حضرت علیؑ کو تشبیہ دی گئی ہے اور اصحاب کے ایک گروہ کو یہ ضرور ناگوار گزرتا ہے۔

بعض نے یہاں تک کہہ دیا، اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے حضرت علیؑ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں کہ ہم پر فضیلت دیں تو ہمارا پہلا دین (بُت پرستی) بہتر ہے[1]

[1] تفسیر صافی، مجمع البیان، برہان، نور الثقلین۔

پہلی آیت میں گزشتہ اُمتوں کی رجعت کا نمونہ تھا اور اس آخری آیت میں اس اُمت کی رجعت کا نمونہ تھا جو رسولِ اکرمؐ کے زمانے میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں رُونما ہوا اگر مزید نمونے پیش کریں تو کتاب ضخیم ہوجائے گی فقط ایک نمونہ سند کے لیے بیان کیا ہے۔

مرحوم شیخ حرعاملی نے اپنی کتاب الایقاظ من الہجعہ میں اس امت اسلامی کے آئمہ معصومین کے زمانے میں ستر مورد رجعت کے بیان کیے ہیں۔ علاقہ مند حضرات وہاں مراجعہ فرمائیں۔

(الایقاظ ص ۱۸۸ تا ۲۲۱)

رجعت

امتِ اسلامی میں

اس سے پہلے حصے کے آخر میں تحریر کیا ہے کہ امت اسلامی میں ائمہ معصومینؑ کے زمانے میں ستر مورد پر رجعت کا اتفاق ہوا ہے جسے محدث بزرگوار شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے الایقاظ میں نقل کیا ہے۔

(ایقاظ ص ۱۸۸ تا ۲۳۱)

فضل ابن شاذان امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ہجری ۲۶۰ قمری میں انتقال فرمایا انہوں نے حریم تشیع کے دفاع میں ایک سو اسی ۱۸۰ کتابیں لکھی ہیں[۱]۔

ان میں سے ایک کتاب بنام (ایضاح) ہے جو بیروت میں چھپی ہے۔ اس میں ایک فصل رجعت کے عنوان سے خصوصاً لکھی ہے انہوں نے اس میں اہل سنت کی روایات کے مطابق اس امت اسلامی میں دس مورد رجعت کے موارد سے نقل کیے ہیں۔

(الایضاح ص ۱۸۹ تا ۱۹۶)

---

[۱] فہرست شیخ طوسی ص ۱۵۰، رجال شیخ طوسی ص ۴۲۰ - رجال نجاشی ص ۲۳۵)

بہت سی تعداد میں شیعہ و اہل سنت کی کتب احادیث میں روایات درج ہیں کہ جو کچھ گزشتہ امتوں میں واقعات رونما ہوئے ہیں اس امت میں بھی رونما ہوں گے۔

اس سے پہلے فصل میں گزشتہ امتوں کے لیے رجعت کے دس موارد تحریر کیے ہیں۔ اسی طرح اس امت میں بھی ہونا چاہیئے، چونکہ صریح روایات موجود ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کچھ سالقہ امتوں میں واقعات ہوئے ہیں۔ اس امت میں بھی ہو بہو اسی طرح رونما ہوں گے۔

(ایقاظ ص ۴۱، ۹۹، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۹، ۱۲۹، ۲۰۰)

رسول اکرم کی تعبیر اس حدیث میں (حذو النّعل بالنّعل) کا مطلب یہ ہے کہ دو طاق ہوں تو ایک جفت (جوڑا) جوتے کا ہوتا ہے، یعنی جو کچھ سالقہ اُمتوں میں ہوا ہے اس امت میں بھی ہو بہو ہو گا۔ ہر حدیث میں یہی تعبیر بیان ہوئی ہے (حذو النّعل بالنّعل) اور اس کا تکرار ہوا ہے ہم نے اس کا ترجمہ ہو بہو کیا ہے یعنی ایک بال کے برابر بھی فرق نہ ہوگا۔

مرحوم شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے (رجعت) کے بارے میں کتاب لکھی ہے اور اس کا نام (حذو النّعل بالنّعل) رکھا ہے۔ جو کہ احادیث شریفہ کا اقتباس ہے۔

(فہرست شیخ طوسی ص ۱۸۹)

رسول اکرم سے سند ہے صحیح کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے فرمایا: جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے بغیر کمی و زیادتی کے تمہارے درمیان واقع ہو گا، ہو بہو میری اُمت میں واقع ہو گا۔

(تفسیر مجمع البیان، صافی جلد ۳ ص ۷۶، ایقاظ ص ۱۰۷، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۲۷)

ابن عباس نے حضرت رسول اکرم سے نقل کیا ہے کہ فرمایا! جو کچھ بنی اسرائیل میں

واقع ہوا ہے بغیر کمی بیشی میری اُمت میں مو بہ مو واقع ہوگا۔

(الایقاظ ص، ۱۱ بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۸، کفایۃ الاثر ص ۱۵)

محدث بزرگوار شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب (الایقاظ) میں اسی مضمون کی چھبیس روایات نقل کی ہیں آخر میں فرماتے ہیں۔

"اس موضوع پر بہت سی روایات ہیں جن کو کتاب میں گنجائش کو مدنظر رکھتے ہوئے نقل نہیں کیا۔ اس بارے میں شیعہ و اہلِ سُنت کی روایات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

(الایقاظ ص ۹۸ تا ۱۱۱)

اہل سنت سے حمیدی الجمع بین الصحیحین میں اور علامہ زمخشری نے کشاف میں نقل کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح ص ۴۵۸)

مذکورہ بالا مطالب سے نتیجہ حاصل کریں۔

۱۔ سابقہ اُمتوں میں (رجعت) واقع ہوئی ہے۔

۲۔ جو کچھ سابقہ اُمتوں میں واقع ہوا ہے اس امت میں بھی واقع ہو۔

۳۔ قرآن کریم سے اُمتِ اسلامی میں رجعت کے واقع ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ ستر آیات مبارکہ بطور نمونہ بیان کیں ہیں۔

۴۔ چند مقام پر اُمتِ اسلامی میں رجعت واقع ہوئی ہے۔ اور قیام امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد ہزاروں مورد ہوں گے۔

اس بیان کے مطابق جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور قرآن لانے والے پر ایمان رکھتا ہے اُس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ رجعت پر یقین رکھے۔

امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا

طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيقَتِنَا
أَهْلِ الْبَيْتِ مُسَاوِقٌ لِإِنْكَارِنَا

ترجمہ: معارف کی جستجو ہمارے راہ (اہل بیت رسولؐ) کے سوا
ایسا ہی ہے جس طرح ہمارا انکار کرنا!

(دین و فطرت جلد ۱)

رَجعت
روایات کی نظر سے!

قرآن کریم کے اعتبار سے رجعت میں ستر (۷۰) آیات مبارکہ تحریر کی ہیں جن کی تاویل یا تفسیر رجعت کے بارے میں بیان ہوئی ہے۔

ہر آیت شریفہ کے ذیل میں ائمہ معصومین کی روایات بھی درج کی ہیں۔ جو احادیث آیات مبارکہ کے ذیل میں نقل ہوئی ہیں۔ (رجعت) اخبارات کے اعتبار سے ثابت کرنے کے لیے وہی کافی ہیں اس کے علاوہ ایک فصل خصوصاً بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن تبرکاً اس حصہ کو اس موضوع کے ساتھ مختص کیا ہے اگر اس عنوان پر احادیث تحریر کریں تو چند جلدیں بنیں گی۔

مرحوم شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے تقریباً چھ سو سے زیادہ احادیث اس سے مربوط کتاب (الایقاظ) میں درج کی ہیں۔

ایک حدیث سند کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ اس موضوع کو مختص کیا ہے۔

وہ ایک حدیث بطور نمونہ تبرکاً امیر المومنینؑ سے مفصل نقل کر رہے ہیں۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

خداوند تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے اور رسولِ اکرمؐ سے پیمان لیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور اُن کے لیے تلوار چلائی اور اُنؐ کے دشمنوں کو قتل کیا جو میرے ذمہ تھا میں نے اُسے انجام دیا لیکن ابھی تک کسی پیامبرؑ نے میری مدد نہیں کی، اس لیے کہ جب میں دنیا پہ آیا وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن بہت جلدی وقت آئے گا کہ وہ میری مدد کریں گے۔

تمام روئے زمین پر میری حکومت ہو گی خداوند کریم تمام انبیاءؑ اکرام کو حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاءؐ تک زندہ کرے گا اور تمام میری خاطر تلوار چلائیں گے جن و انس سے تمام ظالموں اور ستمکاروں کو خواہ زندہ ہوں یا مُردہ قتل کریں گے۔

کس قدر جائے تعجب ہے؟ اور کیوں نہ تعجب کروں خداوند قادر مطلق مُردوں کو زندہ کرے گا جب اٹھیں گے لَبَّيْكَ يَا دَاعِيَ اللّٰه۔ کی آواز دیں گے تلواریں حائل کیے ہوئے، کوفہ کی گلی کوچوں میں بکھر جائیں گے۔ کافروں، سرکشوں اور اُن کے پیروکاروں کی گردنیں اڑائیں گے۔ تا کہ خدا کا وعدہ عملی طور پر پورا ہو جائے۔

خداتعالیٰ نے فرمایا:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اور اچھے اچھے کام کیے۔ روئے زمین پر تمہیں خلیفہ بنائے گا جیسے پہلے (لوگوں) کو خلیفہ بنایا اُن کے پسندیدہ دین کو متمکن کرے گا۔ اور یقیناً اُن کے خوف کو امن و سلامتی میں تبدیل کرے گا۔ تنہا میری عبادت کرتے ہیں۔ میرے شریک قرار نہیں دیتے [1]

[1] سورہ نور آیت ۵۵۔

میرے لیے رجعت کے بعد رجعت اور بازگشت کے بعد بازگشت ہے۔ میرے لیے کئی رجعتیں ہیں۔ کئی انتقام اور کئی حملے رکھتا ہوں، میں بہت سی حکمرانیاں رکھتا ہوں، میں آہنی قلعہ ہوں، میں رسولؐ اکرم کا بھائی اور اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ میں خورشید کی ٹکیہ میں ظاہر ہونے والا ہوں، میں دابۃ الارض ہوں، میں قسیم النار ہوں، میں خازنِ بہشت ہوں۔ صاحب اعراف ہوں۔ میں صاحب عصا ہوں۔ میں صاحب رقیم ہوں۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۶ تا ۴۹، الزام الناصب جلد ۲)

دَابّۃُ الارض کے متعلق آیت ۸۲ کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔
صاحب عصا، اور صاحب رقیم کی تفصیل آیت ۵۶ کے ذیل میں درج ہے۔

مرحوم شیخ حُرّ عاملی علیہ الرحمہ نے کتاب (ایقاظ) کے مختلف ابواب میں ایک سو سے زیادہ روایات نقل کی ہیں اور دسویں باب کو رجعت کے عنوان سے مخصوص کیا ہے اور اس میں (۱۷۸) احادیث اہل بیتؑ عصمت و طہارت سے نقل کی ہیں۔

(ایقاظ ص ۳۰۰ تا ۳۹۱)

رجعت

کے بارے میں احادیث کا متواتر ہونا

باانصاف آدمی تحقیق کرنے والا اہل بیتؑ عصمت وطہارت سے نقل شدہ (رجعت) کے بارے میں روایات کو جب مورد تحقیق قرار دے تو بلاشک روایات کا، اسی موضوع پر متواتر ہونے کا یقین کرے گا ہرگز تواتر احادیث موارد شک نہیں ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس بارے میں فرماتے ہیں! کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بااینما اہل بیتؑ کی حقانیت تسلیم کرتا ہو۔ اور پھر رجعت میں شک کرے۔ جب کہ تقریباً دو سو (۲۰۰) حدیث ائمہ معصومینؑ سے تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور تقریباً چالیس سے زیادہ بزرگ علمائے شیعہ مثل شیخ طوسی شیخ مفید، سید مرتضیٰ علم الہدیٰ، شیخ صدوق وکلینی اور باقی ان جیسے علماء نے اپنی تصانیف میں احادیث کو اکٹھا کیا ہے اور آخر میں فرماتے ہیں کہ اگر رجعت کے موضوع پر احادیث متواتر نہیں تو پھر کسی موضوع پر بھی دعویٰ تواتر درست نہیں۔

پھر فرمایا! جو بھی رجعت میں شک کرے میرے خیال کے مطابق اُسے ائمہ اہل بیت کے بارے میں شک ہے۔ چونکہ انہیں شیعوں میں، یہ تو کہنے کی جرأت نہیں کہ ہم اہل بیتؑ کو نہیں مانتے۔ لہٰذا آئین مقدس کو خراب کرنے کے لیے ضعیف ایمان رکھنے

والوں کو دھوکہ دیتے ہیں لہذا اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ ہم اہل بیت رسولؐ کو مانتے ہیں لیکن رجعت کو قبول نہیں کرتے ہیں۔[۱]

مرحوم طبرسی اپنی گراں قدر تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

رجعت کے وقت جب امام مہدی علیہ السلام کا قیام ہوگا اُن کے شیعوں اور خالص دوستوں کا گروہ جو اس جہان سے چلے گئے ہیں، واپس لوٹیں گے تاکہ امام زمانؑ کی مدد کریں اور ان کی نصرت کا صلہ پائیں گے۔ ان کی حکومت کو دیکھ کر خوش ہوں اور اُن کے دشمنوں کا گروہ بھی لوٹ کر اس جہان میں آئے گا تا کہ اُن سے انتقام لیا جائے اور اپنے کیے ہوئے کی سزا پائیں۔ نیز آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پُرعظمت حکومت دیکھ کر ذلیل وخوار ہوں۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۷، ص ۲۳۴، صافی جلد ۴ ص ۷۹)

شیخ طوسی اپنی گراں قدر تفسیر تبیان میں بہت سی آیات سے رجعت کے بارے میں استدلال فرماتے ہیں۔

پھر بعض جگہ رجعت کے بارے میں احادیث کا دعویٰ متواتر کیا ہے، مثلاً عصا وقیم کے متعلق امیر المومنینؑ سے کئی مواقع پر حد مستفیضہ تک روایات ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۲۷)

شیخ حر عاملی نے مختلف انداز میں ثابت کیا ہے کہ احادیث رجعت متواتر ہیں اور اس میں تاویل و تردید کی مجال نہیں۔

(الایقاظ ص ۳۱)

مرحوم شیخ مجتبیٰ قزوینی نے جہاں تواتر کے معنی اور تقسیم، تواتر لفظی، معنوی اور

---

[۱] بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۲۲، ۱۲۳

اجمالی کی تشریح فرمائی ہے وہاں بعد میں فرماتے ہیں رجعت کے بارے میں انصاف سے کام لیا جائے تو تواتر سے زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی تواتر اجمالی کا بھی قائل نہ ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ بات علم وعقل سے دور ہے۔

(بیان الفرقان ص ۲۷۵ جلد ۵)

نگارندہ کہتا ہے:

اگر غور کریں تو احادیث رجعت تمام ہم تک نہیں پہنچیں۔ اس لیے کہ ظالم خلفاء مخالفت کرتے تھے بعض شیعہ راویوں کو صرف رجعت کے اعتقاد کی بنا پر نشانہ بنایا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر احادیث اس موضوع سے مربوط ہم تک نہیں پہنچیں۔

مسلم نے اپنی کتاب صحیح میں نقل کیا ہے جریر سے روایات کرتا ہے کہ جابر بن یزید جعفی کو دیکھا ہے لیکن اُس سے کوئی روایت نہیں لی۔ اس لیے کہ وہ رجعت کا عقیدہ رکھتا تھا۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰)

پھر سفیان سے نقل کرتا ہے کہ لوگ جابر سے روایت لیتے تھے لیکن جب اس نے رجعت کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار کیا، اُسے حدیث کے معاملہ میں متہم کیا اور پھر اس سے روایت نہیں لی۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰)

حالانکہ جراح ابن ملیح سے نقل کرتا ہے کہ میں نے جابر سے سُنا اس نے کہا میرے پاس ستر (۷۰) ہزار حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے لی ہیں۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۰)

جب جابر ابن یزید جعفی نے ستر ہزار حدیث امام محمد باقر علیہ السلام سے جو چشمہ علم و عمل

ہیں ان میں سے لی ہیں لیکن دل میں مرض رکھنے والوں نے اس سے روایت نہیں لی فقط اس لیے کہ وہ رجعت کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس موضوع پر احادیث بہت کم منتشر ہوئی ہوں گی اور یہ بھی امکان ہے کہ طولِ تاریخ میں کئی ضائع ہو گئی ہوں گی۔ اس اعتبار سے بلا تردید کہہ سکتے ہیں کہ جتنی احادیث اس موضوع کی ضائع ہوئی ہوں وہ کئی گنا ہیں۔ جتنی ہم تک پہنچی ہیں اتنی یقیناً ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔ اگرچہ جس مقدار میں ہمارے پاس پہنچی ہیں وہ بھی حد تواتر سے بہت زیادہ ہیں۔

محدث بزرگ شیخ حر عاملی نے اپنی کتاب الایقاظ میں رجعت کے عنوان سے (۵۲۰) احادیث نقل کی ہیں، کیا وجوب نماز، حرمت شراب، یا اس قسم کے مسائل پر (رجعت) سے زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں کہ انہیں ضروریات اسلام سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور رجعت کو شمار کیا ہی نہیں۔

(الایقاظ ص ۴۳۰)

محدث جزائری سے شرح تہذیب میں نقل کیا گیا ہے کہ اس عنوان کے بارے میں (۶۲۰) احادیث میں نے دیکھی ہیں۔

(بیان الفرقان جلد ۵ ص ۲۰۰)

رجعت
کے بارے میں علمائے شیعہ کا اجماع

اس سے پہلے حصے میں بیان کیا ہے کہ روایات رجعت، حد تواتر سے زیادہ ہیں اور کئی بزرگ علمائے شیعہ نے اس بارے میں اخبار متواترہ کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اب اس چیز کا اضافہ کرتے ہیں کہ علمائے شیعہ رجعت کی صحت پر اجماع رکھتے ہیں۔ اجماع کی موجودگی میں باقی ادلہ کی احتیاج ہی نہیں۔

مرحوم طبرسی رجعت کی بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"رجعت، منقول شدہ اخبار کے ظواہر سے ثابت نہیں، تا کہ کوئی اُن میں تاویل کرے۔

بلکہ ہمارا مدرک و ماخذ شیعہ امامیہ کا اجماع ہے۔ اور اخبار و احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

(مجمع البیان جلد ۷ ص ۲۳۵)

شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ رجعت کے صحیح ہونے پر مقامِ استدلال میں فرماتے ہیں:

دلیل چہارم شیعہ امامی کا عمومی اجماع ہے۔ اور تمام شیعہ اثنا عشریہ کا رجعت کی صحت پر

اتفاق ہے، کہ علمائے شیعہ کے درمیان زمانہ دور یا نزدیک میں کوئی بھی مخالفت نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل شدہ احادیث متواترہ سے یقین پیدا کرتے ہیں کہ معصومؑ اس اجماع میں داخل ہے۔ خصوصاً حضرت صاحب الزمانؑ (عج) سے اس بارہ میں توقیع موجود ہے۔

(ایقاظ ص ۳۳)

شیخ طوسی تفسیر تبیان میں رجعت کے متعلق اعتقاد کے صحیح ہونے پر استدلال کے وقت فرماتے ہیں:

متاخرین میں سے ایک آدمی بنام (حسن ابن سلیمان ابن خالد قمی) نے رجعت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں بیان کیا ہے:

"رجعت ان مسائل میں سے ہے کہ جس پر علمائے شیعہ، بلکہ تمام شیعوں کا اجماع ہے۔ اور بزرگ علماء میں سے ایک گروہ مثل شیخ مفید، سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے دعویٰ اجماع کیا ہے۔ (ایقاظ ص ۴۳)

شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے ایک قدم آگے رکھا فرماتے ہیں ثبوت رجعت ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے اور تمام مشہور علماء، اور مولفین نے اسے ضروریات مذہب شیعہ میں سے شمار کیا ہے۔

(ایقاظ ص ۶۰)

پھر فرماتے ہیں کہ رجعت کا اعتقاد صحیح ہونے پر ایک دلیل وہ تعبیر ہے جو (سلیم بن قیس) نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ،

میں نے جو کچھ سلمان، مقداد، ابی ابن کعب اور اصحاب بدر سے رجعت

کے متعلق سُنا تھا کوفہ میں امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا انہوں نے تمام کی تصدیق فرمائی۔ اور بہت سی آیاتِ قرآن پڑھ کر سنائیں۔ اور بہت ہی خوبی کے ساتھ اُن کی تفسیر بیان فرمائی مجھ میں ایسی حالت پیدا ہوئی کہ میرا قیامت کے بارے میں یقین رجعت سے زیادہ نہ تھا۔

(سلیم بن قیس ص ۶۸)

پھر فرمایا: دوست و دشمن جانتے ہیں کہ شیعہ رجعت کے معتقد ہیں اس کے علاوہ معنیٰ ضروری کوئی نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رجعت کا یقین رکھنا۔ مذہب شیعہ کے ضروریات میں سے ہے اور یہ معنیٰ اجماع سے بھی بالاتر ہے۔

(الیقاظ ص ۶۶)

رجعت

زیارات اور ادعیہ میں

معارف مذہب شیعہ اور عقیدہ کے منابع و ماخذ میں سے ایک ماخذ ائمہ معصومینؑ سے نقل شدہ دعائیں اور زیارات ہیں۔

اعتقادات اسلامی سے ہر ایک مورد میں، ادعیہ اور زیارات، منابع و ماخذ سے ایک مطمئن کرنے والا ماخذ ہے۔ (رجعت) کے موضوع پر بھی زیارات اور دعاؤں میں بہت سے مطالب ملتے ہیں بطور نمونہ چند کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ زیارت جامعہ:

زیارات میں سے جامع ترین ایک زیارت جامعہ ہے۔ جو امام ہادی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ تمام معصوم اماموں کے لیے وہی ایک زیارت پڑھی جا سکتی ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اسے، بلیغ ترین، فصیح ترین، صحیح ترین زیارت سے تعبیر کیا ہے۔

(بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۴۴)

اس زیارت میں آیا ہے:

مُعْتَرِفٌ بِكُمْ،	آپ کا اعتراف کرتا ہوں، ایمان
مُؤْمِنٌ بِإِيَابِكُمْ	رکھتا ہوں۔ آپ کی برگشت پر
مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِكُمْ	یقین رکھتا ہوں۔ آپ کی رجعت
مُنْتَظِرٌ لِأَمْرِكُمْ	کو تصدیق کرتا ہوں۔ آپ کے
مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِكُمْ۔	امر کی انتظار کر رہا ہوں۔ آپ
	کی حکومت کے انتظار میں
	آنکھیں بچھی ہوئی ہیں۔

(البلد الامین ص ۳۰۱، الانوار اللامعہ صفحہ نمبر ۱۶۰، بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۳۱)

دوسری جگہ جملے اسی زیارت کے اس طرح ہیں۔

وَرَأْيِي لَكُمْ تَبَعٌ وَ	میری رائے آپ کے تابع ہے
نُصْرَتِي لَكُمْ	میری نصرت آپ کے لیے آمادہ
مُعَدَّةٌ، حَتَّى	ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے
يُحْيِيَ اللهُ تَعَالَى	وسیلے احیاء کرے۔ اور
دِينَهُ بِكُمْ وَيَرُدَّكُمْ	آپ کو ان دنوں میں لوٹائے عدالت
فِي أَيَّامِهِ وَيُظْهِرَكُمْ	کو جاری کرنے کے لیے آپ
لِعَدْلِهِ، وَيُمَكِّنَكُمْ	کا ظہور (جلدی) فرمائے اور
فِي أَرْضِهِ۔	آپ کو زمین کی فرمانروائی عطا فرمائے

(البلد الامین ص ۳۰۱، الانوار اللامعہ ص ۱۷۳، بحار جلد ۱۰۲ ص ۱۳۱)

ایک اور مقام پر اس طرح بیان ہوا ہے۔

وَجَعَلَنِیْ مِمَّنْ یَقْتَصُّ آثَارَکُمْ، وَیَسْلُکُ سَبِیْلَکُمْ، وَیَهْتَدِیْ بِهُدَاکُمْ، وَیُحْشَرُ فِیْ زُمْرَتِکُمْ یَکِرُّ فِیْ رَجْعَتِکُمْ، وَیُمَلَّکُ فِیْ دَوْلَتِکُمْ، وَیُشَرَّفُ فِیْ عَافِیَتِکُمْ وَیُمَکَّنُ فِیْ اَیَّامِکُمْ، وَتَقِرُّ عَیْنُهٗ غَدًا بِرُؤْیَتِکُمْ۔

خداوند کریم مجھے ان لوگوں میں شمار کرے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے مشعل ہدایت سے ہدایت حاصل ہو۔ آپ کے گروہ میں شمار ہوں۔ آپ کی قیام کے وقت دنیا میں لوٹ کر آؤں آپ کی ملکیت میں میرا نصیب ہو، آپ کی امن وسلامتی کی حکومت کے سلسلے میں فضیلت پاؤں آپ کے دور اقتدار میں طاقت پکڑیں اور آپ کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

(الانوار اللامعہ ص ۱۷۷، البلد الامین ص ۳۰۱، ایقاظ ص ۳۰۲، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۶، بحار جلد ۱۰۲)

۲۔ زیارتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم :

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : جو شخص اپنے شہر میں رہتے ہوئے۔ حضرت رسول اکرم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی زیارت پڑھنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ روزِ جمعہ غسل کرے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور صحرا میں چلا جائے اور اس طرح پڑھے۔

اِنِّی لَمِنَ الْقَآئِلِیْنَ بِفَضْلِکُمْ لَا اُنْکِرُ لِلّٰهِ قُدْرَةً وَّ لَا اَزْعَمُ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ .	میں تمہاری قدر و منزلت کا معتقد ہوں، آپ کی رجعت پر یقین رکھتا ہوں، قدرتِ خدا کا انکار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے علاوہ کوئی ارادہ نہیں کرتا۔

(بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۱۸۹، مصباح الزائر ص ۳۶، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۵۸، جمال الاسبوع ص ۲۳۲)

۳۔ زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام :

ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے متعلق ان جملوں کو روایت میں بیان کیا ہے۔

فَقَلْبِیْ لَكُمْ مُسَلِّمٌ وَ اَمْرِیْ	میرا قلب آپ کے فرمان کے سامنے تسلیم ہے۔ میرا

لَكُمْ مُتَّبِعٌ، وَنُصْرَتِي لَكُمْ مُعَدَّةٌ، حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ لِدِينِهِ، وَيَبْعَثُكُمْ، فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ، إِنِّي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِرَجْعَتِكُمْ، لَا أُنْكِرُ لِلّٰهِ قُدْرَةً وَلَا أُكَذِّبُ لَهُ مَشِيَّةً وَلَا أَزْعُمُ أَنَّ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَكُونُ.

ارادہ آپ کے ارادے کے تابع ہے۔ میری طاقت آپ کی نصرت میں آمادہ ہے یہاں تک کہ خداوند کریم حکم دے جو سب سے بڑا حاکم ہے آپ رجعت فرمائیں ہیں اس دن آپ کے ساتھ ہوں، یقیناً آپ کے ساتھ ہوں، نہ کہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ۔ میں آپ کی رجعت پر یقین رکھتا ہوں۔ ہر گز قدرتِ خدا کا انکار نہیں کروں گا، میں مشیتِ خدا کو نہیں جھٹلاؤں گا اور ہر گز یہ نہیں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا نہیں ہوگا۔

(کامل الزیارات ص ۲۱۸، بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۱۶۹، جلد ۵۳ ص ۹۸
الفاظ صفحہ نمبر ۳۲)

ابو حمزہ ثمالی نے جو مفصل ترین زیارت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ اس مضمون کے ساتھ وسیع الفاظ اور جامع ترین تعبیرات کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی روزِ سوم شعبان کی زیارت میں جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی توقیع بنام قاسم ابن علاء ہمدانی وارد ہوئی ہے۔

یوں ارشاد فرمایا:

اَلْمَمْدُوْدُ بِالنُّصْرَةِ يَوْمَ الْكَرَّةِ۔	روز رجعت اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمہاری امداد ہوگی۔

(اقبال سید ص ۶۸۹۔ مصباح شیخ طوسی ص ۷۵۸، بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۳۴۷، جلد ۵۳ ص ۹۴، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۵۷۔)

۴۔ زیارت وارث،

زیارت وارث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

وَ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ وَاَنْبِيَائَهُ وَرُسُلَهُ، اَنِّي بِكُمْ مُؤْمِنٌ وَبِاِيَابِكُمْ مُوْقِنٌ۔	میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور فرشتوں کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ آپ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور آپ کی رجعت پر یقین رکھتا ہوں۔

(مصباح کفعمی ص ۵۰۲، مصباح شیخ طوسی ص ۶۶۳، بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۲۰۰، جلد ۵۳ ص ۹۴۔ البلد الامین ص ۲۹۰)

۵۔ زیارت اربعین :

امام جعفر صادق علیہ السلام سے صفوان نے زیارت اربعین کے جملے یوں روایت

کیے ہیں۔

وَاَشْهَدُ اَنِّیْ بِکُمْ مُؤْمِنٌ وَبِاِیَابِکُمْ مُوْقِنٌ ۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ کی رجعت پر یقین رکھتا ہوں۔

(تہذیب جلد ۶ ص ۱۱۳، مصباح شیخ طوسی ص ۷۳۲، مصباح کفعمی ص ۴۹۰ مصباح الزائر ص ۱۵۴، مزار شہید ص ۸۵۔ مزار کبیر ص ۱۷۲، اقبال ص 591 البلد الامین ص ۲۷۴، الیقاظ ص ۲۱۷، بحار الانوار جلد ۱۰۱ ص ۳۳۴۔

۶۔ زیارت حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام:

قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کی زیارت میں امام جعفر صادقؑ سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

اِنِّیْ بِکُمْ وَ بِاِیَابِکُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَبِمَنْ خَالَفَکُمْ وَقَتَلَکُمْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۔	میں آپ کی رجعت پر یقین رکھتا ہوں اور جنہوں نے آپ سے مخالفت کی اور جنگ کی وہ کافروں سے ہوں گے۔

(کامل الزیارہ ص ۲۵۷، مصباح شیخ طوسی ص ۶۶۸، بحار الانوار جلد ۱ ص ۲۷۷، ۲۸۱)

۷۔ زیارت حضرت بقیۃ اللہ اور احضافداہ:

شیعیان اہل بیتؑ کے لیے مقدس اماکن میں سے ایک سرداب سامرہ ہے۔ یہ اس لیے مقدس ہے کہ حضرت امام ہادی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے

یہاں زندگی بسر کی ہے۔ کئی سال دونوں امام نے اس گھر میں زندگی بسر کی عبادت کی۔ قرآن پاک کی تلاوت کی، احادیث بیان فرمائیں۔

بارہویں امام کا مقام ولادت ہے۔ انہوںؑ نے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں یہاں آمدورفت کی۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے کئی اصحاب نے یہاں بارہویں امامؑ کی زیارت کی ان کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی سرداب کی زیارت وارد ہوئی ہیں۔ ان میں رجعت کے بارے میں کئی رموز و اسرار پُر ارزش موجود ہیں چند بطور نمونہ ذکر کرتے ہیں۔

پندرہ شعبان کی رات کی زیارت امامؑ ولی عصر (عج) میں اس طرح جملے موجود ہیں۔

فَاِنْ اَدْرَكَنِيَ الْمَوْتُ قَبْلَ ظُهُوْرِكَ	اگر آپ کے ظہور سے پہلے موت مجھے لے لے۔
فَاِنِّيْ اَتَوَسَّلُ بِكَ وَ بِآبَائِكَ الطَّاهِرِيْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى،	تو میں آپ اور آپ کے آباء طاہرین کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (التجا کروں گا)
وَ اَسْئَلُهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ،	اور میں سوال کرتا ہوں کہ اے اللہ محمد و آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔
وَ اَنْ يَّجْعَلَ لِيْ كَرَّةً فِيْ ظُهُوْرِكَ وَرَجْعَةً فِيْ اَيَّامِكَ لِاَبْلُغَ	اور آپ کے ظہور کے وقت مجھے اس جہان میں لوٹائے آپ کی حکومت حقہ کے ایام میں میرے لیے برگشت قرار دے۔ تاکہ

مِنْ طَاعَتِكَ مُرَادِیْ	آپ کی اطاعت میں اپنی مُراد
وَاَشْفِیَ مِنْ اَعْدَائِكَ	پاسکوں اور اپنے دل کو آپ
فُؤَادِیْ۔	کے دشمنوں سے ٹھنڈا کروں۔

(کلمۃ الامام المہدیؑ ص ۴۰۵، ۹۶۰، الزام الناصب جلد۲ ص ۲۵۸۔ مصباح کفعمی ص ۹۷م۔ البلد الامین ص ۲۸۲، بحارالانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۱۸، جلد ۵۳ ص ۵۳ ص ۹۵، الیقاظ ص ۲۹۶)

مخصوص زیارت سرداب میں یوں بیان ہوا ہے۔

وَاِنْ حَالَ بَيْنِیْ	اے پروردگار تو نے موت کو
وَبَيْنَ لِقَائِهِ الْمَوْتُ	اپنی مخلوق کے لیے مقرر کیا ہے
الَّذِیْ جَعَلْتَهُ عَلٰى	اور مخلوقات کی ناک موت کے
عِبَادِكَ حَتْمًا، وَ	ذریعے رگڑدی، میرے اور اس
اَقْدَرْتَ بِهٖ عَلٰى	(امام ھدیٰ) کے درمیان فاصلہ
خَلِيْقَتِكَ رَغْمًا،	ہوجائے، تو مجھے اس کے ظہور
فَابْعَثْنِیْ عِنْدَ	کے ایام میں قبر سے مبعوث فرما
خُرُوْجِهٖ ظَاهِرًا	کہ کفن لپٹا ہوا ہو۔ اور مجھے قبر سے
مِنْ حُفْرَتِیْ مُؤْتَزِرًا	ظاہر فرما تاکہ (امام زمانہ) کے
كَفَنِیْ، حَتّٰى اُجَاهِدَ بَيْنَ	سامنے تلوار چلاؤں اور اس
يَدَيْهِ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ اَثْنَيْتَ	صف میں شمار کیا جاؤں جس کی شان
عَلٰى اَهْلِهٖ فِیْ كِتَابِكَ فَقُلْتَ	میں تو نے خود اپنی کتاب میں تعریف
كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔	کی ہے۔ گویا وہ آہنی دیوار ہیں۔

ایک اور دوسری زیارت مخصوص سرداب ہے اس میں یوں تحریر کیا گیا ہے۔

وَ احْضُرْنِیْ مَعَهٗ	یا اللہ! رکن ومقام کے درمیان
لِبَیْعَتِہٖ وَ تَاکِیْدِ	مسجد الحرام میں اس (امام مہدیؑ) کی
عَقْدِہٖ ، بَیْنَ الرُّکْنِ	پُرشکوہ مجلس بیعت میں حاضر فرما
وَ الْمَقَامِ عِنْدَ	اور مجھے توفیق عطا فرما کہ اسؑ کی
بَیْتِكَ الْحَرَامِ ، وَ	اطاعت کروں، اور اسؑ کے
وَفِّقْنِیْ یَا رَبِّ	خدمت گاروں میں قرار دے،
لِلْقِیَامِ بِطَاعَتِہٖ	اور اسؑ کی حکومت حقہ کے ایام
وَالْمَثْوٰی فِیْ خِدْمَتِہٖ،	میں اقامت عنایت فرما، اور
وَالْمَكْثِ فِیْ دَوْلَتِہٖ،	اسؑ کی نافرمانی سے محفوظ فرما،
وَاجْتِنَابِ مَعْصِیَتِہٖ،	بارالٰہا اگر اسؑ کے ظہور سے پہلے
فَاِنْ تَوَفَّیْتَنِیْ اللّٰهُمَّ	مجھے ان لوگوں میں شمار فرما جو
قَبْلَ ذٰلِكَ فَاجْعَلْنِیْ	(امامؑ زمانہ عج) کی حکومت میں لوٹ
یَا رَبِّ فِیْمَنْ یَكِرُّ	آئیں گے۔ اسؑ کی حکومت
فِیْ رَجْعَتِہٖ وَیَمْلِكُ	میں (دینی) ذمہ داری سونپی جائے
فِیْ دَوْلَتِہٖ ، وَیَتَمَكَّنُ	اُن دنوں طاقت حاصل ہو، اور
فِیْ اَیَّامِہٖ ، وَیَسْتَظِلُّ	اسؑ کے پرچم کا سایہ نصیب ہو،
تَحْتَ اَعْلَامِہٖ وَ	اور اسؑ کے گروہ میں محشور فرما،
یُحْشَرُ فِیْ زُمْرَتِہٖ،	اور آنکھوں کو اسؑ کے دیدار سے
وَتَقَرُّ عَیْنُہٗ بِرُؤْیَتِہٖ،	روشن فرما اپنے کرم واحسان

بِفَضْلِكَ وَ اِحْسَانِكَ وَ كَرَمِكَ وَ اِمْتِنَانِكَ، اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ، وَالْمَنِّ الْقَدِيْمِ وَ الْاِحْسَانِ الْكَرِيْمِ.	امتنان کے صدقے دعا قبول فرما) بے شک تو سب سے بڑا صاحب فضل ہے مدت مدید سے احسان کرنے والا ہے اور بے پایاں احسان کرنا فقط تیری ذات سے مخصوص ہے۔ اے پروردگار ہم بھی تیری بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اس مضمون میں شامل فرما اور وہ روز بابرکت ہمیں نصیب فرما۔ اور ہمیں امام زمانہ (عج) کے بہترین مددگاروں میں شمار فرما۔

(مصباح الزائر ص ۲۲۰، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۸، البقا ص ۲۹۶، بحارالانوار جلد ۱۰۲ ص ۸۸، جلد ۵۳ ص ۹۵)

سرداب مقدس کی ایک اور زیارت کے جملے کچھ اس طرح ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا وَجْهَ وَلِيِّكَ الْمَيْمُوْنِ فِيْ حَيَاتِنَا وَ بَعْدَ الْمَنُوْنِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدِيْنُ لَكَ	بارالہا! اپنے ولی اور اپنی حجت کے تابناک چہرے کی اس جہان اور اس جہان زیارت نصیب فرما۔ خداوندا میں اس

بِالرَّجْعَةِ بَيْنَ يَدَيْ صَاحِبِ	صاحب البقعہ (امام زمانہ عج)
هٰذِهِ الْبُقْعَةِ .	کی رجعت پر ایمان رکھتا ہوں۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۹۵، ایقاظ ص ۲۹۷)

۸۔ زیارت آل یاسین:

زیارت آل یاسین ایک مجرب شدہ (بقیۃ اللہ روحی لہ الفدا) کی زیارت ہے۔ ارتباط معنوی و برائے کسب سعادت دیدار بہت مؤثر ہے۔ اس زیارت کا متن (محمد حمیدی) کے جواب نامے میں زیارت ناحیہ سے صادر ہوا ہے۔ امام زمان (عج) کو ہر حال میں ان جملات کے ذریعہ زیارت کر سکتے ہیں۔

اس زیارت میں یوں ارشاد موجود ہے۔

وَ اَنَّ رَجْعَتَكُمْ حَقٌّ	میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی
لَا رَيْبَ فِيهَا، يَوْمَ لَا	رجعت حق ہے۔ اور اس میں
يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا،	شک نہیں کہ اس دن ایمان لانا
لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ	کسی کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر
قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ	پہلے ایمان نہ لایا ہو یا صاحب ایمان
اِيْمَانِهَا خَيْرًا .	ہونے کی صورت میں کوئی بھلائی نہ کی ہو۔

(احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۴۹۳، کلمۃ الامام المهدی ص ۴۴۶، بحار الانوار جلد ۱۰۲ صفحہ نمبر ۸۲، ۹۳)

۹۔ زیارتِ رجبیہ۔

ماہ رجب کی مخصوص زیارت جو امام زمان علیہ السلام کے وکیل و سفیر حسین ابن روح نوبختی کے توسط سے وارد ہوئی ہے۔ تمام مشاہد مشرفہ میں یہ زیارت پڑھی جا سکتی ہے۔ اس میں یوں درج ہے۔

حَتَّى الْعَوْدَ اِلٰى حَضْرَتِكُمْ وَ الْفَوْزَ فِيْ كَرَّتِكُمْ ۔	آپ کی رجعت کے زمانہ میں برگشت نصیب ہو اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت حاصل کروں۔

(مصباح الشیخ طوسی ص ۵۶۷، الایقاظ ص ۳۰۲، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۹۴)

۱۰۔ زیارت وداع:

امام حسین علیہ السلام کی زیارات میں سے ایک زیارت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح روایت ہے۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، تَنْتَصِرُ بِهٖ لِدِيْنِكَ، وَتَقْتُلُ بِهٖ عَدُوَّكَ ، وَ تُبِيْرُ بِهٖ مَنْ نَصَبَ حَرْبًا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ ، فَاِنَّكَ	اے اللہ اس کو پسندیدہ مقام سے اٹھا تاکہ اس کے وسیلہ سے تیرے دین کی نصرت ہو۔ اور اس کے وسیلے سے تیرے دشمن مارے جائیں گے۔ اور جس کسی نے آل محمدؐ سے دشمنی کی ہے اسؑ کے وسیلے

وَعَدْتَهُ ذٰلِكَ وَ	ان کی جڑیں اکھیڑی جائیں، تو نے
اَنْتَ تُخْلِفُ	اُن کے ساتھ ایسا وعدہ کیا
الْمِيْعَادَ ۔	ہے اور بے شک تو ہرگز
	وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

(کامل الزیارہ ص ۲۵۳، الایقاظ ص ۳۰۷، بحار جلد ۱۰۱ ص ۲۹۲)

یہ دس نمونے ماثورہ زیارتوں سے نقل کیے ہیں۔ فقط وہ مقامات جہاں (رجعت) کا ذکر تھا اگر تمام مقامات رجعت، دعاؤں و زیارات سے نقل کریں تو طول ہو جائے گا اس لیے اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ایک نمونہ اور ذکر اس حصّے کو ختم کرتے ہیں۔

دعائے عہد:

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک دعا بنام (دعائے عہد) تعلیم کی گئی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جو شخص امام زمان (عج) کی غیبت میں چالیس دن پڑھے گا وہ بقیۃ اللہ روحی لہ الفدا کے انصاروں میں سے ہوگا۔ اگر ظہورِ امام علیہ السلام سے پہلے دنیا سے چلا جائے تو ظہور امام کے بعد دنیا میں لوٹایا جائے گا۔

دعا میں یوں مذکور ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ حَالَ بَيْنِيْ وَ	خدایا اگرچہ موت تمام بندوں کی
بَيْنَهُ الْمَوْتُ الَّذِيْ	حتماً ملکہ ذی ہے۔ میرے آقا
جَعَلْتَهُ عَلٰى عِبَادِكَ	(امام زمانؑ) اور میرے درمیان
حَتْمًا مَقْضِيًّا فَاَخْرِجْنِيْ	موت کے ذریعے جدائی ہو جائے

مِنْ قَبْرِیْ، مُؤْتَزِرًا	تو مجھے اپنی قدرت سے قبر سے
کَفَنِیْ ، شَاهِرًا	نکال ، اس حالت میں کہ کفن لپٹا
سَیْفِیْ مُجَرِّدًا	ہوا ہو ۔ ننگی تلوار اور نیزہ ہاتھ میں
قَنَاتِیْ، مُلَبِّیًا دَعْوَةَ	ہو ، دعوت دینے والے کی
الدَّاعِیْ ، فِی الْحَاضِرِ وَ	دعوت پر جو شہر و صحرا میں سُنی
الْبَادِیْ ۔	جائے لبیک کہوں ۔

(مصباح کفعمی ص ۵۵۱ ، مکیال المکارم جلد ۲ ص ۲۳۵ ، بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۱۱ ، جلد ۵۳ ص ۹۶)

اپنی قدرت سے قبر سے نکال ، اس حالت میں کہ کفن لپٹا ہوا ہو ۔ ننگی تلوار اور نیزہ ہاتھ میں ہو ، دعوت دینے والے کی دعوت پر جو شہر و صحرا میں سُنی جائے لبیک کہوں ۔

ہم اپنے آقا و مولا سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اپنی پوری طاقت سے اُن کی ولایت کا دفاع کریں ۔ ایک لحظہ غافل نہ ہوں ۔ ان کے سوا کسی کو اپنا پیشوا نہ بنائیں ، اُنؑ کے دوستوں سے دوستی اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی کریں اور ہم التجا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے انصاروں میں قرار دے ۔

اگر ظہور امامؑ (عج) سے پہلے فوت ہو جائیں تو قیام امامؑ زمانہ (عج) کے بعد ہمیں دنیا میں لوٹائے جب آسمان سے آواز آئے تو لبیک کہنے والوں کے ساتھ ہم اُنؑ کے ہمرکاب ہو کر تلوار چلائیں اور اُنؑ کے قدموں میں اپنی جان قربان کریں ۔ انشاء اللہ ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ مُنْتَظِرًا كَانَ كَمَنْ كَانَ فِيْ فُسْطَاطِ الْقَآئِمِ

جو کوئی تم میں سے اس امر (ظہور مہدیؑ عج) کے انتظار کی حالت میں دنیا سے جائے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جو امام قائم (عج) کے خیمہ میں ہو یعنی امام زمان (عج) کے ساتھ حالت جہاد میں ہو۔

(کمال الدین جلد ۲ ص ۶۴۴)

رجعت

میں کون سے لوگ لوٹ کر آئیں گے؟

امام زمانہ (عج) کے ظہور سے پہلے جتنے لوگ دنیا میں آئے اور چلے گئے تمام لوٹ کر نہیں آئیں گے، بلکہ چند گروہ لوٹیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا۔	جس دن ہر اُمّت سے گروہ گروہ محشور ہوں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی بارے میں فرمایا:

وَاِنَّ الرَّجْعَةَ لَیْسَتْ بِعَامَّةٍ، وَهِیَ خَاصَّةٌ لَا یَرْجِعُ اِلَّا مَنْ مَحَضَ الْاِیْمَانَ مَحْضًا اَوْ مَحَضَ الشِّرْكَ مَحْضًا۔	(رجعت تمام لوگوں کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف خاص لوگوں کے لیے ہے جو خالص مومن اور خالص مشرک ہیں صرف اُن کے لیے ہے۔)

(تفسیر برہان جلد ۲ ص ۴۰۸، الایقاظ ۳۶۰)

(مومن اور خالص جو تمام زندگی کفار و منافقین سے تکلیف و آزار برداشت کرتے

رہے۔ اس جہان میں لوٹ کر آئیں گے تاکہ عادل حکومت کے سائے میں آرام واطمینان سے زندگی بسر کریں اپنے نیک اور اچھے اعمال کی جزاء، آخرت سے پہلے اس دنیا میں دیکھیں، اور خالص مشرک لوٹ کر آئیں گے تاکہ تجاوز کاری اور ناحق لوگوں کو ستانے اور حق سے اعراض کرنے کی سزا آخرت سے پہلے اس دنیا میں پائیں۔

سلمان، ابوذر، مقداد، مالک اشتر اور ان کے ہم پلہ مومنین لوٹ کر آئیں گے۔ تاکہ حق وعدالت کے لیے جو انہوں نے آزار برداشت کیے، اس کا نظارہ کریں اور آزادی وعدالت کا لذت بخش دور دیکھیں۔

جن لوگوں نے اپنی ذاتی حکومت کی خاطر حضرت علیہ السلام کو خانہ نشین بنایا تھا اور خلافت کو اپنے لیے مختص کیا اور اسے اپنے اصلی راہ سے دور کر دیا، اور تمام جامعہ بشریت پر ظلم کیا۔

لوٹ کر آئیں گے اور اپنے پیروکاروں کے سامنے تختہ دار پر لٹکائے جائیں گے۔ اعلانیہ فیصلہ ہوگا اور کہا جائے گا بتاؤ محسنؑ کا کیا قصور تھا؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ یَحْکُمُ فِیْھِمْ	حکومت عدل کی عدالت میں سب
مُحَسِنُ ابْنُ عَلِی (ع)	سے پہلے جس کے بارے میں
وَ فِیْ قَاتِلِہٖ، ثُمَّ فِیْ	فیصلہ ہوگا وہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ
قُنْفُذَ فَیُؤْتَیَانِ	کے بیٹے محسن شہید کا ہے۔
ھُوَ وَ صَاحِبُہٗ،	حضرت محسن اور اس کے قاتل کے
فَیُضْرَبَانِ بِسَاطٍ مِّنْ	درمیان عدالت حقہ فیصلہ کرے
نَارٍ لَوْ وَقَعَ سَوْطٌ	گی۔ قنفذ اور اس کا آقا لایا

مِنْهَا عَلَى الْبِحَارِ مِنْ مَشْرِقِهَا إِلَى مَغْرِبِهَا وَلَوْ وُضِعَتْ عَلَى جِبَالِ الدُّنْيَا لَذَابَتْ حَتَّى تَصِيرَ رَمَادًا، فَيُضْرَبَانِ بِهَا۔

جائے گا دونوں کو آگ کے تازیانے لگائیں جائیں گے۔ اگر ایک تازیانہ تمام اقیانوس میں ماریں تو مشرق سے مغرب تک پورے کا پورا جوش کھانے لگے۔ اور اگر پوری دنیا کے پہاڑوں کو صرف وہ ایک تازیانہ لگ جائے تو پگھل کر پانی ہو جائیں۔ یہ دونوں خدا کے دشمن ایسے آگ کے تازیانے کھائیں گے۔

(کامل الزیارات ص ۳۳۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو شخص بدکار (رجعت) میں لوٹ کر آئیں گے۔ تختہ دار پر لٹکانے کی مفصل روایت علی ابن مہزیار نے امام زمان علیہ السلام رہ سے روایت کی ہے۔

(دلائل الامام ص ۲۹۷)

ایک اور حدیث میں ایک عورت کا نام بیان ہوا ہے جو حضرت فاطمۃ الزہرا کو بہت رنج پہنچائی تھی اور حضرت ابراہیم کی ماں (جو رسول اکرم کی زوجہ تھی) پر تہمت لگائی تھی اسے لوٹایا جائے گا۔

اور تہمت لگانے کی وجہ سے تازیانے (حد قذف) ماریں گے۔

(نور الثقلین جلد ۳ ص ۶۷۴، بحار جلد ۵۲ ص ۳۱۴، جلد ۵۳ ص ۹۰)

امام حسین علیہ السلام کی رجعت کے بارے میں جو اخبار ذکر ہوئی ہیں اُن میں تصریح موجود ہے کہ یزید اور اس کے سپاہی پھر لوٹ کر آئیں گے اور ہر ضرب کے بدلے ایک ضرب لگائی جائے گی۔

(تفسیر عیاشی۔ صافی۔ برہان۔ نور الثقلین جلد ۳ ص ۱۴۰)

اخبار و احادیث کی جستجو کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رجعت فقط خلفائے جور۔ اصحاب جمل۔ اصحاب صفین۔ نہروان کے لوگوں کے لیے ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے اہل بیتؑ عصمت وطہارت کو تکالیف دی ہیں وہ سب لوٹیں گے، اور ان سے انتقام لیا جائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

(جب ہمارا قائمؑ (عج) قیام کرے گا جن لوگوں نے مومنین کو ستایا ہے وہ سب لوٹیں گے اور مومنین اُن سے انتقام لیں گے۔)

(دلائل الامامہ ص ۲۴۷)

سورہ طور کی آیت ۴۷ کے ذیل میں آیا ہے کہ:

("وہ تمام افراد جنہوں نے آلِ محمدؐ علیہم السلام پر ستم کیے ہیں۔ وہ رجعت میں لوٹیں گے اور انتقام لیا جائے گا۔)

(تفسیر بصائر، صافی، برہان، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۱، بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۳، مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۱)

٭ بعد میں جو حصہ بیان کریں گے اس میں چند اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اہل بیت رسولؐ کے خالص شیعوں کے نام بیان کریں گے۔

جن کی احادیث میں وضاحت موجود ہے کہ امامؑ زمانہ (عج) کے ظہور کے وقت لوٹ کر اس جہان میں آئیں گے۔

کیا رجعت اختیاری ہے؟

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن افراد کی تنبیہ وانتقام کے لیے رجعت ہے، ہرگز اپنی مرضی اور ارادہ سے نہیں لوٹیں گے۔ بلکہ بہ مصداق کہ (کافر کو جہنم میں کھینچ کر لے جائیں گے۔) وہ بھی ناگزیر اپنے آپ کو لوٹائیں گے۔ اس لیے کہ رجعت اُن کے لیے ذلت ورسوائی کا سبب اور سنگین ترین انتقام ہے۔

لیکن مومنین کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے کہ اختیاری ہو گی نہ کہ اجباری، اگرچہ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ ایک مومن کو رجعت کے لیے کہا جائے تو وہ سر پھیر دے۔ ایک حدیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ اختیاری ہے۔

مفضل ابن عمر کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امامؑ ولی عصر (عج) کے بارے میں اور اُن افراد کے بارے میں جو عاشقانہ انتظار کرتے ہیں، لیکن اس سعادت سے پہلے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ گفتگو ہوئی، امامؑ نے فرمایا:

إِذَا قَامَ أُتِيَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا هٰذَا إِنَّهُ	جس وقت امامؑ زمانہ حضرت ولی عصر (عج) قیام فرمائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامورین

قَدْ ظَهَرَ صَاحِبُكَ، فَإِنْ تَشَآءْ اَنْ تَلْحَقَ بِهٖ فَالْحَقْ، وَإِنْ تَشَآءْ اَنْ تُقِيْمَ فِيْ كَرَامَةِ رَبِّكَ فَاَقِمْ	مومن اشخاص کی قبر میں درخواست کریں گے کہیں گے: اے بندہ خدا تیرے مولا کا ظہور ہو چکا ہے، اگر تو چاہتا ہے کہ ان کے ساتھ ملحق ہو تو تجھے اختیار ہے، اور اگر تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں لطف اندوز رہے تو بھی تجھے اختیار ہے (آزاد ہے)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کے لیے رجعت اختیاری ہے حضرت بقیۃ اللہ کے ظہور کے وقت خالص مومنین کو پیش نہاد ہو گی۔ لیکن ایسا کوئی مومن نہیں ہو گا جو ایسی پیش نہاد کے مقابلہ میں منفی جواب دے۔

انبیاء و مرسلین کی رجعتؑ

اسّی (۸۰) آیات مجیدہ کی تفسیر میں جو روایات بیان ہوئی ہیں اور ایک سورہ، آلِ عمران سے، ائمہ معصومینؑ سے جو روایات نقل ہوئی ہیں۔ اُن کے مطابق تمام انبیاء، رجعت میں تشریف لائیں گے۔ یہاں چند احادیث کو درج کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے ہیں (رجعت) میں لوٹیں گے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے برابر شمشیر زنی کریں گے۔[1]

۲۔ خداوند کریم تمام پیامبروں اور مومنین کو حضرت علی علیہ السلام کی مدد کے لیے جمع کرے گا۔ اس روز (لوائے حمد) رسولؐ اکرم کے پرچم کو ہاتھ میں لیں گے اور تمام مخلوق کے سردار ہوں گے۔ تمام لوگ اُن کے پرچم کے نیچے جمع ہوں اور وہ تمام مخلوق پر فرمانروائی کریں گے۔ (تفسیر برہان، عیاشی، نور الثقلین

[1] تفسیر نور الثقلین، برہان، عیاشی، الیقاظ ص ۳۶۰، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۱)

۳۔ اس دن رسول اکرم، پرچم حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیں گے، اور امیر المومنینؑ تمام مخلوق خدا پر حکمرانی کریں گے۔

(ایقاظ ص ۳۸۱، بحار جلد ۵۳)

۴۔ اس دن خداوند کریم تمام پیامبروں کو اٹھائے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک) تاکہ تمام میرے جلتی شمشیر زنی کریں۔ اور جن وانس میں سے ظالم اور ستم کاروں کی گردنیں اڑائیں گے۔

(ایقاظ ص ۲۶۵، بحار جلد ۵۳ ص ۴۶)

۵۔ یہ آیت رجعت میں عملی جامہ پہنے گی۔

(بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۸، جلد ۹۳ ص ۸۷)

رجعت قرآن کریم کی نگاہ سے، والے باب میں اس آیت کے ضمن میں بحث کی تھی۔

یہاں اس کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور اتنی مقدار سے معلوم ہو گیا ہے کہ مذکورہ روایات کے مطابق تمام انبیاء ومرسلین (رجعت) میں تشریف لائیں گے۔ اور حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے برابر تلوار چلائیں گے۔ اور یہ پچیس ۲۵ سال خاموش رہنے کا جبران ہوگا کہ حضرت علیؑ اسلام کی اساس کی حفاظت کے لیے خاموش ہو گئے اور جاہلین کی حکومت کو برداشت کیا۔

بعض پیامبروں کی (رجعت) کے متعلق خصوصی روایات موجود ہیں اُن میں سے چند بعد والی بحث میں بیان کریں گے۔

٭ ٭ ٭

رجعت

حضرت اسماعیل علیہ السلام

قرآن کریم میں جہاں عظیم الشان پیمبروں کے نام آئے ہیں اُن میں ایک حضرت (اسماعیلؑ) کا نام آیا ہے۔ ایک حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا تھا اور دوسرا (صادق الوَعْد) لقب کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ سورہ مریم میں انہیں اس لقب سے یاد کیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ	حضرت اسماعیل علیہ السلام کو
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ	کتاب میں یاد کرو جو صادق الواعد
وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔	تھا اور نبی مرسل تھا۔

(سورہ مریم آیت ۵۴)

روایات میں وضاحت کے ساتھ آیا ہے کہ یہ صادق الوعد اسمٰعیل حضرت ابراہیمؑ کے پسر کے علاوہ ہے۔ اس کے والد بزرگوار کا نام حضرت (حزقیل) تھا اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ اُن لوگوں نے جھٹلایا انؑ کو پکڑ کر ان کے سر اور چہرہ مبارک کی جلد اتار دی عذاب کا فرشتہ آیا تاکہ انؑ کی قوم پر عذاب نازل کرے۔ اور

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پوچھا کیسے عذاب میں مبتلا کریں ؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا :

"عذاب کی ضرورت نہیں ہے ۔ خداوند کریم نے وحی بھیجی کیا حاجت ہے ؟

آپؑ نے عرض کیا ؟

بارالہا ، تو نے اپنی ربوبیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور اُن کی اہل بیت کی ولایت کا عہد و پیمان لیا ہے ۔ اور اپنے برگزیدہ بندوں کو اس سے آگاہ کیا کہ اسؐ کی اُمت حضرت امام حسین علیہ السلام سے کیسا سلوک کرے گی ۔

اے پروردگار تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ خود (رجعت) میں لوٹ کر آئے گا اور ذاتی طور پر خود اپنے قاتلوں سے انتقام لے گا ۔ میری حاجت بھی یہی ہے کہ ایام (رجعت) میں مجھے بھی اس دنیا میں لوٹا تا کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بُرا سلوک کیا ہے میں خود اُن سے انتقام لوں ۔

خداوندکریم نے حضرت اسماعیلؑ ابن حضرت حزقیل سے وعدہ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ (رجعت) میں لوٹ کر دنیا میں آئے گا ۔ [1]

---

[1] کامل الزیارات ص ۶۵ ۔ برہان جلد ۳ ص ۱۶ ۔

الیقاظ ص ۳۲۶ ۔

بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۵

سابقہ احادیث اور یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ حضرت اسماعیل ابن حضرت حزقیل، پیغمبر، رسول ہیں۔ تفاسیر اور احادیث کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ رجعت میں لوٹ کر آئیں گے اور جس کسی نے ایسا بُرا سلوک کیا ہے اُن سے انتقام لے گا۔

رجعت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ملت اسلامیہ کے تمام مذاہب یقین رکھتے ہیں اور قرآن کریم کی بعض آیات کریمہ بھی دلالت کرتی ہیں جو کہ پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ روئے زمین پر لوٹ کر آئیں گے۔ اہل سُنت کی کتابوں میں سینکڑوں حدیثیں حضرت عیسیٰؑ کا زمین پر آنا بیان کرتی ہیں۔ اگرچہ بعض متعصب مصنفین حضرت مہدی علیہ السلام کی تردید کرتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی شک نہیں کرتے۔ یقین رکھتے ہیں کہ وہ زمین پر لوٹ کر آئیں گے۔

شیعہ افراد کا قطعی نظریہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام (عج) کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

اور اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت امام مہدیؑ (عج) کے انصاروں میں شمار ہوں گے۔

اس موضوع پر کتاب (یار مہدیؑ (عج) میں بہت سی احادیث شیعہ اور

اہل سنت کی نقل کی ہیں۔ تکرار کی ضرورت نہیں، فقط چند احادیث اہل سنت سے درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ بخاری نے اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں ایک باب بعنوان (نزول حضرت عیسیٰ بن مریم) مخصوص کیا ہے۔ وہاں ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب حضرت عیسیٰ ابن مریم صاحب انصاف، عادل کے عنوان سے تشریف لائیں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ کو ادا کریں گے۔ اس قدر مال و دولت ڈالیں گے کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہے گا۔

(صحیح بخاری جلد ۲ ص ۲۵۶)

۲۔ مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم شریف میں قیامت کی شرائط کے متعلق کئی حدیثیں نقل کی ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں بھی تحریر کیا ہے۔ بعض احادیث کے متعلق حضرت رسول اکرم سے روایت کی ہیں اور دسویں قیامت کی شرط نزول حضرت عیسیٰ بیان فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۲۲۷)

اس حدیث کا متن کامل پہلے حصے میں آیت نمبر ۳۲ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ ترمذی نے اپنی کتاب سنن میں ایک باب نزول حضرت عیسیٰ کے عنوان سے مختص کیا ہے، اور کئی احادیث الواب فتن میں ذکر کی ہیں۔ ایک باب جو دجال سے مربوط ہے اس میں (مجمع ابن جاریہ انصاری) سے نقل

کیا ہے۔

رسول اکرم نے فرمایا!

حضرت مریمؑ کا بیٹا، دجّال کو بابِ لُدّ میں قتل کرے گا۔

(سنن ترمذی جلد ۴ ص ۵۱۵)

۴۔ ابن ماجہ نے سُنن ابن ماجہ میں ایک فصل دجّال کے فتنہ اور حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے ساتھ مختص کی ہے اور حضرت عیسیٰ کے خروج کے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

ایک حدیث مفصل بیان کی ہے اس کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ،

جب دجّال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور باب لدّ میں اس کو پالیں گے اور ایک ہی وار سے اُس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور یہود اُس دن شکست کھا جائیں گے۔ دنیا میں سے اُن کا نام و نشان ختم ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۳۶۱)

۵۔ ابو داؤد نے سنن ابو داؤد میں "بابِ خروجِ دجّال میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بارے میں احادیث درج کی ہیں۔ ایک حدیث مفصل بیان کی ہے اس کے ضمن میں نزول حضرت عیسیٰؑ اور ان کی علامات۔ اپنے ہاتھوں سے صلیب کو توڑنے کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ اس کے آخر میں لکھتا ہے:

حضرت مسیحؑ، دجّال کو قتل کریں گے اور چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔ اس کے بعد دنیا سے رخصت ہوں گے اور مسلمان

ان کے جنازہ میں نماز پڑھیں گے۔ (سنن ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۱۴)

ان احادیث کی روشنی میں شیعہ اہل سنت کو حضرت عیسیٰؑ کے نزول میں کوئی شک نہیں اور کئی سال زمین پر زندگی گزاریں گے جو ہم یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں وہ فقط یہ ہے کہ نزول حضرت عیسیٰؑ کو رجعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت عیسیٰؑ نص قرآن کے مطابق آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ آسمانوں سے زمین کی طرف برگشت ایک قسم کی رجعت ہے۔ البتہ رجعت اصطلاحی نہیں، ہم نے اسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ اصطلاحی رجعت وہ ہے جو مرنے کے بعد اس جہان میں لوٹ کر آئے ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ قتل نہیں ہوئے۔ سولی نہیں چڑھائے گئے بلکہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں لہذا ان کی رجعت اصطلاحی نہیں ہے۔

لیکن مرحوم شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الایقاظ میں نزول حضرت عیسیٰؑ کو رجعت کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

آیت کریمہ: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ

سورہ آل عمران آیت ۵۵

اور آیت: فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ

سورہ مائدہ آیت ۱۱۷

سے استدلال کیا ہے فرمایا:

"حضرت عیسیٰؑ کا روح قبض ہوا ہے پھر آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ حضرت ولی عصر (عج) کے ظہور کے وقت زندہ ہوں گے اور رجعت فرمائیں گے پھر فرمایا قرآن کریم اس معنیٰ پر دلالت کرتا ہے اور احادیث بھی ہیں۔ (الایقاظ ص ۳۰۴)

پھر کتاب (کمال الدین) شیخ صدوق سے حدیث نقل کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ کا روح قبض کرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا ہے۔

(ایقاظ ص ۳۲۲، بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۳۳۶)

اس مقام پر احادیث مختلف ہیں۔ بعض نے تصریح کی ہے کہ بغیر قبض روح کے آسمان پر اٹھائے گئے اور بعض نے کہا ہے قبض روح ہوا پھر آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بعض نے تفصیل بیان کی ہے کہ زمین سے قبض روح کے بغیر اٹھائے گئے زمین و آسمان کے درمیان روح قبض ہوا۔ جب آسمان پر پہنچے روح لوٹ آیا اس طرح آسمان پر زندہ ہیں۔

(عیون الاخبار ص ۱۲۰، بحار الانوار جلد ۸ ص ۳۳۸)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ نہیں بے شک قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔

(بحار الانوار جلد ۱۴ ص ۳۴۴، مجمع البیان جلد ۲ ص ۴۴۹)

جتنی احادیث حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ سے مربوط ہیں اُن کی تحقیق سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ بلاشک یقیناً حضرت عیسیٰؑ تختہ دار پر نہیں لٹکائے گئے، آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ حضرت امام ولی عصر (ارواحنا لہ الفداء عج) کے ظہور کے بعد زمین کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔

رَجعَت

حضرت خضر علیہ السلام

بلاشک پیغمبروں میں سے جو زندہ ہیں ایک حضرت خضر علیہ السلام ہیں اس وقت تک تقریباً چھ ہزار سال سے زیادہ برس گزر رہے ہیں۔

(یوم الخلاص ص ۱۵۷، طول عمر امام زمانؑ ص ۹۶)

آئمہ معصومینؑ سے روایات بیان ہوئی ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کی اتنی طویل زندگی فقط اس لیے ہے کہ امام مہدیؑ (عج) کی طولانی زندگی کے لیے بطور گواہ ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:۔

علم خدا میں تھا کہ قائم آل محمدؐ (عج) زمانہ غیبت میں طویل زندگی گزاریں گے اور جانتا تھا کہ لوگ اُنؑ کی طولانی زندگی سے تعجب کریں گے۔ اس لیے اپنے عبد صالح (حضرت خضر علیہ السلام) کو طویل زندگی عطا فرمائی۔ فقط اس لیے کہ امام زمانہ (عج) کی طولانی زندگی کے لیے سند رہے۔

اس طریقے سے دشمنوں کے لیے حیلہ سازی کا راہ بند ہو جائے اور لوگوں کیلئے

حجت تمام ہو جائے۔

(غیبت شیخ طوسی ص ۱۰۸، کمال الدین جلد ۲ ص ۳۵۰، برہان جلد ۳ ص ۱۴۹)

حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی اور بحر ظلمات میں جانا، آب حیات پینا خود ایک مفصل داستان ہے جو احادیث و تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ علاقہ مند شوقین حضرات وہاں مراجعہ فرمائیں۔

(بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۱۷۲ تا ۲۱۵، جلد ۱۳ ص ۲۷۸ تا ۳۲۲)

غدیر خم کے مقام پر (عید غدیر) کے مراسم میں، رسول اکرمؐ کی رحلت کے وقت ان کے سوگ میں، حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت اُن کے سوگ میں حضرت خضر علیہ السلام کی شرکت موجود ہے حدیث کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اس کتاب میں یہاں اس بحث کی گنجائش نہیں۔

اہل سُنّت کی کتب میں موجود ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور گفتگو ہوئی ان کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں[1]

زیادہ تفصیل ملاحظہ کرنے کے لیے کتاب (احقاق الحق) کی طرف مراجعہ فرمائیں[2]

[1] منتخب تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۵۲، حیواۃ الحیوان دمیری جلد ۱ ص ۲۷۲، دلائل النبوۃ ابونعیم اصفہانی ص ۹۵م، سنن بیہقی جلد ۴ ص ۶۰، معجم طبرانی ص ۲۸، مشکاۃ المصابیح جلد ۳ ص ۲۰۸، اتحاف زبیدی جلد ۱ ص ۳۰۱، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۵۷، انساب الاشراف بلاذری ص ۵۶۴،

[2] احقاق الحق جلد ۸ ص ۷۱۰،

جلد ۹ ص ۳۹۷ تا ۴۰۱۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

حضرت خضر علیہ السلام نے آبِ حیات پیا ہے، وہ زندہ ہیں، جب تک صور نہ پھونکا جائے گا دنیا سے نہیں جائے گا،

وہ ہمارے پاس آتے ہیں، اور ہم پر سلام کرتے ہیں۔ ہم ان کی آواز سنتے ہیں، لیکن اُن کو دیکھتے نہیں۔ وہ مراسم حج میں شرکت کرتے ہیں اور تمام مناسکِ حج انجام دیتے ہیں۔ روزِ عرفہ میدان میں قیام کرتے ہیں اور مومنین جب دعا کرتے ہیں۔ وہ آمین کہتے ہیں۔

خداوند کریم اُن کے ذریعہ سے زمانہ غیبت میں ہمارے قائم (عج) سے غربت دور کرے گا اور اُنؑ کے ذریعہ سے وحشت کو اُنس میں تبدیل کرے گا۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اُن تیس (۳۰) افراد میں سے جو ہمیشہ امام مہدی عج کی خدمت میں رہتے ہیں اور قائم آلِ محمد (عج) جو فرمان دیتے ہیں اُن کی باگ ڈور اُن اشخاص کے ہاتھ میں ہے۔

(غیبت نعمانی ص ۹۹، غیبت شیخ طوسی ص ۱۰۲، بحار جلد ۵۲ ص ۱۵۸ جزیرۂ خضرا ص ۳۶)

ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ جو (مصنف) کے لیے ہر اعتبار سے قابلِ اعتماد ہے۔

مرحوم شیخ محمد کوفی سے نقل کرتا ہے کہ ایک شب میں مسجد سہلہ میں تھا امام مہدیؑ کی روح بخش آواز سنی، حضرت خضر کو دوبار فرمایا: (یا خُضَیر) بلا فاصلہ ایک مردِ پیر،

[1] کمال الدین جلد ۲ ص ۳۹۰، بسی را الانوار جلد ۱۳ ص ۲۹۹)

مسجد کے کونے سے اُٹھا اور امام زمانہ (عج) کی خدمت میں حاضر ہوا۔

مرحوم شیخ محمد کوفی ہمارے زمانے میں لوگوں کے لیے قابل اعتماد تھے اور کئی بار امام زمانہ ولی اللہ اعظم (عج) کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام، حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا لہ الفداء (عج) کے ساتھ ہوں گے عدالت کی حکومت میں، ظلم وستم کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے میں آنحضرت کے یار و مددگار ہوں گے۔ البتہ اُن کے لیے اصطلاحی رجعت نہیں ہے اس لیے کہ وہ یقیناً زندہ ہیں، انتقال نہیں ہوا اور امامؑ زمانہ (عج) کے ظہور تک زندہ رہیں گے۔

رجعت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہت سی روایات کے مطابق رسولِ اکرمؐ اس دنیا میں لوٹ کر آئیں گے اور حکومت کریں گے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجعت کے بارے میں قرآن پاک میں چار مقام پر ذکر ہوا ہے جو کہ پہلے حصے میں بیان ہو چکا ہے۔ بیان میں صرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔	(اے رسولؐ) خداوندکریم نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور تجھے لوٹنے کی جگہ پر لوٹا دے گا۔

(س قصص۔ آیت ۸۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔

(تفسیر برہان، بحار جلد ۵۳ ص ۴۶)

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔[۱]

ایک دوسری حدیث میں فرمایا یہ آیت (رجعت) کے ساتھ مربوط ہے۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۶ ص ۹۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ آیت رجعت سے مربوط ہے"

(مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۰)

امیر المومنینؑ سے بھی روایت ہے کہ یہ آیت، رجعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۸۷)

۲۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا۔ — اور تجھے نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تمام لوگوں کے لیے۔

(س سبا، آیت ۲۸)

یہ آیت کریمہ رسول اکرم کی رسالت تمام جہان کے لیے ثابت کرتی ہے صراحت موجود ہے کہ تمام جہان کے لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ رسولِ خدا کے زمانہ میں ایسا وقت نہیں آیا کہ تمام جہان کے افراد کے کانوں تک صدا پہنچائے۔ لہذا عالم رجعت میں لوٹ کر آئیں اور بشارت و نذرات، تمام جہان کے لوگوں تک

[۱] بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۵۶۔

پہنچائیں گے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا،

اس آیت پر (رجعت) میں پورا عمل ہو گا۔

(بحار جلد ۵۳ ص ۴۲، مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۰)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت کی دلالت رسول اکرم کی رجعت پر پہلی آیت سے زیادہ قوی ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۴ ص ۲۴۰، بحار جلد ۵۳ ص ۱۱۳)

- - - - - - - - - - - -

۳۔ یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ (اے رسولؐ) چادر والے اٹھو اور (لوگوں کو) ڈراؤ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت رجعت سے متعلق ہے۔ اس سے مقصود (رجعت) رسول اکرم اور آنحضرتؐ کا ایام رجعت میں ڈرانا ہے [1]

- - - - - - - - - - - -

۴۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا ۝ وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا۔ قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی، اور قسم ہے چاند کی جو اس کے پیچھے آتا ہے۔ اور دن کی جب روشن کرتا ہے

آفتاب سے مراد حضرت رسول اکرم، ماہتاب سے مراد حضرت علیؑ۔ دن سے

[1] تفسیر برہان، البصائر، نور الثقلین، الیقاظ، ۳۵۷، بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۴، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۵۲)

مراد باقی ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں کہ آخر الزمانؑ پوری زمین کے مالک ہوں گے اور عدالت سے اُسے پر کریں گے۔

(تفسیر فرات ص ۲۱۲، تفسیر لبحار جلد ۵۶ ص ۹۳، الیقاظ ص ۳۰۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیت: (فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ) میں (یوم) سے مراد ہے؛ امامؑ نے فرمایا۔ اس سے مراد رجعت رسولؐ اکرم کا دن ہے کہ پچاس ہزار سال دنیا میں آکر حکومت کریں گے۔

(تفسیر برہان، الیقاظ ص ۳۶، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۳، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۴)

ان ارشادات کی روشنی میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجعت میں کوئی شک نہیں ہے۔ دنیا میں آکر حکومت کریں گے اور اس حدیث کے تحت اُن کی فرمانروائی کی مدت پچاس ہزار سال ہے۔

رجعت

امیر المومنین علیہ السلام

احادیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ ائمہ معصومینؑ کی روایات کے مطابق حضرت علی امیر المومنین ابن ابی طالب علیہم السلام کی رجعت میں کسی قسم کا شک نہیں، کافی مدت دنیا میں رہ کر حکومت کریں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی رجعت کے بارے میں پہلے حصے میں بیان ہو چکا ہے آیات قرآن کی روشنی میں ثابت ہے یہاں مختصر انداز میں صرف چار آیات کریمہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ۔

تم ضرور بالضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اُس کی مدد کرنا ہے۔

(آل عمران آیت ۸۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

خداوند کریم نے تمام انبیائے کرام سے عہد و پیمان لیا ہے کہ رسول اکرم پر ایمان لانا اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی مدد کرنا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے پوچھا: امیر المومنین علیہ السلام کی مدد کریں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

"جی ہاں خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک ایسا کوئی نبی و مرسل نہیں بھیجا مگر اُن کو رجعت میں لوٹائے گا یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام جیسی تلوار چلائیں۔

برہان، نور الثقلین، الیقاظ ص ۳۶۰، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۴۱، ۵۰، ۶۱)

چھٹے لال ولایت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک اور حدیث میں فرمایا: اس آیت پر پورا عمل اس وقت ہوگا جب پروردگار تمام انبیاء و مرسلین اور آئمہ کو امیر المومنین کی نصرت کے لیے اس جہان میں لوٹائے گا۔ رسول اکرم کا پرچم (لوائے حمد) حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تمام مخلوقِ خدا پر حاکم ہوں گے سارے لوگ اُنؑ کے پرچم کے نیچے ہوں گے۔

(تفسیر برہان - عیاشی، نور الثقلین جلد ۱ ص ۳۵۹)

بعض کتابوں میں درج ہے کہ اس روز حضرت امیر المومنینؑ تمام لوگوں کے سردار ہوں گے [۱]

امیر المومنینؑ نے ایک مفصل حدیث اس بارے میں فرمائی اس کے ضمن میں ارشاد فرمایا:۔

[۱] الیقاظ ص ۳۸۱، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۔ ۷

خداوند کریم نے تمام پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر ایمان لائیں اور اس کے جانشین کی مدد کریں۔ اس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو زندہ کرے گا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک سب کے سب زندہ ہوں گے تمام میرے جیتے تلوار چلائیں گے۔

(الیقا ص ۲۶۵، بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۴۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت رجعت میں عملاً متحقق ہو گی۔

(بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۱۱۸، جلد ۹۳ ص ۸۷)

....

۲۔ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ

پس بے شک روز وقت معین تک تجھے مہلت دی گئی ہے۔

(س حجر آیت ۳۸ ص آیت ۸۱)

پہلے حصے میں بیسویں[۲۰] آیت کے ذیل میں مفصل بیان تحریر کیا ہے کہ ابلیسؑ نے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت تک مہلت مانگی تھی اس میں دو چیزیں تھیں ایک مہلت دوسرا وقت۔ اللہ تعالیٰ نے وقت کے متعلق اس کی درخواست رد کر دی اور مہلت روز معین تک دے دی۔ آئمہ معصومینؑ کی روایات میں بیان ہوا ہے کہ روز معین وہ دن ہے جب حضرت علی علیہ السلام رجعت فرمائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس دن ابلیسؑ اپنے تمام لشکروں کو کوفہ کے نزدیک (روحا) کے مقام پر اکٹھا کرے گا، اور حضرت علی

کی فوج سے جنگ ہو گی سخت جنگ کے بعد ابلیس کو شکست ہو گی وہاں سے فرار اختیار کرے گا۔ رسولِ اکرم اس کا پیچھا کریں گے اس کے دونوں شانوں کے درمیان وار کریں گے اسی ایک وار سے اس کا کام تمام ہو جائے گا۔[1]

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے۔ روزِ معلوم وہ دن ہے جس دن رسولِ اکرم بیت المقدس میں ایک پتھر پر سر رکھ کر۔ اس لعین کا سر قلم کریں گے۔

(تفسیر المیزان جلد ۲ ص ۱۸۴، صافی جلد ۳ ص ۱۱۳)

....

۲۔ اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ۔ — اُن کے لیے دابۃ الارض کو باہر نکالیں گے۔

(س نمل آیت ۸۲)

اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی روایات کی تحقیق سے استفادہ ہوتا ہے جو قابل تردید نہیں ہے کہ دابۃ الارض سے مُراد وجود مقدس، شاہ ولایت حضرت علی علیہ السلام ہے۔ کئی احادیث میں تصریح ہو چکی ہے۔ تمام کو نقل کریں تو بحث طویل ہو جائے گی (ایک اور روایت میں درج کرتے ہیں)

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے ایک خطبہ میں مفصل اپنے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ اس کے آخر میں فرمایا میں دابۃ الارض ہوں کہ لوگوں کے ساتھ کلام کروں گا۔ (تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، الیقاظ ص ۳۶۷)

[1] الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۳۲، الیقاظ ص ۳۶۲، برہان، بحار جلد ۵۳ ص ۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وہ دابۃ الارض ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ پھر امیرالمومنینؑ کو خطاب فرمایا:۔

اے علیؑ! جب آخری زمانہ ہوگا خداوندکریم تجھے زیباترین صورت میں ظاہر کرے گا اور تیرے ہاتھ میں میسم ہوگا کہ اس کے ساتھ دشمنوں کی علامت (نشانی) لگائے گا۔

(تفسیر قمی۔ صافی، برہان، نورالثقلین، بحار جلد ۳۹ ص ۲۴۳ مستدرک سفینہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۱۶)

حضرت رسولؐ اکرم اس کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کوئی تیز سے تیز چیز اُسے نہیں پاسکتی، اور کوئی چیز اس سے فرار نہیں ہوسکتی۔ مومن کی علامت ایمان اور کافر کو علامت کفر لگائے گا۔

(تفسیر مجمع البیان، صافی، نورالثقلین، القاظ ص ۳۲۵ بحار جلد ۶ ص ۳۰۰)

شب معراج حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے ضمن میں فرمایا: وہی دابۃ الارض جو لوگوں سے گفتگو کرے گا۔

(بصائر الدرجات ص ۱۵۰، بحار جلد ۴۰ ص ۳۸)

اگر دابۃ الارض کے بارے میں تمام احادیث (جن میں مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں) بیان کریں تو مطلب طویل ہوجائے گا لہذا ہم کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں شوقین وہاں مراجعہ فرمائیں [1] زیادہ تفصیل ملاحظہ کرنا چاہیں تو پہلے حصے میں آیت ۳۲ کے ذیل میں

[1] بحار جلد ۶ ص ۳۰۰، جلد ۳۹ ص ۲۴۲۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

مطالعہ فرمائیں۔

اہل سنت کی کتابوں میں بھی دابۃ الارض کے متعلق روایت موجود ہے۔ قیامت کی دس شرائط میں سے ایک شرط دابۃ الارض کا خروج بیان کیا ہے ۔[1]

جو علامات اہل سنت نے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں وہ بالکل شیعہ مورخین سے ملتی ہیں فقط فرق یہ ہے کہ اہل سنت نے وضاحت نہیں کی کہ دابۃ الارض حضرت علی علیہ السلام ہیں اور رجعت میں خروج ہوگا۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۳۸۔ سنن ترمذی جلد ۵ ص ۳۴۰۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۳۵۲۔ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۴۸۴۔ عقد الدرر ص ۲۱۳ تا ۲۲۲، تفسیر کشاف جلد ۳ ص ۳۸۴۔ در منثور جلد ۵ ص ۱۱۵ تا ۱۱۷، کنز العمال ص ۲۵۸ جلد ۱۴)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۴۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ — عنقریب اُن کی ناک پر علامت لگائیں گے۔ (ن والقلم آیت ۱۶)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ :۔

بحار جلد ۵۳ ص ۱۹۴، کتاب سلیم بن قیس ص ۶۸، المیزان، نور الثقلین، مجمع البیان صافی، برہان، کمال الدین جلد ۲ ص ۵۲۷۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۱ ص نمبر ۳۲۰، ۵۷۹، الیقاظ ص ۲۳۶، ۲۶۶، ۲۸۴۔

الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۴۷۔

[1] صحیح مسلم جلد ۴ ص ۲۲۶۔ سنن ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۱۲، کنز العمال جلد نمبر ۱۴ ص ۲۵۸۔

تفسیر قمی میں بیان ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ رجعت کے بارے میں ہے جس وقت حضرت علی علیہ السلام اس جہان میں تشریف لائیں گے۔ دشمنوں کی پیشانیوں پر نشان لگائیں گے جیسے چوپاؤں کو داغتے ہیں تاکہ شناخت ہو جاتے ہیں بہت سی احادیث میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صاحب عصا ہوں میں صاحب میسم ہوں۔

اصول کافی جلد اص ۱۹۷، بصائر الدرجات ص ۵۴ ایقاظ ص ۲۶۷، صافی جلد ۴ ص ۷۵، برہان جلد ۵۳ ص ۲۰۹، نور الثقلین، بحار جلد ۳۹ ص ۲۴۳، جلد ۵۳ ص ۱۱۹)

ان چار آیات مذکورہ میں جو بیان ہوا تھا یہاں مختصر ذکر کیا ہے۔

بہت سی احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے جو ائمہ معصومینؑ سے ہم تک پہنچا ہے اس سے ذرا برابر شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ امیر المومنین علیہ السلام رجعت فرمائیں گے۔ (ان کا رجعت فرمانا یقینی ہے)

اور تمام پیغمبرؑ ان کے حضور شمشیر زنی کریں گے اور پورے جہان پر حکومت کریں گے ان کی حکومت کی مدت احادیث میں چوالیس (۴۴) ہزار سال بیان ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان جلد ۳ ص ۲۸۳، ایقاظ ص ۳۶۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مفصّل حدیث بیان کرتے ہوئے اس کے ضمن میں فرمایا:

امیر المومنینؑ حضرت علیؑ چوالیس ۴۴ ہزار سال حکومت کریں گے شیعان علی علیہ السلام

لہ تفسیر صافی، برہان، نور الثقلین، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۲ مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۲ بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۳)

میں سے ہر ایک کا ہزار، ہزار بیٹا پیدا ہوگا۔

(تفسیر برہان، الیقاظ ص ۳۶۲، بحار جلد ۵۳ ص ۴۲)

احادیث میں تصریح موجود ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے تکرارِ رجعت ہے، ایک سے زیادہ بار رجعت فرمائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تشریف لائیں گے تاکہ بنی اُمیہ سے (مظلوم کربلا کا) انتقام لیں......

ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ کے ساتھ تشریف لائیں گے اور پوری دنیا پر خلیفہ ہوں گے اور باقی ائمہ معصومینؑ اُن کی طرف سے والی حکمران ہوں گے۔[1]

شبِ معراج کی روایات میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات رسولِ اکرمؐ کو خطاب فرمایا:۔

اے محمدؐ! علی پہلا امام ہے جس نے میرا پیمان قبول کیا، اور وہ آخری امام ہے کہ اس کی روح قبض ہوگی۔ وہ دابۃ الارض ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا۔ (بصائر الدرجات ص ۱۵۰، بحار الانوار جلد ۲۰ ص ۳۸)

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک حدیث مفصل بیان فرماتے ہوئے اس کے ضمن میں فرمایا:۔

دابۃ الارض کا تین مرتبہ خروج ہوگا۔

(تفسیر مجمع البیان، نور الثقلین بحار جلد ۶ ص ۳۰۰)

اہل سنت کی کتابوں میں بھی تصریح موجود ہے کہ دابۃ الارض کا خروج تین

---

[1] تفسیر برہان، الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۵۶، الیقاظ ص ۳۶۳

بار ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک مفصل حدیث کے ضمن میں فرمایا!

میرے لیے رجعت کے بعد رگشت ہے۔ میرے لیے کئی رجعتیں ہیں، میرے لیے کئی بار بازگشت ہے۔ میرے لیے کئی بار اور کئی بار انتقام ہے میرے لیے عجیب وغریب حکومت ہے میں دابۃ الارض ہوں، میں صاحب عصا ہوں میں صاحب میسم ہوں[1]

اصبغ ابن نباتہ نے امیر المومنین ؑ سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

جو اس بات کا منکر ہو کہ میں رجعت کے بعد رجعت اور بر گشت کے بعد برگشت نہیں رکھتا تو اس نے ہمیں رد کیا ہے۔ جس کسی نے ہمیں رد کیا اس نے خدا کو رد کیا ہے۔ (ایقاظ) ص ۳۷۵)

امیر المومنین ؑ کی داستان، کہ ابلیس کے لشکر کے ساتھ جنگ ہوگی ابلیس کو شکست ہوگی یہ حضرت علی علیہ السلام کی آخری رجعت میں ہوگا۔

(الیقاظ ص ۲۳۲، ۳۶۱)

جو احادیث سورہ انعام کی آیت ۱۵۸ کے ذیل میں وارد ہوئی ہیں اُن سے جستجو وتحقیق کے بعد استفادہ ہوتا ہے کہ توبہ کا دروازہ حضرت علی علیہ السلام کی آخری رجعت میں ہوگا۔

(تفسیر صافی جلد ۲ ص ۱۷۴، نور الثقلین جلد ۱ ص ۷۸۲

---

[1] الیقاظ ص ۳۶۵، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۷، ۴، جلد ۳۹ ص ۳۴۳۔

رجعت

حضرت امام حسین علیہ السلام

احادیث کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے فرمانروائی کے لیے رجعت حضرت امام حسین علیہ السلام ہے۔ اگرچہ روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بھی ان کے ساتھ آئیں گے۔ لیکن ان کی (علیؑ) فرمانروائی آخری زمانہ میں ہوگی۔ امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد پہلی رجعت اور فرمانروائی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ جس کے لیے سب سے پہلے زمین شگافتہ ہوگی اور اس جہان میں لوٹ کر آئیں گے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہوں گے۔[۱]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

سب سے پہلے جو رجعت میں لوٹ کر آئے گا وہ حسین ابن علی علیہما السلام ہوں گے۔ (ایقاظ ص ۳۶۷، ۳۸۹، بحار جلد ۵۳ ص ۶۴)

[۱] الزام النواصب جلد ۲ ص ۳۶۰، بحار جلد ۵۳ ص ۳۹، برہان، ایقاظ ص ۳۶۰۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

جو سب سے پہلے دنیا میں رجعت فرمائے گا وہ حسین ابن علی علیہما السلام ہیں اتنی مدت حکومت کریں گے کہ کثرتِ حسن کی وجہ سے آنکھوں کے ابرو جھڑ جائیں گے۔ (تفسیر برہان، جلد۲ ص ۴۰۸، ایقاظ ص ۳۵۰، بحار جلد ۵۳ ص ۴۶)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

جو تمام لوگوں سے پہلے دنیا میں لوٹے گا وہ حسین ابن علی علیہما السلام اپنے اصحاب سمیت ہوں گے، اور یزید ابن معاویہ لعنہما اپنے پیروکاروں سمیت لوٹ کر آئے گا امام حسین علیہ السلام تمام کو قتل کریں گے ہر وار کے بدلے ایک وار کریں گے۔

(تفسیر عیاشی، تفسیر صافی، نور الثقلین، برہان جلد۲ ص ۴۰۸)

ایک اور حدیث میں فرمایا:۔

سب سے پہلے جو زیر زمین سے سر نکالے گا حسین ابن علی علیہما السلام پچھتر ہزار شیعوں سمیت رجعت فرمائیں گے۔

(برہان۔ بصائر، بحار جلد ۵۳ ص ۱۰۶)

امام حسین علیہ السلام نے روز عاشور اپنی شہادت سے پہلے رجعت کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ضمناً فرمایا: میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین شگافتہ ہوگی اور میں رجعت کروں گا۔

(ایقاظ ص ۳۵۲، بحار جلد ۵۳ ص ۶۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے خداوند کریم سے اجازت طلب کی تھی کہ نصرت امام حسینؑ کے لیے میدان کربلا میں جائیں۔ جب زمین کربلا پر پہنچے تو حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے انہیں خطاب ہوا کہ

جب تک امامؑ کا خروج نہیں ہوتا تم قبر کے کنارے رہو جب امام خروج فرمائیں گے اُس وقت تک ان کے یاروں مددگاروں میں ہو گے، یہ فرشتے ہمیشہ امام عالی مقام کی قبر کے کنارے ہیں امام مظلوم کے غم میں گریہ کرتے ہیں جب تک امامؑ کا خروج نہیں ہو گا گریہ کرتے رہیں گے۔

(کامل الزیارہ ص ۸۸ الیقاظ ص ۳۰۸)

سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۶ کے ذیل میں بیان ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام امام مہدیؑ (عج) کی حکومت کے آخری ایام میں اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لائیں اور تمام لوگوں کو شناخت کرائی جائے گی تاکہ کسی کو شک نہ رہے۔ جب تمام لوگ امامؑ کو پہچان لیں گے امام مہدیؑ (عج) دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور امام حسینؑ ان کو غسل و کفن اور حنوط کریں گے اور دفن کریں گے کیونکہ امامؑ کو صرف امامؑ ہی غسل و کفن دیتا ہے

(روضہ کافی جلد ۲ ص ۳، بحار جلد ۵۱ ص ۵۶ جلد ۵۳ ص ۹۳ الیقاظ ص ۳۰۹

تفسیر عیاشی، برہان، المحجہ ص ۱۲۱، نور الثقلین جلد ۳ ص ۱۳۸)

علی ابن ابراہیم کی تفسیر میں سورۂ انبیاء کی آیت ۱۰۵ کے ضمن میں مفصل حدیث بیان ہوئی ہے۔

خداوند کریم نے امام حسین علیہ السلام کے تولد سے پہلے، رسولؐ اکرم کو آگاہ فرمایا تھا کہ اس مولود پر کون کون سے مصائب آئیں گے، اور کیسے بے دردی کے ساتھ شہید ہو گا اس کی اہلبیتؑ پر کون کون سی تکالیف اور مصیبتیں آئیں گی، لیکن ان کے عوض تا قیامت، امامت، امام حسین علیہ السلام کی نسل میں رہے گی۔

خداوند کریم نے رسولؐ اکرم کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا کہ شہید کیا جائے گا لیکن ایک بار دنیا میں لوٹ کر آئے گا تاکہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے اور پوری

دنیا پر حکومت کرے۔

(الزام الناصب جلد۲ ص ۳۳۵، ۳۳۹، الیقاظ ص ۳۵۳، نور الثقلین، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے سورہ نازعات کی آیت ۶ کے ذیل میں فرمایا:

(راجفہ) سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام اور (رادفہ) سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں جو سب سے پہلے دنیا میں لوٹے گا وہ حسین ابن علی علیہما السلام پچھتر ہزار اصحاب کے ہمراہ ہوں گے۔[۱]

بعض کتابوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کی تعداد (۹۵) ہزار بیان ہوئی ہے۔

(تفسیر فرات کوفی ص ۲۰۲، تفسیر لبحار جلد ۵۰ ص ۱۴۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے، حضرت امام حسین علیہ السلام کی حکومت کی مدت (رجعت) میں چالیس ہزار سال بیان کی ہے۔

سب سے پہلے جو دنیا میں لوٹ کر آئیں گے وہ حسین ابن علی علیہما السلام ہوں گے چالیس ہزار سال دنیا میں رہیں گے۔ کثرتِ سن کی وجہ سے آنکھوں کے ابروں کے بال جھڑ جائیں گے۔ (تفسیر برہان جلد۲ ص ۴۰۸) بحار الانوار کی جدید چھاپ میں لفظ (ہزار) رہ گیا ہے۔ (بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۴)

لیکن تفسیر برہان میں موجود ہے۔ ہم نے تفسیر برہان کو اصل قرار دیا ہے اس لیے کم

---

[۱] تفسیر لبحار، برہان، مستدرک سفینہ جلد ۴ ص ۱۲۳، الیقاظ ص ۳۸۲، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۰۶

رسول اکرمؐ کی حکومت کی مدت پچاس ہزار سال، حضرت علیؑ کی حکومت چوالیسؑ ہزار سال امام حسینؑ کی مدت فقط چالیس سال کوئی معنی نہیں رکھتی تفسیر برہان میں چالیس ہزار سال درج ہے۔

دوسری دلیل، یہ سابقہ حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ اس قدر حکومت کریں گے کہ ابرو جھک جائیں گے، بکثرتِ سن کی وجہ سے ابرو گر جائیں گے، امام حسین علیہ السلام کے شیعوں کی عمر ایامِ رجعت میں استثنائی ہوگی، ہر ایک کا ایک ہزار لڑکا پیدا ہوگا، ان دلائل کی بنا پر امامؑ کی چالیس سال حکومت کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

بحار الانوار پرانی چاپ (تبریز و چاپ کمپانی) ہمیں نہیں مل سکتی، لیکن قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ چاپ جدید سے لفظ ہزار رہ گیا ہے، اور تفسیر برہان کا نسخہ صحیح ہے؟

رَجعَت

تمام آئمہ معصومین علیہ السلام

پہلے دو حصّوں میں حضرت علی اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی رجعت کے متعلق تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں کہنا چاہتے ہیں کہ رجعت فقط انہیں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ تمام آئمہ معصومین علیہم السلام رجعت (میں لوٹ کر آئیں گے اس موضوع پر دلیل ہمارے پاس تین قسم کی روایات ہیں۔

۱۔ وہ روایات جن میں علیحدہ علیحدہ آئمہ کی رجعت بیان ہوئی ہے۔ مانند روایت رجعت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔

(الیقاظ ص ۲۵۳، بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۶۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام کی رجعت۔

(الیقاظ ص ۳۱۹، ارشاد مفید ص ۲۷۱، مجمع البیان جلد ۷ ص ۲۳۹ برہان)

امام مہدی (عج) علیہ السلام کی رجعت کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔

الزام الناصب جلد ۲ ص ۳۶۴ (الیقاظ ص ۳۶۱) بحار جلد ۵ ص ۱۰۸

۲۔ وہ روایات جن میں تصریح بیان ہوئی ہے کہ تمام معصومین رجعت فرمائیں گے، اور

تمام خالص مومنین اور خالص کفار ہر زمانے کے امام کے ساتھ رجعت میں لوٹ کر آئیں گے۔

(ایقاظ ص ۳۱۶)

۲۔ روایات، ادعیہ اور زیارات میں بارہ اماموں کی فرمانروائی اور امام مہدی (عج) کے بعد عادل حکومت میں ہادی و حکمران ہونا بیان ہوا ہے۔

(کمال المکارم جلد ۲ ص ۷۰، جمال الاسبوع ص ۵۱۱، مصباح کفعمی ص ۵۵۰

بحارالانوار جلد ۹۵ ص ۳۳۲، جلد ۱۰۲ ص ۱۱۵)

ان تین قسم کی روایات سے تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تمام ائمہ معصومین علیہم السلام رجعت فرمائیں گے خصوصاً جن میں امام مہدی (عج) کی رحلت کے بعد اُن کی رجعت کا ذکر ہے کہ رجعت فرمائیں گے اور جو روایات میں آیا ہے کہ امام مہدی ؑ کی رحلت کے چالیس دن بعد قیامت ہوگی، یہ اُن کی رجعت کے ساتھ مربوط ہے۔ (بحارالانوار جلد ۲۵ ص ۱۰۰)

ورنہ روایات جو سینکڑوں کی تعداد میں بیان ہو چکی ہیں اور کئی بطور نمونہ اس کتاب میں بھی درج کی گئی ہیں کہ امام مہدی (عج) کی رحلت کے بعد ہزاروں سال اہل بیت ؑ عصمت و طہارت حکومت کریں گے۔ (غلط ثابت ہوں گی)

بعض روایات کے مطابق، آلِ محمدؐ کی حکومت اسّی ۸۰ ہزار سال ہوگی۔

(ایقاظ ص ۳۶۹)

رجعت

اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رجعت کی اخبار و احادیث کی تحقیق سے استفادہ ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اصحاب میں سے دو گروہ کے لیے رجعت ہے۔

۱۔ جن لوگوں نے آلِ محمدؐ پر ستم کیے حق کو اپنے راستے سے دور کیا ان کے ظلم و ستم کے آثار ہزاروں سال بعد بھی باقی ہیں مومنین کی خوشیوں کو نیست و نابود کیا۔ اُن کو لوٹایا جائے گا تاکہ اپنے کیے کا حساب چکائیں۔ حکومتِ حقہ کی عدالت میں اپنے اعمال کی سزا پائیں گے۔ اس بارے میں جن کا نام کتب میں آیا ہے قنفذ اور اس کا آقا، دونوں لائے جائیں گے قاتلانِ محسن کے عنوان سے اُن کے خلاف مقدمہ ہوگا اور تختہ دار پر لٹکائے جائیں گے۔

(کامل الزاریات ص ۳۳۲، دلائل الامامہ ص ۲۹۷)

ایک عورت جس نے حضرت فاطمۃ الزہرا کو بہت تکالیف پہنچائیں اور زوجہ رسولؐ مادر ابراہیمؑ پر تہمت لگائی تھی وہ بھی لائی جائے گی (حد قذف) اسی تازیانے اُسے مارے جائیں گے۔ (نور الثقلین جلد ۳ ص ۷۰، ۴۶ بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۳۱۴، ۳۱۳، جلد ۵ ص ۹۰

۲۔ دوسرا گروہ رسول اکرمؐ کے اصحاب باوفا جنہوں نے امیرالمومنینؑ کی مدد کی اُن کی پیروی کی، اور اُن کی ولایت پر ثابت قدم رہے۔ ہرگز منحرف نہ ہوئے اُن میں سے اکثر کے نام تاریخ واحادیث میں موجود ہیں، بعض کے نام یہاں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ جناب سلمانؓ:۔

جناب سلمانؓ نے رسولؐ اکرم سے ایک طویل حدیث بیان کی ہے اس کے ضمن میں نقل کیا ہے رسولؐ اکرم نے اپنے جانشینوں کی شان، اوصاف اور نام القاب کے ساتھ بیان کیے حضرت علیؑ سے مہدیؑ (ع) تک ایک ایک نام بتایا۔ جناب سلمان نے گریہ شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہؐ! میں سلمان ان کو کیسے درک کر سکتا ہوں؟

فرمایاؐ، اے سلمان تو اُن کو درک کرے گا، اور جو کوئی تیری طرح معرفت میں کامل ہوگا اور ان کی پیروی کرے گا انہیں پالے گا۔

جناب سلمان کہتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر عرض کیا، یارسولؐ اللہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا؟ فرمایاؐ! اے سلمان یہ آیت کریمہ پڑھو

یہ آیت رجعت کی آیتوں میں سے ہے۔ اس آیت کی تلاوت کی طرف اشارہ ہے کہ سلمان ظہور سے پہلے رحلت کر جائے گا اور ظہور کے بعد رجعت کرے گے

جناب سلمان فرماتے ہیں: میں نے بہت گریہ کیا اور میرا شوق بہت زیادہ ہوا اور میں نے کہا: یارسول اللہؐ کیا یہ آپ کی طرف سے پیمان ہے؟ فرمایاؐ! جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا یہ میری طرف سے اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو امام دیگر اور ان کی طرف تمام لوگوں سے جو ہم سے ہیں اور ہماری خاطر ظلم و ستم کا نشانہ بنے سب کی طرف سے عہد و پیمان ہے۔

اے سلمان! اللہ تعالیٰ کی قسم ابلیس لعین اور اس کے پیروکار حاضر ہوں گے اور تمام خالص مومن اور خالص کافر حاضر ہوں گے، قصاص اور انتقام لیے جائیں گے۔ خداوند کریم کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

اس آیت کی (کہ ہم نے ارادہ کیا کہ جن کو زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا ان پر احسان کیا ان کو ہادی بنایا اور زمین کا مالک بنایا ۔۔۔۔۔۔) تاویل یہی ہے۔

(س قصص آیت ۵)

جناب سلمان کہتے ہیں: میں رسولؐ اکرم کی خدمت میں سے اٹھا اس کے بعد مجھے اس بات کی پرواہ نہ تھی کہ موت میری طرف آئے یا میں موت کی طرف جاؤں۔

(تفسیر برہان، بحارالانوار جلد ۵۳ ص ۱۴۲، الزام الناصب جلد ۲ ص ۲۳۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب امام مہدی عج کے اصحاب کے نام لیے تو ان میں حضرت سلمان کا نام بھی لیا۔

(تفسیر صافی، عیاشی، المیزان، برہان، ارشاد مفید ص ۳۶۵، المحجہ ص ۷۶)

۲۔ جناب مقداد:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے امام مہدی (عج) کے ظہور کے بارے میں ایک طویل خطبہ دیا اس میں ان کے اصحاب باوفا کا ذکر کیا فرمایا: بیس (۲۰) آدمی اہل یمن سے ہوں گے ایک ان میں سے حضرت مقداد ہیں۔

(بحار جلد ۵۳ ص ۸۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی حضرت مقداد کا نام امام مہدی عج کے یار و انصار میں لیا ہے۔ ارشاد مفید ص ۳۶۵، دلائل الامامہ ص ۲۴۷، بحار جلد ۵۳ ص ۹۱،

تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۲، صافی جلد ۳ ص ۲۳۸)

۳۔ جابر بن عبداللہ انصاری :۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام مہدیؑ (عج) کے اصحاب میں جابر ابن عبداللہ انصاری کا نام لیا ہے۔

(المحجہ ص ۶۷، دلائل الامامہ ص ۲۴۷)

۴۔ ابودجانہ انصاری :۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ابودجانہ انصاری امامؑ مہدی عج کے ظہور کے وقت اُن کے انصاروں میں ہوگا۔

(تفسیر برہان جلد ۲ ص ۴۱، صافی، عیاشی، نور الثقلین، المیزان جلد ۳ ص ۳۱۰)

حضرت ابودجانہ مرد، پُر ارزش اور غیور ہے۔ جنگ اُحد میں نصرت رسولؐ اکرم میں ثابت قدم رہا۔ سب چھوڑ کر چلے سوائے حضرت علیؑ اور ابودجانہ کے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ رسولؐ اکرم نے فرمایا! اے ابودجانہ میں نے اپنی بعیت تجھ سے اٹھالی تو بھی چلا جا۔ باقی رہا علیؑ وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں۔

ابودجانہ نے کہا: نہ ہرگز نہیں اللہ تعالی کی قسم میں ہرگز اپنے آپ کو آپؐ کی بیعت سے خارج نہیں کروں گا۔ میں نے آپؐ سے بیعت کی ہے اب آپ کو تنہا چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ اپنی اولاد اور زوجہ کی طرف جو ایک نہ ایک دن مرنے والے ہیں؟ یا اپنے گھر کی طرف جو ویران ہو جائے گا؟ یا مال و دولت کی طرف فنا ہو جائے گی؟ یا موت کی طرف جو ضرور آکر رہے گی؟ اس قدر رسولِ خداؐ کا دفاع کیا کہ زخموں کی کثرت کی

وجہ سے خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔

(تفسیر نور الثقلین جلد ۱ ص ۳۹۷)

۵۔ مالک اشتر:۔

مالک اشتر امیرالمومنینؑ کے باوفا اصحاب میں سے ہے شہادت امامؑ کے وقت کہتا تھا اے کاش! مالک، زیر آسمان نہ رہتا، رجعت کریں گے اور امامؑ آخرالزمان عج کے انصار میں سے ہوگا آنحضرت کی طرف سے جہاں کے ایک کونے میں حکومت کرے گا۔[۱]

۶۔ مفضل ابن عمر:۔

مفضل ابن عمر امام جعفر صادق علیہ السلام کے بزرگ اصحاب میں سے ہے۔ امامؑ نے اُسے خوشخبری دی کہ امام مہدی عج آخرالزمان کے اصحاب وانصار میں ہوگا۔

فرمایا: اے مفضل! تو قائم آل محمدؐ عج کے دائیں کھڑا ہوگا، امر ونہی کرے گا اس دن آج کے دن سے زیادہ تجھ سے فرمان حاصل کریں گے۔

(دلائل الامامہ ص ۲۴۸)

۷۔ حمران ابن اعین:۔

حمران ابن اعین حضرت زرارہ کا بھائی ہے اُن کا نام بھی امام ولی العصر عج کے مددگاروں

---

[۱] الحجہ ص ۷۶، ارشاد مفید ص ۳۶۵، بحار جلد ۵۳ ص ۹۱، جلد ۵۲ ص ۳۴۶، اعیان الشیعہ قسم سوئم ص ۱۵۳۔

میں لایا گیا ہے۔

یہ سات افراد ہیں اُن کے نام بیان ہوئے ہیں کہ رجعت میں لوٹ کر آئیں گے اور تین دوسرے نام ہیں جو سابقہ اُمتوں میں سے ہیں اُن کا ذاتی طور پر نام لے کر بیان ہوا ہے کہ:۔ (بَقِیَّۃُ اللّٰہِ اَرْوَاحُنَا لَہُ الْفِدَآءُ) کے ظہور کے وقت رجعت فرمائیں گے۔

۸۔ مومن آلِ فرعون:۔

فرعون نے ایک جلسہ مشورہ کے لیے رکھا، اس میں حضرت موسیٰ اور جو لوگ اُن پر ایمان لائے تھے۔ قتل کرنے کی رائے دی گئی، ایک مردِ آلِ فرعون سے جو حضرت موسیٰ کی پر پختہ ایمان رکھتا تھا لیکن اپنا ایمان چھپا رکھا تھا۔ بہت حکیمانہ انداز میں مطالب کو بیان ایسے انداز میں گفتگو کی کہ تمام حاضرین جلسہ کی رائے کو بدل کر رکھ دیا۔ وہ حکیمانہ کلام سورۃ مومن آیت ۲۸ تا ۴۴ میں بیان کیا ہے۔

قرآن کریم نے اس شخص کو مومن آلِ فرعون کہہ کر بیان کیا ہے احادیث میں بھی اسی عنوان سے مشہور ہوا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن آلِ فرعون، امام مہدی آخرالزمان (عج) کے انصار میں سے ہے۔

دلائل الامامۃ ص ۲۴۷، المحجہ ص ۷، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۲

۹۔ یوشع ابن نون:۔

یوشع ابن نون حضرت موسیٰؑ کے وصی تھے اُن کی زندگی کے حالات، امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی زندگی کے حوادث سے مشابہت رکھتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع ابن نون نے بہت ہی تکالیف و مصیبتیں دیکھیں خصوصاً بنی اسرائیل کے تین طاغوتوں سے۔ جب وہ تین ہلاک ہو گئے۔ اس وقت اُن کی گرفت مضبوط ہو گی۔

ان دو منافقوں نے حضرت موسیٰؑ کی زوجہ کو اپنا ہم خیال بنالیا اور ایک لاکھ کا لشکر اکٹھا کر کے یوشع ابن نون کے ساتھ جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے سخت جنگ ہوئی، اُن کے لشکر کو شکست ہوئی، راہ فرار اختیار کیا اور حضرت یوشع ابن نون کو فتح حاصل ہوئی۔

حضرت شعیبؑ کی بیٹی حضرت موسیٰؑ کی زوجہ تھی، گرفتار کر کے حضرت یوشع ابن نون کے پاس لائی گئی۔ حضرت نے اُسے فرمایا: میں نے تجھے دنیا میں معاف کیا، جب آخرت میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوگی اس وقت تیری شکایت کروں گا اور کہوں گا کہ تو نے اور تیری قوم نے میرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

حضرت موسیٰ کی زوجہ نے کہا: وائے ہو مجھ پر، اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے بہشت میں جانے کی اجازت مل جائے تو میں اس میں داخل ہونے سے شرم کروں گی۔ حضرت موسیٰ وہاں موجود ہوں گے میں نے اُن کی حرمت کو پارہ کیا ہے۔ پردہ سے نکل کر باہر آئی ہوں اور اُس کے وصی سے جنگ کی ہے[1]

اس حدیث کو مد نظر رکھیں۔ یوشع ابن نون اور حضرت علیؑ کے زمانے کے حالات ایک جیسے ہیں بالکل واضح ہیں۔ البتہ ایک فرق ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے وقت کی طاغیہ اب بھی تصور کرتی ہے کہ پردہ نشین ہے (وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ) کی مخالفت نہیں کی۔

---

[1] کمال الدین جلد ۱ ص ۱۵۴، امالی صدوق ص ۱۲۰، بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۳۶۶

قابل توجہ بات یہ ہے کہ حضرت یوشعؑ کی رحلت بھی ۲۱ رمضان المبارک کو ہے چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے امیر المومنینؑ کی شہادت کے دن اپنے خطبہ میں بیان کیا۔

(امالی صدوق ص ۱۹۲، بحار جلد ۴۳ ص ۲۷۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت یوشعؑ کا نام بھی بقیۃُ اللہ اَرْوَاحُنَا لَہُ الْفِداء کے اصحاب و انصار میں لیا ہے اور فرمایا ہے کہ ظہور کے بعد رجعت فرمائیں گے حضرت امام مہدی علیہ السلام عج) کے پہلے روز جب مکہ معظمہ میں امام بیعت لے رہے ہوں گے لوٹ کر آئیں گے۔ اور حضرت حجت عَجَّلَ اللہُ تعالیٰ فَرَجَہُ الشَّرِیف کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

(ارشاد مفید ۳۶۵، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۳۲، عاقی جلد ۳ ص ۲۳۰، برہان جلد ۲ ص ۴۱، المیزان جلد ۱۳ ص ۲۱۰، بحار جلد ۵۳ ص ۹۱۔

۱۰۔ اصحاب کہف :۔

اصحاب کہف کے بارے میں تفصیل کے ساتھ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں صرف اشارہ کرنا ہے۔ یہ کاروانِ توحید اپنے اعتقاد و ایمان کی حفاظت کے لیے اپنے شہر سے بھاگ نکلا اور غار میں پناہ لی وہاں اس کو تاریخی واقعہ پیش آیا ۳۰۹ سال غار میں رہے) یہ لوگ امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام عج کے انصاروں میں سے شمار ہوتے ہیں عالی رتبہ ہوگا۔ ظہور کے پہلے دن رجعت فرمائیں اور پہلے دن ہی بَقِیَّۃُ اللہِ اَرْوَاحُنَا لَہُ الْفِدَاء کی بیعت کریں گے۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۹۱، المحجہ ص ۷۶، المیزان جلد ۱۳ ص ۳۱۰، برہان جلد ۲ ص ۴۱،

صافی جلد ۳ ص ۲۳۸، عیاشی جلد ۲ ص ۳۲ نور الثقلین جلد ۲ ص ۸۵، ارشاد مفید ص ۳۶۵

احادیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سو تیرہ اصحاب امام مہدی عج میں سے ہیں جو پہلے دن بیعت کریں گے۔ اور حکومت حقہ میں روئے زمین پر امام آخرالزمان علیہ السلام (عج) کی طرف سے فرمانروا ہوں گے۔ اصحاب کہف کے بارے میں تصریح موجود ہے اور تین سو تیرہ اشخاص میں اُن کا نام موجود ہے۔ اعلام الوریٰ ص ۲۰۳، دلائل الامامہ ۲۰۹، ۳۱۹

رجعت پر اعتراضات

اور

ان کے جوابات

سابقاً آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ عقیدہ رجعت شیعوں کا خانہ ساز اور خود ساختہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ از رو ئے قرآن اس عقیدہ کا معتقد ہونا ضرورت دین سے ہے اور عقیدہ رجعت سے انکار متعدد محکمات قرآنیہ سے انکار کا دوسرا نام ہے۔

مگر بایں ہمہ عقیدہ رجعت سے انکار کیا گیا ہے اور اس انکار کی اساس چند لیسے فلسفیانہ اصول کو بنائے گئے جو کسی بھی صورت میں اسلام سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ کیونکہ از روئے اسلام ہم اس بات کے پابند نہیں کہ قرآن سے فلسفہ کو منوائیں۔ بعض لوگ قرآن کو فلسفہ سے مانتے ہیں جو اسلامی مسلمات کے سراسر منافی ہے۔

اگرچہ اعتراضات کا یہ سلسلہ کافی طویل ہے لیکن ذیل میں ہم چند ایک اہم اعتراضات مع جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض :۔

جو چیز ہو چکی ہے وہ ہو چکنے کی صلاحیت کی کیفیت دوبارہ کیسے حاصل کرے گی؟ یعنی اصولاً کسی چیز میں پہلے ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے بعد میں وہ چیز ہوتی ہے۔ اب جب ایک چیز صلاحیت کی منزل سے گزر کر مقام وجود میں آجائے وہ کیسے دوبارہ واپس ہٹ کر منزل صلاحیت میں جائے گی! ایسا ہونا عقلاً محال ہے۔ یہی صورت رجعت کے عقیدہ میں روذنما ہوگی نفس انسان میں مادہ سے مجرد ہونے کی صلاحیت اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک نفس انسانی جسم انسانی سے مربوط رہتا ہے۔ جب وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس وقت نفس انسانی مادہ سے مجرد یعنی علیحدہ ہو جاتا ہے اور وہ صلاحیت جو صلاحیت کی حد تک ہوتی ہے اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر عالم وجود میں آجاتی ہے یعنی نفس انسان مادہ سے مجرد ہو کر عقلی یا مثالی مرتبہ میں آجاتا ہے جو مادی مقام سے بدرجہا افضل اور برتر ہے اور نفس عقلی یا مثالی از روے وجود نفس مادی سے مضبوط تر اور قوی تر ہوتا ہے اس برتر مقام حاصل کر لینے کے بعد نفس کا دوبارہ مادہ سے مربوط ہونا گویا نفس کا مقام اعلیٰ کو چھوڑ کر واپس مقام ادنیٰ میں پہنچنا ہوگا جو عقلاً محال ہے۔

جواب :۔

مناسب ہوگا ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے جواب میں وہی کچھ پیش کر دیں جو آقائے علامہ طباطبائی نے اس مقام پر کہا ہے۔

جہاں تک اعتراض میں بنائی گئی اساس کا تعلق ہے وہ درست ہے۔ لیکن اس اصول کا مردہ کے زندہ ہونے پر انطباق غلط ہے۔ کیونکہ اگر انسان موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائے اور نفس انسانی مادہ سے جدا ہونے کے بعد دوبارہ مادہ سے مربوط ہو جائے تو اس کا مقصد مقام اعلیٰ سے مرتبہ ادنیٰ کی طرف واپسی ہرگز نہیں ہے۔ وجہ واضح ہے کہ انسانی نفس انسان کے نطفہ کے رحم مادر میں منتقل ہونے کے بعد اور چار ماہ پہلے تک بلکہ قبل ازیں یعنی موت سے قبل اور جسمانی رابطہ کے انقطاع سے قبل بھی نفس انسانی مجرد ہی ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر نفس انسانی کا جسم انسانی سے رابطہ ہو یا نہ ہو نفس انسانی ہر صورت میں مجرد ہی رہتا ہے بنابریں اگر موت کے بعد زندگی سے نفس انسانی کا تجرد کالعدم کہہ کر مقام اعلیٰ سے مقام ادنیٰ کی طرف واپسی کہی جائے تو پھر آغاز حیات انسان کے وقت بھی یہی سوال پیدا ہوگا جب کہ پہلے رابطہ کے متعلق کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ نفس انسانی مجرد عن المادہ ہونے کے بعد مربوط بالمادہ ہوا ہے اور یہ عقلاً محال ہے۔

جو چیز انسان کی موت سے نئی رونما ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ نفس کو جو تصرف موت سے قبل جسم انسان کے مادہ میں حاصل تھا موت کے بعد وہ تصرفات ختم ہوئے ہیں۔ اسے مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک کاریگر ایک وقت اپنے تمام آلات کے ساتھ مصروف عمل رہتا ہے پھر وہ کچھ عرصہ کے لیے آلات رکھ دیتا ہے اور ان میں تصرف نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر آلات اٹھا کر ان میں تصرف شروع کر دیتا ہے۔ بالکل یہی صورت نفس انسانی کی ہے کہ ایک وقت نفس انسانی جسم مادی سے مربوط تھا اور تمام جسم پر نفس انسانی کو تصرف حاصل تھا۔ پھر کچھ عرصہ کے لیے نفس انسانی سے جسمانی مادہ چھین لیا جاتا ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد نفس انسانی کو جسمانی مادہ دوبارہ دے دیا جاتا ہے۔

اس سے نہ تو نفس انسانی کا تجرد متاثر ہوتا ہے نہ ہی اس کے کسب کمال میں کوئی رکاوٹ آتی ہے اور نہ ہی اس کے اعلیٰ مقام سے ادنیٰ مرتبہ کی طرف واپسی بنتی ہے۔

ہم نے سرکار علامہ طباطبائی کے جواب کا خلاصہ پیش کیا ہے شائقین موصوف کی تفسیر المیزان جلد ۱ص ۲۰۹ اور ۲۰۵ پر تفصیل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

یہ جواب تو تھا اعتراض کا۔ اب ان کے اس اعتراض پر بطور نقض ہم بھی دو اعتراض کیے دیتے ہیں پھر دیکھیں گے ہیں نظریہ رجعت پر اعتراض کرنے والوں کی طرف سے ہمارے اعتراضات کے جوابات کب اور کیسے ملتے ہیں۔

۱۔ تمام وہ افراد جو الہامی کتب پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ قیامت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اور عقیدہ قیامت کا لازمہ یہ ہے کہ نفس انسانی دوبارہ جسم انسانی سے مربوط ہو اور اپنے اعمال کی جزا یا سزا پائے جو اعتراض عقیدہ رجعت پر کیا جاتا ہے وہ ہی اعتراض عقیدہ قیامت پر بھی ہوگا۔ لہذا ان کی طرف سے جو جواب ہمیں عقیدہ قیامت کے سلسلہ میں مقام اعلیٰ سے مقام ادنیٰ کی طرف واپسی کا ملے گا ہم وہی جواب عقیدہ رجعت کے سلسلہ میں پیش کریں گے۔

۲۔ قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ امم سابقہ میں سے چند ایک کے دوبارہ زندہ ہونے کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے سابقہ صفحات میں دس نمونے ہم نے بھی پیش کیے ہیں جو اعتراض عقیدہ رجعت پر کیا جاتا ہے وہی اعتراض سابقہ زندہ ہونے والے مردوں پر ہوگا۔ لہذا جو جواب عقیدہ رجعت پر اعتراض کرنے والے قرآن میں بتائے گئے مردوں کی زندگی کے متعلق دیں گے وہی جواب ہم عقیدہ رجعت کے اثبات میں دیں گے۔ علامہ شیخ مجتبیٰ قزوینی نے اپنی بے نظیر تصنیف بیان الفرقان میں بھی عقیدہ رجعت پر ہونے والے

اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں شائقین تفصیل وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

دوسرا اعتراض:۔

تناسخ۔یا۔آواگون۔

بعض دانشندوں نے رجعت کو آواگون کی جیب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ جس طرح ہندو دوسرے جنم میں جون بدلنے کے قائل ہیں اس لیے اسی طرح شیعہ ہندو تقلید میں رجعت کے نام سے آواگون کے قائل ہیں۔

جواب:۔

ان لوگوں نے یا آواگون کو نہیں سمجھا۔ یا رجعت کو نہیں سمجھا اور یا تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے دونوں کو سمجھنے کے باوجود سادہ لوح عوام کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

مناسب ہوگا اگر ہم آواگون اور رجعت کی تعریف علیحدہ علیحدہ کر دیں تاکہ جن لوگوں کو مغالطہ دیا گیا ہے ان کا ذہن صاف ہو جائے۔

آواگون، یا۔تناسخ۔

نفس انسانی ایک جسم کے ساتھ رہ کر کسب فضائل یا کسب رذائل کرتا ہے۔

جب فضائل یا رذائل کا نقطہ کمال آجاتا ہے تو اس جسم کی موت واقع ہو جاتی ہے یا نفس انسانی اس جسم سے اپنا رابطہ ختم کر کے اپنے اعمال کے مطابق دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے بالفاظ دیگر نفس ایک رہتا ہے اور جون یا جسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

رجعت:-

نفس انسانی جس جسم کو چھوڑتا ہے دوبارہ زندگی میں خواہ بصورت رجعت ہو یا بصورت قیامت اسی چھوڑے ہوئے جسم سے دوبارہ مربوط ہوتا ہے۔

امید ہے اب قارئین کے ذہن میں آواگون اور رجعت میں باہمی فرق نمایاں ہو گیا ہوگا۔

واضح سی بات ہے کہ جب ایک نفس دوسرے جسم میں منتقل ہو تو اس جسم کی دو میں سے ایک حالت ہوگی۔ یا تو اس جسم میں پہلے سے نفس موجود ہوگا یا نہ ہوگا اگر اس جسم میں نفس پہلے سے موجود ہو تو جسم واحد میں دو نفس جمع ہو جائیں گے جو عقلاً محال ہے اور اگر اس جسم میں پہلے سے کوئی نفس موجود نہ ہو تو مقام اعلیٰ سے مقام ادنیٰ کی طرف رجوع ہوگا یہ بھی عقلاً محال ہے۔

شیعہ نقطہ نگاہ سے عقلاً اور نقلاً ہر اعتبار سے تناسخ یا آواگون ناقابل تسلیم ہے۔ علمائے شیعہ کا آواگون کے بطلان پر اجماع ہے علامہ قزوینی نے بیان الفرقان ص۲۲۸ تا ص۲۴۸ پر تناسخ یا آواگون کے بطلان پر تفصیل سے لکھا ہے شائقین رجوع فرما سکتے ہیں

اعتراض نمبر ۳:

اجماع منقول

عقیدہ رجعت پر معترضین کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ عقیدہ رجعت کے دلائل میں سے اجماع اجماع منقول ہے اور اصولی اعتبار سے اجماع منقول اتنا زیادہ مستحکم نہیں ہوا کرتا کیونکہ اجماع منقول کی حیثیت خبر واحد کی ہوتی ہے۔

جواب :۔

اس اعتراض کا کئی اعتبار سے جواب دیا جا سکتا ہے۔

۱۔ عقیدہ رجعت کا اثبات اجماع میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ قرآنی آیات اور نبوی احادیث بھی اس عقیدہ کی مؤید ہیں۔

۲۔ عقیدہ رجعت کے سلسلے میں موجود اجماع کو اجماع منقول کہنا غلط ہے۔ یہ اجماع اجماع محصل ہے۔ علامہ قزوینی نے بیان الفرقان جلد ۵ ص ۲۴۳ پر تفصیل بیان فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی خیال رہے کہ رجعت کے سلسلہ میں اجماع صرف علمائے شیعہ کا نہیں ہے بلکہ شیعہ عوام بھی اس اجماع میں شامل ہیں لہذا شیعان عالم کے اجماع کو خبر واحد کہہ کر ٹال جانا آسان نہیں ہوگا۔

۲۔ مسئلہ رجعت اجماع وغیرہ جیسے دلائل سے بالاتر ہے سرکار علامہ عاملی نے الایقاظ صفحہ ۶، صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ عقیدہ رجعت ضروریات مذہب سے ہے۔

٭ ٭ ٭

اعتراض نمبر ۴:۔

خبر واحد

بعض اعتراض کنندگان نے یہ راگ الاپا ہے کہ رجعت کے سلسلہ میں موجود، احادیث و روایات حد تواتر کو نہیں پہنچتیں کیونکہ خبر متواتر وہ ہوتی ہے جو اپنے مرتبہ میں اس حیثیت میں ہو کہ اسے تواتر کہا جا سکتا ہے۔ جب کہ روایات رجعت اس پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لہذا جب روایات رجعت مقام تواتر تک نہ پہنچیں تو گویا اخبار احاد نہیں اور اخبار احاد مقام استدلال میں اتنی مستحکم نہیں ہوتیں کہ ان سے انکار نہ کیا جا سکے۔

جوابات:۔

شاید یہ لوگ خبر تواتر کی حقیقت سے نابلد نہیں یا تجاہل عارفانہ سے کام لیکر ناآشناؤں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ آیئے پہلے خبر تواتر کی توضیح کرتے ہیں تاکہ مغالطہ کی یہ راہ مسدود ہو جائے۔

خبر متواتر کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ تواتر لفظی۔

۲۔ تواتر معنوی۔

۳۔ تواتر اجمالی۔

چونکہ ہمارے اس مختصر رسالہ میں اتنی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس لیے ہم اپنے شائقین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ علامہ قزوینی کی معرکۃ الآرا تفسیر بیان الفرقان جلد ۵ ص ۲۶۳ اور ۲۷۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن علماء نے روایات رجعت کے سلسلہ میں دعوائے اجماع کیا ہے ان کا مقصود اجماع لفظی نہیں بلکہ اجماع معنوی ہے۔ ملاحظہ ایقاظ ص ۱۱۔ مجمع البیان جلد ۷ ص ۲۳۴۔ تفسیر صافی جلد ۲ ص ۶۷ اور المجلیٰ ص ۲۹۰۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۲۳ پر فرمایا ہے کہ اگر روایات رجعت کو متواتر نہ مانا جائے تو پھر تواتر کا کوئی اور مصداق ملے گا بھی نہیں۔

٭ ٭ ٭

اعتراض نمبر ۵:

عقیدہ رجعت عقلاً بعید ہے

بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عقیدہ رجعت از روئے عقل بعید ہے جبکہ کسی بھی عقیدہ کے لیے عقل کا ساتھ ضروری ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ اگر ہم نے اپنی رتی بھر عقل کو

اسلامی مسلمات و معتقدات کا معیار بنایا تو پھر بہت بڑا ہی فرق ہو جائے گا کیونکہ تمام انبیاء کے معجزات میں سے یہ معجزہ اپنے مقام پر ہماری عقل کی دسترس سے باہر ہے عقل کو معیار بنا کر ہم کسی بھی معجزہ کے معتقد نہیں رہ سکتے۔

علاوہ ازیں عقل کا کسی چیز کو ناممکن سمجھنا اس چیز کے وجود کی نفی ہرگز نہیں کر سکتا البتہ ایک فرق ہم بتلاتے چلیں کہ ناممکن یا محال کی دو اقسام ہوتی ہیں۔

۱۔ محال عقلی۔

۲۔ محال عادی۔

جہاں تک محال عقلی کا تعلق ہے اس میں ہم بھی اعتراض کنندگان کے ہمنوا ہیں کہ محال عقلی ناممکن ہوتا ہے ہر دور میں اور ہر حیثیت سے۔

لیکن بد قسمتی سے عقیدہ رجعت محالات عقلیہ سے نہیں ہے۔ بلکہ عقیدہ رجعت محالات عادیہ سے ہے۔ اسی طرح انبیاء کے تمام معجزات بھی محالات عقلیہ سے نہیں بلکہ محالات عادیہ سے ہیں مزید تفصیل کے لیے طول عمر امام کیطرف رجوع فرمائیں امید ہے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔

۞ ۞ ۞

اعتراض نمبر ۶:

دو آئمہؑ کا بیک وقت اجتماع

عقیدہ رجعت پر اعتراض کرنے والے نے ایک اور تنکے کا بھی سہارا لیا ہے اور وہ ہے ایک وقت میں دو آئمہؑ کا اجتماع۔ یعنی اگر زمانہ رجعت امام مہدیؑ کے وقت میں ہی شروع ہو جائے تو ایک وقت میں امام مہدیؑ کے ساتھ دوسرا امام بھی آجائے گا اور ایک وقت میں دو والی الامر جمع ہو جائیں گے اس دور کے مکلفین، مشکل میں پڑ جائیں گے ممکن ہے آئمہ کی فکری مصلحت میں اختلاف ہو جائے امام مہدیؑ ایک کام کو مناسب سمجھ کر اس کے بجالانے کا حکم دیں اور رجعت والے امام اسے مناسب نہ سمجھ کر اس سے منع کریں تو ایسی صورت میں مکلفین بے چارے کیا کریں گے۔ اور اگر رجعت کو امام مہدیؑ کے بعد فرض کیا جائے تو امام مہدیؑ کی شہادت کے بعد اور دوسرے امام کی رجعت سے پہلے کا عرصہ یونہی خالی رہے گا اور اس دور میں کرہ ارض رجعت خدا سے خالی رہ جائے گا جو اسلامی مسلمات کے منافی ہے۔

جواب :۔

سابقاً رجعت امام حسینؑ کے سلسلہ میں بتایا گیا ہے کہ زمانہ رجعت کا آغاز امام حسینؑ سے ہوگا۔ وہاں ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ امام حسینؑ کی رجعت امام مہدیؑ کی زندگی کے آخری لمحات میں اس طرح ہوگی کہ حضرت امام حسینؑ امام مہدیؑ کی تجہیز و تکفین اور تحنیط و

تدفین انجام دیں گے ایسی صورت میں نہ تو دو ائمہ کا وقت واحد میں اجتماع لازم آتا ہے نہ مکلفین کسی مشکل میں پڑتے ہیں اور نہ ہی کرہ ارض حجت خدا سے خالی رہتا ہے تفصیل کے لیے سرکار علامہ عاملی کی۔ الایقاظ ص۲۲۴ تا ص۲۲۶ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اعتراض نمبر: ۷

بعض علماء نے ایک اور گوشہ نکالا ہے کہ زمانہ رجعت میں نفس انسانی اپنے جسم اصلی میں نہیں بلکہ جسم مثالی میں ہوگا۔

جواب:۔

ان کی خدمت میں ہماری گزارش یہ ہے کہ اولاً جسم مثالی میں نفس انسانی کی واپسی تناسخ کی ایک قسم بنے گی جو کہ نہ صرف محال بلکہ ہمارے مسلمات کی رو سے باطل ہے۔

ثانیاً:۔ جسم مثالی میں واپسی احادیث مسلمہ کے خلاف ہے۔

ثالثاً:۔ جسم مثالی میں عقیدہ رجعت خلاف اجماع ہے۔

رابعاً:۔ بیچارہ جسم مثالی مفت میں رگڑا جائے گا کیونکہ جس جسم نے گناہ کیے تھے وہ تو آرام سے پڑا رہے اور جس غریب نے کوئی جرم ہی نہیں کیا اسے سزا دے دی جائے یہ عدل الٰہی کے خلاف ہے لہذا رجعت جسم مثالی میں نہیں جسم حقیقی اور اصلی میں ہوگی۔

اعتراض نمبر ۹

تاویل رجعت

بعض علما نے فرمایا احادیث رجعت کا معنی صرف امام مہدیؑ کی حکومت ہے چونکہ تمام نور واحد ہیں اس لیے ایک ہی کی حکومت کو تمام کی حکومت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنا براین عقیدہ رجعت کوئی بات نہیں ہے۔

جواب :۔

اولاً۔ یہ تاویل خلاف اجماع ہے۔

ثانیاً۔ یہ تاویل احادیث صریحہ کے خلاف ہے۔

ثالثاً۔ یہ تاویل مفہوم رجعت کے قطعی منافی ہے۔

رابعاً۔ اگر ایسی تاویل رجعت کے سلسلہ میں جائز ہو تو پھر اسلام میں کوئی مسلمہ قابل اعتماد نہ رہے گا اور ہر چیز ناقابل تاویل بن جائے گی یہ دروازہ اگر نہ ہی کھولا جائے تو بہتر رہے گا۔

علامہ عاملی نے ایقاظ ص۲۲۴ تا ص۲۲۶ پر اس تاویل کو بارہ جوابات سے رد کیا ہے۔

٭ ٭ ٭

اعتراض نمبر ۹

بُرے آثار

بعض علماء نے ایک اور سہارا لینے کی کوشش کی ہے اور یہ بڑا حیرت انگیز سہارا ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر عقیدہ رجعت تسلیم کر لیا جائے اور تمام لوگوں کو بتا دیا جائے تو ان کی جرأت گناہ میں اضافہ ہو جائے گا اور لوگ عملاً گناہوں کے ارتکاب میں اس امید پہ بے باک ہو جائیں گے کہ چلو آج گناہ کر لیں زمانہ رجعت میں توبہ کر لیں گے۔

جواب :۔

شاید ان لوگوں نے صرف رجعت کا نام سنا ہے اور اس عقیدہ کی تفصیل میں جانیکی زحمت گوارا نہیں فرمائی اگر ان لوگوں نے عقیدہ رجعت کو ذرا بھی غور سے ملاحظہ فرمایا ہوتا تو ایسی ڈھنگی ہرگز نہ بجاتے کیونکہ عقیدہ رجعت میں صراحت سے یہ بتا دیا گیا ہے کہ

اولاً :۔ زمانہ رجعت زمانہ توبہ نہیں ہوگا۔ اس دور میں صرف گناہوں کی سزا ملے گی۔

ثانیاً :۔ عقیدہ رجعت میں تمام دنیا کی واپسی نہیں بلکہ بعض اہم مجرمین اور مظلومین کی واپسی ہے جس میں مظلومین اپنے ظالموں سے دنیا میں انتقام لیں گے۔

علاوہ ازیں اگر یہی بات مان لی جائے تو پھر یہ نظریہ صرف عقیدہ رجعت میں منحصر نہیں رہتا بلکہ ہر مجرم کے لیے ہر وقت موجود رہتا ہے اور ہر مجرم اس توقع پر گناہ کا ارتکاب کر سکتا ہے کہ اس وقت تو گناہ کر لوں پھر توبہ کر لوں گا خواہ زمانہ رجعت ہو یا نہ ہو

یہ بھی خیال رہے کہ جو لوگ عقیدہ رجعت کے معتقد نہیں وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں زمانہ رجعت میں توبہ کا وقت گزر چکا ہوگا۔ اس میں صرف چند مجرمین سے چند مظلومین اپنے ظلم کا انتقام لیں گے اور دنیا دیکھ لے گی کہ ظالم ظالم ہوتا ہے اور مظلوم مظلوم۔

☆ ☆ ☆

اعتراض نمبر ۱۰

عقیدہ رجعت سے قیامت بے فائدہ رہ جاتی ہے!

یعنی اگر عقیدہ رجعت کے مطابق رجعت کو حتمی قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قیامت میں حشر و نشر کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ عقیدہ قیامت سے مقصود بھی ہیں مجرمین کی سزا اور محسنین کی جزا ہے۔ جب یہ جزا و سزا رجعت میں ہو جائے گی تو پھر قیامت کس درد کی دوا ہوگی۔

جواب:

عقیدہ رجعت کا ہر لحاظ سے مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے اس قسم کے اعتراضات جنم لیتے ہیں۔ ورنہ عقیدہ رجعت کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ اس سزا سے سزائے قیامت ختم ہو جائے گی۔

بلکہ عقیدہ رجعت کی بنیاد یہ ہے کہ مجرم کو دو سزائیں ملتی ہیں ایک تو دنیا میں

اور دوسری آخرت ہیں اگر ایک زانی بلا توبہ کیے مرجاتا ہے تو آخرت میں اسے جرم کی صرف ایک سزا ملے گی لیکن اگر ایک زانی زنا کرتا ہے۔ شرعی حکومت اس پر حد زنا جاری کرتی ہے مگر با ایں ہمہ وہ اپنے جرم سے توبہ نہیں کرتا اور مرجاتا ہے تو قیامت میں اسے جو زنا کی سزا ملے گی وہ یقیناً دوسری سزا ہوگی اور وہ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں پہلے دنیا میں اس جرم کی سزا بھگت چکا ہوں۔

دنیاوی سزاؤں کا مقصد صرف معاشرہ کو پُرامن رکھنا ہوتا ہے۔ اور اخروی سزاؤں کا مقصد اعمال کی حقیقی سزا یا جزا ہوتی ہے۔

زمانہ رجعت میں جن مجرمین کو سزا ملے گی وہ دنیاوی سزا ہوگی جس سے معاشرہ کو پُر امن اور پُرسکون بنانا مقصود ہوگا۔ اس سے قیامت کے حساب کتاب پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑے گا۔

حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کا فرمان

ترجمہ:-
ہم تمہارے حال کے لیے رعایت میں کوتاہی نہیں کرتے اور تمہاری
یاد کو اپنے دل سے محو نہیں کرتے۔
(بحار جلد ۵۳ ص ۱۷۵)

کتاب نامہ رجعت

رجعت کا مسئلہ چونکہ شیعان علی کے ساتھ مخصوص تھا علمائے شیعہ نے اس مسئلہ پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن طول تاریخ میں جو حوادثات زمانہ سے علمائے اعلام کے گھر تباہ و برباد ہوتے رہے، کتابیں بھی ضائع ہوتی رہیں بعض جو کتابیں مستقل اس موضوع (رجعت) پر لکھی گئی ہیں اُن کے نام یہ ہیں۔

نام کتاب	مصنف	وفات
۱۔ اثبات الرجعہ	مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ	۱۱۱۰ ہجری
	اس کتاب میں دو سو حدیث ہیں زبان فارسی میں ہندوستان میں چھپی ہے۔ (الذریعہ جلد ۱ ص ۹۰ امل الآمل جلد ۲ ص ۲۴۸۔)	
۲۔ اثبات الرجعہ۔	آقا جمال خوانساری	۱۱۲۵ ہجری الذریعہ جلد ۱ ص ۹۱
۳۔ اثبات الرجعہ۔	شیخ حسن بن خالد بن سلمان حلی	۷۵۷ ہجری۔ الذریعہ جلد ۱ ص ۹۱، روضات الجنات جلد ۲ ص ۲۹۳
	مرحوم شہید اول سے اجازہ حاصل کیا تھا (مختصر البصائر) کا بھی	

نام کتاب	مصنف	کیفیت و وفات
	مؤلف ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بہت سی احادیث رجعت کے باب میں نقل کی ہیں ۔ بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۴	
۴۔ اثبات الرجعہ	مرزا حسن بن مولی عبدالرزاق لاہیجی	فارسی میں لکھی گئی ہے۔ الذریعہ جلد ۱ ص ۹۲
۵۔ اثبات الرجعہ	حسن بن سید ہادی عاملی کاظمی آل صدر	الذریعہ جلد ۱ ص ۹۲
۶۔ اثبات الرجعہ	علامہ حلی (حسن بن یوسف مطہر)	وفات ۷۲۶ ہجری الذریعہ جلد ۱ ص ۹۲
۷۔ اثبات الرجعہ	شیخ محمد رضا طبسی	۱۳۵۴ ہجری نجف اشرف میں چھپی ہے اردو میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔ الذریعہ جلد ۱/ ۹۲
۸۔ اثبات الرجعہ	محمد رضا طبسی توسط سید محسن نواب	عربی میں ۱۳۵۵ ہجری میں نجف اشرف میں چھپی ہے۔ الذریعہ جلد ۱ ص ۹۲
۹۔ اثبات الرجعہ	شیخ محمد سلیمان بن آل احمد، آل عبدالجبار قطیفی	ہجری ۱۲۶۶ الذریعہ جلد ۱ صفحہ نمبر ۹۲
۱۰۔ اثبات الرجعہ	مفتی میر محمد عباس	۱۳۰۶ ہجری الذریعہ جلد ۱ ص ۹۲
۱۱۔ اثبات الرجعہ	محقق کرکی (علی بن حسین بن عبدالعالی	۹۴۰ ہجری، جلد ۱ ص ۹۲

نام کتاب	مصنف	متوفی و کیفیت
۱۲۔ اثبات الرجعہ	فضل بن شاذان ازدی	۲۶۰ ہجری امام رضاؑ کے اصحاب میں سے تھے مکتب اہل بیتؑ کا دفاع کرتے ہوئے زندگی بسر کی ۱۸۰ جلد کتابیں لکھی ہیں تین جلد رجعت کے بارے میں ہیں۔ بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۲، فہرست شیخ طوسی ص ۱۵۴، الیقاظ ص ۶۲، مجمع رجال الحدیث جلد ۱۳ ص ۲۸۹
۱۳۔ اثبات الرجعہ	مولوی سلطان محمود	علامہ مجلسی کے شاگردوں میں سے تھے شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید کی تلخیص کی۔ امل الآمل جلد ۲ ص ۳۱۶
۱۴۔ اثبات الرجعہ	سید محمد مومن استر آبادی	۱۰۸۸ ہجری۔ مکہ معظمہ میں مقیم تھے وہاں ہی شہید ہوئے۔ شہداء الفضیلہ ص ۱۹۹، امل الآمل جلد ۲ ص ص ۲۹۶، الذریعہ جلد ۱ ص ۹۴ الذریعہ جلد ۱ ص ۱۶۳
۱۵۔ اثبات الرجعہ	شیخ شرف الدین یحییٰ بحرانی	الذریعہ جلد ۱ ص ۹۵
۱۶۔ ارشاد الجہلہ	احتمالاً مولی محمد ہاشم خراسانی	الذریعہ جلد ۱ ص ۵۱۲

نام کتاب	مصنف	متوفی و کیفیت
۱۷۔ الایقاظ من الہجعہ	شیخ حرّ عاملی	۱۱۰۴ ہجری ۔ الذریعہ جلد ا ص ۱۴۴ چھ سو سے زیادہ احادیث اور ۶۴ آیات درج کی ہیں۔
۱۸۔ بیان الفرقان	الحاج شیخ مجتبیٰ قزوینی	۱۳۸۶ ہجری، پانچویں جلد (شیعت و رجعت) کے مسئلہ سے مخصوص ہے۔ گنجینہ دانش مندان جلد، ص ۱۵۵
۱۹۔ تفریج الکربیہ	سید محمود حسین کاظمی	شیخ حر عاملی کے ہم عصر تھے۔ امل الامل جلد ۲ ص ۳۱۶ الیقاظ ص ۲ الذریعہ جلد ا ص ۹۴
۲۰۔ حذو النعل بالنعل	فضل بن شاذان	ہجری ۲۶۰ الذریعہ جلد ۶ ص ۲۹۱ الیقاظ ص ۶۲
۲۱۔ حذو النعل بالنعل	شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ	۳۸۱ ہجری الذریعہ جلد ۶ ص ۲۹۲ معجم رجال الحدیث جلد ۱۶ ص ۳۱۱ الیقاظ ص ۶۳۔ فہرست شیخ طوسی ص ۱۵۶
۲۲۔ دحض البدعہ	شیخ محمد علی ہمدانی صاحب	یہ رجعت کے بارے میں مبسوط کتاب ہے ۱۳۵۴ ہجری میں نجف اشرف میں چھپی ہے الذریعہ جلد ۸ ص ۵۰

نام کتاب	مصنف	سنِ وفات و کیفیت
۲۳۔ الرجعہ واحادیثہا	سید احمد بن حسن بن اسماعیل	۱۲۷۷ ہجری میں لکھی گئی۔ الذریعہ جلد۱ص(۹۱)
۲۴۔ الرجعہ	مولی حبیب اللہ کاشانی	۱۳۴۰، الذریعہ جلد۱۰ص۱۶۱ فارسی میں ایران میں چھپی
۲۵۔ الرجعہ واحادیثہا	فضل بن شاذان	۲۶۰ ہجری شیخ آقا بزرگ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اثبات الرجعہ کے علاوہ ہے اور آیت اللہ خوئی نے اُن سے یہی کتابیں (رجعت) کے عنوان پر نقل کی ہیں۔ الذریعہ جلد۱ ص ۲۸۲ معجم رجال الحدیث جلد۱۳ص ۲۸۹
۲۶۔ الرجعہ	شیخ صدوق	۳۸۱ قمری ، الذریعہ جلد۱۰ص۱۶۳ الیقاظ ص ۶۳، بحار جلد۵۳ص ۱۲۳
۲۷۔ الرجعہ	محمد بن مسعود عیاشی	۳۰۰ ہجری صاحب تفسیر عیاشی از علمائے بزرگ الذریعہ جلد۱ ص ۲۳۳، الیقاظ ص ۶۳۔
۲۸۔ الرجعہ	احمد بن داؤد بن سعید فزاری جرجانی	۳۰۰ ہجری تیسری صدی ہجری میں علمائے شیعہ میں سے گزرے ہیں

نام کتاب	مصنف	متوفی و کیفیت
		حاکم دوم رخلیفہ دوم) کی رد میں ایک حدیث بیان کرنے پر محمد بن طاہر خزاعی خراسان کے حاکم نے دستور دیا کہ ایک ہزار تازیانہ ماریں پھر ہاتھ پاؤں اور زبان کو قطع کر دو اس کو تختہ دار پر لٹکایا۔ فہرست شیخ طوسی ص ۶۲، رجال کشی ص ۵۳۲، بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۳
۲۹۔ الرجعہ	حسن بن علی حمزہ بطائنی	امام رضا علیہ السلام کے زمانہ میں زندگی بسر کی (علمائے واقفیہ) میں سے تھے۔ ایقاظ ص ۶۲، بحار جلد ۵۳ ص ۱۲۳، معجم رجال الحدیث جلد ۵ ص ۱۴۔
۳۰۔ البضعہ فی الرجعہ	سید علی نقوی لکھنوی	۱۳۵۴ ہجری میں ماہ نامہ الرضوان میں چھپی ہے۔ الذریعہ جلد ۲۳ ص ۹۸ بزرگ علمائے شیعہ نے اس موضوع پر مستقل جو کتابیں لکھی ہیں وہ بطور نمونہ لکھی ہیں تھوڑی مدت میں یہی لکھ سکے ہیں، اطلاعات

نام کتاب	مصنف	متوفی وکیفیت
		جستجو کرنے والے ان کے ماخذ ومنابع کی طرف رجوع فرمائیں جستجو کرکے کافی وافی مقدار میں مزید کتب کے نام پیدا کر سکتے ہیں۔

منابع ـــ مدارک ـــ کتاب

نام کتاب	مصنف	متوفی
۱۔ اثبات الہداۃ	شیخ حر عاملی صاحب وسائل الشیعہ	۱۱۰۴ ہجری
۲۔ احتجاج طبرسی	ابو منصور، احمد بن علی طبرسی	۱۳۰۲ میں تعلیقات سید محمد باقر خراسان کے ساتھ چھپی
۳۔ احقاق الحق	شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری	۱۰۱۹ ہجری میں شہید ہوئے۔ آیۃ اللہ مرعشی نجفی کی تعلیقات و تحقیقات کے ساتھ تہران میں چھپی ہے۔

نام کتاب	مصنف	متوفی
۴- ارشاد مفید چاپ ١٣٧٩ھ	محمد بن محمد	۴١٣ ہجری
۵- اصول کافی با ترجمہ سید جواد مصطفوی	محمد بن یعقوب	٣٢٩ ہجری
٦- اعلام الوریٰ چاپ ١٣٩٩ تہران	امین الاسلام، ابو علی فضل بن حسن طبرسی	چھٹی ہجری
٧- اعیان الشیعہ جزء چہارم حصہ سوئم	سید محسن جبلی عاملی	١٣٧١ ہجری
٨- اقبال الاعمال چاپ آفسٹ تہران	سید ابن طاؤس	٦٦۴ ہجری
٩- الزام الناصب چوتھا ایڈیشن (بیروت)	شیخ علی یزدی حائری	١٣٣٣ ہجری
١٠- الامام المہدی چاپ دوم (١۴٠٢ ہجری) بیروت	علی محمد علی دخیل	
١١- امل الامل چاپ ١٣٨٥ھ نجف اشرف	شیخ حر عاملی	ہجری ١١٠۴
١٢- الانوار اللامعہ در شرح زیارت جامعہ، آٹھواں ایڈیشن ١۴٠٢ھ میں چھپی	سید عبداللہ شبر	
١٣- او خواہد آمد	داود الہامی رعلی اکبر مہدی پور	آٹھواں ایڈیشن ١۴٠٣ھ میں چھپی

نام کتاب	مصنف	متوفی
۱۴- الایضاح ایڈیشن ۱۴۰۲ھ بیروت	فضل ابن شاذان	۲۶۰ ہجری
۱۵- الایقاظ من الہجعہ بالبرہان علی الرجعہ	شیخ حر عاملی بن حسن اطر	باترجمہ فارسی ایڈیشن ۱۳۴۱ ہجری شمسی قمری۔
۱۶- بحار الانوار ایڈیشن ۱۱۰ تہران	علامہ مجلسی مولی محمد باقر بن محمد تقی	۱۱۱۰ھ
۱۷- البرہان فی علامات مہدی آخر الزمانؑ ایڈیشن ۱۳۹۹ھ قمری	علی بن حسام الدین متقی ہندی	۹۷۵ ہجری
۱۸- البلد الامین ایڈیشن تہران	شیخ ابراہیم کفعمی	۹۰۰ ہجری
۱۹- بیان الفرقان ایڈیشن ۱۳۸۰ ہجری مشہد	حاجی شیخ مجتبیٰ قزوینی	۱۳۸۷ ہجری
۲۰- البیان فی اخبار صاحب الزمانؑ ایڈیشن ۱۳۹۹ھ بیروت باتعلیقات محمد مہدیؑ خراسان	حافظ محمد عبداللہ یوسف گنجی شافعی	۲۵۸ ہجری قمری

نام کتاب	مصنف	متوفی
۲۱- پرتوی از قرآن تیسرا ایڈیشن تہران	سید محمود طالقانی	۱۳۹۹ ہجری
۲۲- تاریخ مابعد از ظہور دوسرا ایڈیشن، بیروت	سید محمد صدر	
۲۳- ترجمہ تفسیر المیزان گروہی دانشندان ایڈیشن بنیاد علامہ طباطبائی۔	علامہ طباطبائی	۱۴۰۲ ہجری
۲۴- تفسیر برہان دوسرا ایڈیشن تہران	سید ہاشم بحرانی	۱۴۰۹ ہجری
۲۵- تفسیر بصائر پہلا ایڈیشن قم	یعسوب الدین رستگار	
۲۶- تفسیر صافی ایڈیشن ۱۳۹۹ ہجری بیروت	فیض کاشانی	۱۰۹۱ ہجری
۲۷- تفسیر عیاشی ایڈیشن ۱۳۸۰ ہجری تہران	محمد ابن مسعود عیاشی	تیسری صدی ہجری
۲۸- تفسیر قمی ایڈیشن تہران	علی ابن ابراہیم بن ہاشم	بعد از ہجری ۳۰۷

نام کتاب	مصنف	متوفی
۲۹۔ تفسیر فرات ایڈیشن نجف اشرف	فرات بن ابراہیم کوفی	۳۹۲ ہجری
۳۰۔ تنزیہ الانبیاء ایڈیشن ۱۲۹۰ تبریز	سید مرتضیٰ علم الہدیٰ	۴۳۶ ہجری
۳۱۔ تہذیب الاحکام ایڈیشن تہران	شیخ طوسی ابوجعفر محمد بن الحسن	۴۶۰ ہجری
۳۲۔ جزیرہ خضراء دوسرا ایڈیشن ۱۳۰۵ ہجری قمری	علی اکبر مہدی پور	
۳۳۔ جمال الاسبوع ایڈیشن ۱۳۳۰ ہجری تہران	سید ابن طاؤس	۶۶۴ ہجری
۳۴۔ جوامع الجامع ایڈیشن تہران ۱۴۰۲ ہجری	ابوعلی فضل بن حسن طبرسی	۵۴۸ ہجری
۳۵۔ حیات دائرۃ المعارف ترکی ایڈیشن استنبول ۱۹۶۰ء میلادی		
۳۶۔ خصال ایڈیشن ۱۳۰۳ ہجری قمری	شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ	۳۸۱ ہجری
۳۷۔ الدر المنثور ایڈیشن ۱۳۱۴ھ	جلال الدین عبدالرحمن سیوطی	ہجری ۹۱۱

نام کتاب	مصنف	متوفی
۳۸۔ دلائل الامامہ، ایڈیشن ۱۳۸۳۔ نجف اشرف	ابو جعفر محمد بن جریر طبری	چوتھی صدی ہجری
۳۹۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ایڈیشن بیروت	شیخ آغا بزرگ تہرانی	۱۳۸۹ ہجری قمری
۴۰۔ رجال شیخ طوسی، ایڈیشن نجف اشرف	ابو جعفر محمد بن الحسن	۴۶۰ ہجری
۴۱۔ رجال کشی و اختیار معرفۃ الرجال ایڈیشن ۱۳۰۴ ہجری شمسی مشہد	شیخ طوسی	۴۶۰ ہجری
۴۲۔ روضات الجنات ایڈیشن ۱۳۹۰ ہجری تہران	سید محمد باقر خوانساری	۱۳۱۳ ہجری
۴۳۔ رجال نجاشی ایڈیشن ۱۳۹۸ ہجری قمری	ابو العباس احمد بن علی ابن احمد نجاشی	۴۵۰ ہجری
۴۴۔ روضہ کافی ایڈیشن تہران۔	محمد بن یعقوب کلینی	۳۲۹ ہجری
۴۵۔ روضۃ الواعظین۔ ایڈیشن سنگی ۱۳۰۳ ہجری تہران	ابو علی محمد بن علی بن احمد نیشاپوری معروف ابن فارسی	

نام کتاب	مصنف	متوفی
۴۶۔ سلیم بن قیس، ایڈیشن ۱۴۰۰ ہجری بیروت	حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھا سلیم بن قیس	۹۰ ہجری
۴۷۔ سنن ابن ماجہ، ایڈیشن ۱۳۹۵ ہجری بیروت	حافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی	۲۷۵ ہجری
۴۸۔ سنن ابی داؤد ایڈیشن بیروت	سلیمان بن اشعث سجستانی	۲۷۵ ہجری
۴۹۔ سنن ترمذی ایڈیشن ۱۳۵۷ ہجری قاہرہ	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ	۲۷۹ ہجری
۵۰۔ شہداء الفضیلۃ ایڈیشن قم ۱۳۹۳ ہجری	حاجی شیخ عبدالحسین امینی۔ صاحب الغدیر	۱۳۹۰ ہجری
۵۱۔ صحیح بخاری، چار جلدی مصری با حواشی سندی	ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم	۲۵۶ ہجری
۵۲۔ صحیح مسلم ایڈیشن بیروت ۱۳۷۲ با تحقیقات محمد فواد الباقی	مسلم بن حجاج نیشاپوری	۲۶۱ ہجری
۵۳۔ طول عمر امام زمان علیہ السلام دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۲ ہجری تہران	علی اکبر مہدی پور	
۵۴۔ عقد الدرر ایڈیشن قاہرہ ۱۳۹۹	یوسف بن یحییٰ مقدس شافعی	ساتویں صدی ہجری

متوفی	مصنف	نام کتاب
۳۸۱ ہجری	شیخ صدوق، ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ	۵۵۔ عیون الاخبار۔ ایڈیشن تہران
۱۳۹۰ ہجری	حاجی شیخ عبدالحسین امینی تبریزی	۵۶۔ الغدیر، ایڈیشن بیروت ۱۳۸۷ ہجری
تیسری صدی ہجری	ابوزینب محمد بن ابراہیم نعمانی	۵۷۔ غیبت نعمانی، ایڈیشن تہرانی ۱۳۹۷ ہجری
۴۶۰ ہجری	شیخ طوسی ابوجعفر محمد بن حسن	۵۸۔ غیبت شیخ طوسی، تیسرا ایڈیشن نجف اشرف
۴۶۰ ہجری قمری	ابوجعفر محمد بن الحسن	۵۹۔ فہرست شیخ طوسی، بیروت تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۳ ہجری
۱۳۶۲ھ	شمس الدین سامی افندی	۶۰۔ قاموس الاعلام ترکی ایڈیشن ۱۳۰۶ استنبول
۳۶۸ ہجری	جعفر بن محمد بن قولویہ	۶۱۔ کامل الزیارات باتعلیقات علامہ امینی ایڈیشن ۱۳۵۶ ہجری نجف اشرف
۵۲۸ ہجری	جاراللہ بن عمر زمخشری	۶۲۔ تفسیر کشاف۔ چاپ آفست قم

نام کتاب	مصنف	متوفی
۶۳۔ کفایۃ الاثر، ایڈیشن ۱۴۰۱ ہجری قم	علی بن محمد بن علی خزاز	چوتھی صدی ہجری
۶۴۔ کلمۃ الامام المہدی ایڈیشن ۱۴۰۰ ہجری بیروت	سید حسن شیرازی	۱۴۰۰ ہجری
۶۵۔ کمال الدین وتمام النعمہ ایڈیشن ۱۳۹۵ ہجری تہران	شیخ صدوق	۳۸۱ ہجری
۶۶۔ کنز العمال، ایڈیشن ۱۳۹۹ ہجری	علی بن حسام الدین متقی ہندی	۹۷۵ ہجری
۶۷۔ گنجینۂ دانش مندان، ایڈیشن قم	محمد شریف رازی	
۶۸۔ لسان العرب، ایڈیشن ۱۴۰۵ ہجری قم	ابوالفضل محمد بن مکرم ابن منظور مصری	۷۱۱ ہجری
۶۹۔ لغت نامہ دھخدا، ایڈیشن سازمان لغت نامہ دھخدا، دوسرا ایڈیشن تہران		
۷۰۔ لوائح الانوار۔ ایڈیشن مصر ۱۳۲۳ ہجری	محمد سفارینی حنبلی	۱۱۸۸ ہجری

نام کتاب	مصنف	متوفی
۷۱۔ مجالس مفید، ترجمہ الفصول المختارہ ترجمہ آقا جمال خوانساری، ایڈیشن ۱۳۶۲ ہجری تہران	شیخ مفید، انتخاب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ۔	
۷۲۔ مجمع البیان، ایڈیشن ۱۳۷۹ ہجری تہران	ابو علی فضل بن حسن طبرسی	۵۴۸ ہجری
۷۳۔ المجلی، ایڈیشن تہران	ابن ابی جمہور احسائی صاحب عوالی اللآلی	
۷۴۔ المحجہ فیما نزل فی القائم المحجہ ایڈیشن ۱۴۰۳ ہجری بیروت	سید ہاشم بحرانی	۱۱۰۹ ہجری
۷۵۔ مراۃ العقول۔ ایڈیشن ۱۳۹۸ ہجری تہران	علامہ مجلسی	۱۱۱۰ ہجری
۷۶۔ مزار شہید	شمس الدین محمد بن مکی	۷۸۶ ہجری
۷۷۔ مزار کبیر	محمد بن جعفر بن علی بن جعفر مشہدی	

نام کتاب	مصنف	متوفی
۷۸۔ مستدرک حاکم، مستدرک صحیحین، ایڈیشن بیروت	حاکم نیشاپوری محمد بن عبد اللہ بن حمدویہ	۴۰۵ ہجری
۷۹۔ مستدرک سفینہ، ایڈیشن ۱۳۵۶ ہجری شمسی مشہد	محدث حاج شیخ علی نمازی	
۸۰۔ المشرب الوردی فی اخبار المہدی۔ نسخہ خطی کتاب خانہ سلیمانیہ استنبول میں اور کتاب خانہ حکومت برلن غربی میں موجود ہے۔	ملا علی قادری	۱۰۴۱ ہجری
۸۱۔ مشکات المصابیح، ایڈیشن دمشق با تحقیقات محمد ناصر البانی	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی	بعد از ۷۴۱ ہجری
۸۲۔ مصباح الزائر۔ ایڈیشن تہران	سید ابن طاؤس	۶۶۴ ہجری
۸۳۔ مصباح المتہجد ایڈیشن آفسٹ قم	شیخ طوسی	۴۶۰ ہجری

نام کتاب	مصنف	متوفی
۸۴۔ مصباح لفعمی۔ ایڈیشن ۱۳۴۹ ہجری تہران	تقی الدین ابراہیم بن علی کفعمی	۹۰۰ ہجری
۸۵۔ معانی الاخبار، ایڈیشن ۱۳۶۱ ہجری شمسی قمری	شیخ صدوق	۳۸۱ ہجری
۸۶۔ معجم رجال الحدیث ایڈیشن تیسرا ہجری ۱۴۰۳ بیروت	آیت اللہ العظمیٰ حاج سید ابوالقاسم خوئی مدظلہ	۳۸۱ ہجری
۸۷۔ تکیال المکارم فی فوائد الدعاء القائم۔ ایڈیشن دوسرا ۱۳۹۷ ہجری قمری	حاجی مرزا محمد تقی موسوی اصفہانی	۱۳۴۸ ہجری
۸۸۔ الملاحم والفتن، ایڈیشن پانچواں ۱۳۹۸ ہجری بیروت	سید ابن طاؤس	۶۶۴ ہجری
۸۹۔ تفسیر المنار، ایڈیشن بیروت اور ایڈیشن مصر ۱۳۵۴ ہجری	محمد رشید رضا سلسلہ درس استاد شیخ محمد عبدہ	

نام کتاب	مصنف	متوفی
۹۰۔ مناقب آل ابی طالب	ابوجعفر محمد بن علی بن شہر آشوب	۵۸۸ ہجری
۹۱۔ المہدی، ایڈیشن ۱۳۹۸ ہجری۔ بیروت	مرحوم آیت اللہ صدر الدین صدر	۱۳۷۳ ہجری
۹۲۔ المیزان، ایڈیشن تیسرا، بیروت	علامہ سید محمد حسین طباطبائی	۱۴۰۲ ہجری
۹۳۔ نہج البلاغہ، ایڈیشن ۱۳۸۷ ہجری۔ بیروت باتعلیقات صالح اصبحی	مرحوم سید رضی	۴۰۶ ہجری
۹۴۔ نور الابصار، ایڈیشن مصر	مومن بن حسن بن مومن شبلنجی	۱۲۹۰ ہجری
۹۵۔ نور الثقلین۔ ایڈیشن ۱۳۸۳ ہجری قم	عبد العلی حویزی	۱۱۱۲ ہجری
۹۶۔ وسائل الشیعہ چوتھا ایڈیشن ۱۳۹۱ھ بیروت	محدث بزرگ شیخ حرعا	۱۱۰۴ ہجری
۹۷۔ یاد مہدیؑ ایڈیشن ۱۴۰۵ ہجری تہران۔	محمد خادمی شیرازی	

نام کتاب	مصنف	متوفی
۹۸۔ ینابیع المودہ۔ آٹھواں ایڈیشن ۱۳۸۵ ہجری قمری	حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی	۱۲۹۴ ہجری
۹۹۔ یوم الخلاص۔ ایڈیشن چوتھا ۱۴۰۲ ہجری بیروت	کامل سلیمان از دانشمندان معاصر جبل عادل	
۱۰۰۔ الیوم الموعود۔ تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۳ ہجری بیروت	سید محمد صدر	

پاکستان کی مقبول ترین قدیم و مستند

امامیہ جنتری

ناشر

افتخار بکڈپو (رجسٹرڈ)، اسلام پورہ، لاہور

ACC No. 10,885 Date 30/3/99
Section .... Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

NAJAFI BOOK LIB
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No. 2
KARACHI

ولی العصر ٹرسٹ

مفتاح الجنۃ (چار چار کے اعداد پر مجالس کا مجموعہ)
از آقائی مقدس زنجانی ۔ ہدیہ ۵۳ روپے

انوار الخمسہ (پانچ پانچ کے اعداد پر مجالس کا مجموعہ)
از آقائی مقدس زنجانی ۔ ہدیہ ۱۵۰ روپے

انوار الزہرا علیہا السلام
از آقائی سید حسن ابطحی ۔ (زیر طبع)

علیؑ فی القرآن
از سید صادق حسینی شیرازی
ہدیہ ۷۰ روپے

پروازِ روح
از آقائی سید حسن ابطحی
ہدیہ ۳۰ روپے

رجعت یا حکومت اہل بیت رسول
از آقائی خادمی شیرازی ۳۶ ر

عزاداری از دیدگاہ مرجعیت
از علی خلخالی ۔ ہدیہ ۴۲ روپے

تاریخچہ عزاداری حسینی
از آقائی ۔ آستانی (زیر طبع)

معالی السبطین (زیر طبع)

نفس المہموم از آقائی شیخ عباس قمی اعلیٰ اللہ

ریاض القدس (زیر طبع)

مہیج الحزان (زیر طبع)

امام المہدی من المہدی الظہور
از آقائی سید کاظم قزوینی ہدیہ ۶۵ روپے

جزیرۂ خضراء
از ناجی نجار
ہدیہ ۳۰ روپے

طولِ عمر امام زمانہؑ
از علی اکبر مہدی پور
ہدیہ ۱۸ روپے

مُصلحِ غیبی
از آقائی سید حسن ابطحی
ہدیہ ۳۶ روپے

مُلاقات بہ امام زمانؑ
از آقائی حسن ابطحی
(زیر طبع)

المہدیؑ الموعود المنتظر
از جعفر بن محمد عسکری
(زیر طبع)

مہدیؑ موعود
از علامہ مجلسی علیہ رحمۃ
(زیر طبع)

مہدی فی القرآن (ہدیہ ۳۶ روپے)

دعائے ندبہ و زیارت ناحیہ (زیر طبع)

صحیفۃ المہدیہ (زیر طبع)

تحفۂ لطائف ابرارِ کامل (زیر طبع)

عالم ارواح عجیب (زیر طبع)

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین
از مظفر حسن سہارنپوری اعلی اللہ مقامہ ۔ ۲ جلد

الشہد المسموم فی تاریخ آ ۳م
از سید مظفر حسن سہارنپوری اعلی اللہ مقامہ ۔ ۲ جلد

فتح عظیم
از سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
ہدیہ ۵۳ روپے

صحیفۃ العابدین
از سید اولاد حیدر بلگرامی
ہدیہ ۲۵ روپے

علوم کاظمیہ
از سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
ہدیہ ۱۸ روپے

تحفۂ رضویہ
از سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
(زیر طبع)

دُرِ مقصود
از سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
(زیر طبع)

تذکرۃ المعصومین
از سید علی نقی جائسی
ہدیہ ۵ روپے

فارسی عربی کُتب کے ترجمے

ولایت و علم امام
از آقائی سید حسن حجت
(زیر طبع)

حضرت فاطمۃ الزہراء ولادت سے شہادت
از آقائی محمد کاظم القزوینی (زیر طبع)

مہیج الدعوات / **العدد القویۃ**
(زیر طبع) از آقائی سید محمد ... (زیر طبع)